Edited

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

گوہر درج فصاحت اختر برج بلاغت سرو جویبار سخنوری دوحۂ انبسال معنی پروری مقبول و بارور صبا

دیوان وفا

مصنفہ

نخلبند گلشن تر زبانی گدیور گلزمین رنگین بیانی جناب راجہ کشن کمار صاحب المتخلص بوفا دامت معالیہ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہ طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضل و لطف ایزدی ایک ایک مصرع ہوگیا
اس غزل کا حمد کی کیا خوب مطلع ہوگیا

زیب انسان سے زمین کو چرخ کو انجم سے دی
درجک عالم کا ہر پہلو مرصع ہوگیا

حمد رب سے ہوگئی تعظیم دیوان یک قلم
ظرف پر مٹی کے سونے کا ملمع ہوگیا

جب ستایش کا خداے پاک کی آیا خیال
خوبرویان سخن کا گرد مجمع ہوگیا

کونسا محبوب تجھسا دوسرا محجوب ہے
تیری ستاری کا جلوہ تیرا برقع ہوگیا

ہین یہان الفاظ صورت دار ایسے حق نما
معنیاً بہزاد کا باطل مرقع ہوگیا

ختم تجھپر ہوگئی ہے حمد یزدان اے وقار
سچ ہے یہ تو اس غزل کا اپنی مقطع ہوگیا

کبھی بالون کو سلجھایا تو ہوتا
مجھے شانے سے الجھایا تو ہوتا

بگڑ جاتا ابھی منھ آئنہ کا
تمھارے روبرو آیا تو ہوتا

گل یوسف زلیخائی دکھاتا
چمن مین وہ عزیز آیا تو ہوتا

(نام گل ۱۲)

زبان بوسہ لب دے کراے یار
ندیدے دل کو للچایا تو ہوتا

مجھے وارفتگی جانے نہ دیتی ولیکن تم نے بلوایا تو ہوتا
وہ کہتے غیر سے کہتے پر اے دل زبان پر مدعا لایا تو ہوتا
رخِ رنگین ترا گر دیکھتا گل نہ اُڑ جاتا تو پتّا یا تو ہوتا
سہارے پر سحر ہوئی شب ہجر نہ آتے وعدہ فرمایا تو ہوتا
نہ پایا تمکو مین نے تو گلا کیا کبھی خود آپ کو پایا تو ہوتا
مسیحائی نہ کرتا گو وہ کافر جنازے پر مرے آیا تو ہوتا
نہ دیتا لیکے دل وہ پر بلا سے مرا دل ہاتھ مین لایا تو ہوتا
مین تھا گم کردۂ عشق کمر یار کبھی عنقا سے ڈھونڈھوایا تو ہوتا
مین کرتا شکر مقدم مین فدا جان فرشتہ موت کا آیا تو ہوتا
نہ رہتا دست وحشت آستین مین جنون نے پانون پھیلایا تو ہوتا

مین اُڑ چلتا برنگِ صوتِ ناقوس
وقار اُس بت نے بلوایا تو ہوتا

جب کہا یار سے کیون مجکو مری جان چھوڑا تو ڈھٹائی سے لگا کہنے کہ ہان ہان چھوڑا
جسنے چھوڑا ترا در ملکِ سلیمان چھوڑا سچ اگر پوچھیے تو روضۂ رضوان چھوڑا
بیدخوان زلف کا تھا حافظ قرآن رخ کا مجکو کسواسطے اے گبر و مسلمان چھوڑا
ہوگیا ہجر کے صدمون سے رفو چکر دل سینۂ خستہ مین ارمان کو مہمان چھوڑا
مین وہ فرہاد کہ پکڑا ہے گریبانِ کوہ مین وہ ہون قیس نہ دامانِ بیابان چھوڑا
مضطرب ہوکے ہمارے دلِ سختی کش نے کب خیالِ کمرِ نازکِ جانان چھوڑا
قسمتِ دستِ جنون پیرہنِ ہوش ربا کب مرے پنجۂ وحشت نے گریبان چھوڑا
دامنِ دوست کی الفت نے اُدھیڑے بخیے مفت یوسف کا زلیخا نے گریبان چھوڑا
تنگ پکڑا جو مرے جوشش سودا نے وقار کوہ فرہاد نے مجنون نے بیابان چھوڑا

کوچہ اس ماہ کا اے گنبد گردان چھوڑا — خارِ رہ تو ہوا ہم نے چمنستان چھوڑا

ہمنے تحریر مضامین سے جو رکھا مطلب — یک قلم نامۂ دلدار مین عنوان چھوڑا

زلف و ابرو نے تو ایجان تھا باندھا مارا — پر تری چشم نے کر کے مجھے بیجان چھوڑا

روز و شب ظلم کیے شام و سحر رنج دیے — باقی اپنا نہ کوئی آپ نے ارمان چھوڑا

سبزۂ خط ہے لب مین نمک انداز ہوا — عارض آیا جو خضر چشمۂ حیوان چھوڑا

دامنِ تیغ کا سایہ کبھی سر پر نہوا — ہاتھ اک دن بھی نہ اے قاتل ارمان چھوڑا

شعرا چرخ کا کرتے ہین عبث شکوہ وقار — کوئی صیاد نے کب مرغ غزلخوان چھوڑا

مجھے عشق تھا گیسوئے پرشکن کا — سر قبر اک پیڑ ہو ناگ پھن کا

بہار آئی ہے اینڈتے باغبان ہین — ٹپکتا ہے جوبن سے غمزہ چمن کا

جو بو ہوتی غنچہ مین او غیرت گل — دیا ہی تھا دھوکا تمھارے دہن کا

حسینون نے باہم نشانی سمجھ کر — لیا تار چن چن کے میرے کفن کا

ذرا آپ بھی اپنے جلسہ مین بیٹھین — کرو شمع انجم کو بھی انجمن کا

مرے دم سے آباد ہے کوہ و صحرا — کہ ہون جانشین قیس کا کوہکن کا

مین لکھتا ہون کس بت کا وصفِ سراپا — کہ مطلق نہین ہوش اپنے بدن کا

جو رویا ہون اک روے رنگین کے غم مین — رگِ گل ہر اک تار ہے پیرہن کا

وقار آپ شاگرد تسلیم کے ہین — جدا کیون نہو رنگ سب سے سخن کا

ہے ہے کوئی دل دینے کے قابل نہین ملتا — ارمان تڑپتے ہین کہ قاتل نہین ملتا

ہو عقل تو ہو تل کی جگہ آنکھ مین لیلے — جھک قیس کی ہے صاحب محمل نہین ملتا

گل کی ترے رخسار سے رنگت نہین ملتی — نالہ سے مرے شور عنادل نہین ملتا

اپنا بھی تو ملتا نہین دل مجھسے پھر اے یار
کس مُنھ سے کہون تجھسے ترا دل نہین ملتا

بوسہ نہین دیتے ہین شب وصل مین بھی آپ
مزروعۂ امید کا حاصل نہین ملتا

ملتا نہین عارض سے ترے مہر درخشان
پیشانی سے تیری مہِ کامل نہین ملتا

چمکے نہ وقار آگے رخِ یار کے خورشید
سمجھے رہے حق سے کبھی باطل نہین ملتا

یارب نمکین دہر مین قاتل نہین ملتا
پھیکے کسی دلبر سے مرا دل نہین ملتا

دل صاف ہے آئینہ سا اور چہرہ مکدر
ملتا ہے مگر وہ سرِ محفل نہین ملتا

وہ عشق کا دریا ہے کہ الیاس کو جسکا
کہنے کو پے نام بھی ساحل نہین ملتا

موجود ہے فلفل مجھے غم اسکا نہین ہے
گر دیکھنے کو رخ کا ترے تل نہین ملتا

مشقِ ستم و جور کا چورنگ ہون اس سے
عاشق کوئی مجھسا اُنھین بیدل نہین ملتا

اشعار وقار ایسی غزل مین کہون کیا خاک
مشکل تو یہ ہے قافیہ مشکل نہین ملتا

ہمنے باطل کو حق نما دیکھا
ہر صنم پرتوِ خدا دیکھا

کیون جھٹکتے پٹکتے ہو صاحب
کیا مرا دل گرا پڑا دیکھا

اے جفا دوست اے وفا دشمن
تجھکو سو طرح آزما دیکھا

جس کو تاکا نگاہ نے نہ بچا
آپ کا تیر بے خطا دیکھا

پس گئی نقش پا پہ گل مہندی
اثرِ شوخیِ حنا دیکھا

خامۂ غیر کا ہے نامۂ یار
اپنی قسمت کا یہ لکھا دیکھا

بسمل آہنگ پھر قرار رہوا
پھر کوئی شوخ چلبلا دیکھا

چار ابرو ہوا جو وہ محبوب
حُسن عارض کا چوگنا دیکھا

وصل مین گل پہ بوسہ کا دھاگا
تار نکلا لڑائی کا دیکھا

فلک پیر بھی ہے طفل مزاج
کام اس کا گرا پڑا دیکھا

ہر گل باغ کا ہے سینہ چاک
کسکی بندِ قبا کو وا دیکھا

لعل لب کی تمھاری بات ہے کیا
لال ایسا نہ بولتا دیکھا

فیض تسلیم سے وقار سدا
کشتِ معنے ہرا بھرا دیکھا

مخاطب جو زاہد سے تو ہو گیا
تو اُسکا بھی ٹھنڈا وضو ہو گیا

سخن تکیہ اب اُنکا تو ہو گیا
دہن مورِ گفتگو ہو گیا

وہ گل پیرہن جب گیا باغ مین
معطر لبِ آب جو ہو گیا

ابھی زعم یکتائی مٹ جائیگا
اگر آئنہ روبرو ہو گیا

وہ خونریز کافر یہان تک کھنچا
کہ دل مسلخِ آرزو ہو گیا

سیہ خانہ مین میرے باندھی حنا
سفید ایسا اُن کا لہو ہو گیا

یہ تیری ہوا مین اُڑا مین کہ آپ
غبارِ رہِ جستجو ہو گیا

ترے روبرو رنگِ گل اے صنم
نظر سے نہان مثلِ بو ہو گیا

مرا وعظ مین ڈگمگایا جو دل
عصا آکے دستِ سبو ہو گیا

لحد مین ہوئی یاد ابروے یار
مسلمان تھا قبلہ رو ہو گیا

مرا نام جسدم سُنا قیس نے
چھلاوا سا صحرا سے چھو ہو گیا

ہوا زخم مژگان سے ایسا ضعیف
مجھے تیر تارِ رفو ہو گیا

یہ ہے گردشِ بختِ بد ساقیا
ہم آئے تو خالی سبو ہو گیا

لکھے وصف جب زلفِ دلدار کے
قلم ہاتھ مین مشکبو ہو گیا

تصور مین زلفِ سیہ کے وقار
جنون پھر مجھے موبمو ہو گیا

چڑکے دو چار جو وہ ترک لگا جاتا تھا
چاشنی روزمزہ دار چکھا جاتا تھا

توکہان مہر سے اے ماہِ لقا جاتا تھا
غیر جو سایہ صفت ساتھ لگا جاتا تھا

اب جو آتا ہے تو ہستون کو رولاتا ہے وہ شوخ
آگے آتا تھا تو روتون کو ہنسا جاتا تھا

زخم دل ہے ترے خنجر کا نمک پروردہ
مین جو یہ بات نہ کہتا تو مزا جاتا تھا

مر گئے پر بھی غبار اپنا گلی مین اُسکی
ذرہ سان اُڑتا ہوا مثلِ ہوا جاتا تھا

کھاتا ہر ایک قدم پر تھا ہزارون ٹھوکر
اُسکے کوچہ سے جو مین رو بقفا جاتا تھا

ابتو زندون کو لگا مارنے وہ عیسے دم
جو کہ مُردون کو وقار آگے جلا جاتا تھا

عاشقی مین ہے جانکا کھٹکا
اور بھی کچھ بُرا بھلا کھٹکا

یار صیاد باغبان کا ہوا
یہ نیا اور اک بندھا کھٹکا

کان آہٹ کی راہ سے نہ ہٹے
دل مین تھا کسکے آنے کا کھٹکا

وہی کاوش مژہ نے کی آخر
جسکا اول سے دلمین تھا کھٹکا

بلبل پاک بین ہے عاشقِ گل
باغبان تو نہ کھٹ کھٹا کھٹ کا

بے ترے یار سیر گلشن مین
پھول آنکھون مین خار سا کھٹکا

تجکو دیکھا اُٹھا اُٹھا کر سر
سانس کا بھی اگر ہوا کھٹکا

عشق کے ہین وقار چار عنصر
خوف اندیشہ و دغدغا کھٹکا

ہوا پھر عشق اک زلفِ دوتا کا
اُٹھا پھر سر مری آہِ رسا کا

وہان ہے امتحان جور و جفا کا
یہان سر خم ہے تسلیم و رضا کا

جو مجھپر ہے وہی ہے غیر پر لطف
ہوا ہے خاتمہ اُس پر وفا کا

طواف خانۂ کعبہ ہے ہمکو
طلا یہ یار کی دولت سرا کا

خدا کا قہر عشقِ بد نظر ہے
نہین بچتا وہ جسکو اسنے تا کا

وہ جائے گیا پریشانی کسی کی — جیسے سودا ہنوز لفِ رسا کا
ہمارے خون سے شوخی کا دعویٰ — ذرا منھ دیکھنا رنگِ حنا کا
مری خاک اے صنم برباد کیونکر — کھلا مطلب نہ کچھ باد صبا کا

نظر آیا نہ وہ طفلِ برہمن
کیا تیرتھ وقار اکثر گیا کا

۱۳

اُنکا جوشِ شباب ہے کیسا — اوج پر آفتاب ہے کیسا
قتل مین وہ ثواب ڈھونڈھتے ہین — جان پر یہ عذاب ہے کیسا
ساتھ کھا کر نہ ذات پوچھین آپ — بعد وصل اجتناب ہے کیسا
روے ساقی کا عکس جام مین ہے — ماہ مین آفتاب ہے کیسا
محتسب کے بھرے ہین منھ مین جھاگ — جوشِ فیضِ شراب ہے کیسا
تیرے او بحرِ حُسن سینہ پر — اُبھرا جڑوان حباب ہے کیسا
اُنکو دیکھا نہین جو دو دن سے — دل کو اک اضطراب ہے کیسا
ساتھ سوئے تو آنکھین کیجے چار — وصل کی شب حجاب ہے کیسا
پارۂ دل ہے نوکِ مژگان پر — سیخ پر یہ کباب ہے کیسا
وہم خال دہن پہ شک کا ہے — نقطۂ انتخاب ہے کیسا
پیتے ہین ہم خدا کے گھر مین شراب — خوف روزِ حساب ہے کیسا
ہین گرون دل سے غیر سر پہ چڑھے — ہاے یہ انقلاب ہے کیسا
لبِ گلرنگ پر جمی ہے دھڑی — برق پر یہ سحاب ہے کیسا
دیکھکر بو ترے پسینے کی — پانی پانی گلاب ہے کیسا
جلوہ فرما نہین جو وہ شہِ حسن — دل سا ایوان خراب ہے کیسا

ہے تصور بتون کا دل مین وقار

١٥ گھر خدا کا خراب ہے کیسا

مین کسی چشم کا بیمار رہا کچھ نہوا | موت کا اپنی طلب گار رہا کچھ نہوا
پھر سرِ گیسوے خمدار رہا کچھ نہوا | پھر مین آفت مین گرفتار رہا کچھ نہوا
واسطے غیر کے تو مجھسے ہوا ہے بیزار | ہاے دلجو سے دل آزار رہا کچھ نہوا
آج عاشق مین ہوا زلف کا زنجیر کرو | کل جو رسواے سرِ بازار رہا کچھ نہوا
دل لیا بوسہ دیا جان بچی تھی کو رہی | اب وہ جی لینے پہ تیار ہوا کچھ نہوا
نالۂ زار سے میرے جو ہوا وہ بیزار | جلوہ گر مقصد اغیار رہا کچھ نہوا

آشنا لب سے ہوا نالۂ پُر درد وقار
آہ ذلت سے سروکار رہا کچھ نہوا ١٦

دل مین بیٹھے کچھ ایسے کڑ کے اُٹھا | بن گئی جان پر بگڑ کے اُٹھا
اُکھڑی باتون سے اُسکی ثابت ہے | کچھ نہ کچھ آج غیر جڑ کے اُٹھا
اُنکی خدمت سے کب ہوئی چھٹی | ہاتھ جوڑے جو پانْون پڑ کے اُٹھا
عذر بوسہ پہ دل کے لینے پر | مجھسے کب وہ نہ لڑ جھگڑ کے اُٹھا
ضعف کے زور جب چڑھا ہتے | مثل سایہ نہ پھر بچھڑ کے اُٹھا
خاک سے تیرے عاشقِ قد کے | جو بگولا اُٹھا اکڑ کے اُٹھا

آپ کی بزم مین وقار نہ تھا
کون دستِ سبو پکڑ کے اُٹھا ١٧

دل جو ہٹ پھیر مین شانہ نے ہمارا مارا | بول اُٹھی زلفِ سیہ خام کہ مارا مارا
نازکیِ کمرِ یار کا دل صید ہوا | کہ لپک نے کسی چیتے کے چکارا مارا
مثلِ نرگس ہے مجھے جنبشِ مژگان دشوار | جیسے اُس چشم فسونگر کا نظارا مارا
مار رکھا ہے جسے تم نے دکھا کر گیسو | دشت و کہسار مین پھرتا ہے وہ مارا مارا

کھل گیا رازِ درونی و برونی یکسر
اُسنے اک سینہ پہ خنجر جو دو دھارا مارا

جس جگہ حکم قضا ایک قضیہ ہے وقار
گذرِ اُفتاد دوران کوچہ قضارا مارا

۱۸

کیا گر یار کے رخ کا نظارا
اُڑے گا پشت آئینہ سے پارا

جو باندھا زلف نے ابرو نے مارا
ہے باندھے مارے کا جینا ہمارا

وہ رشکِ بوستان جسوقت پہونچا
گلستان گفت منت مرخدا را

نہ مشکین گیسوِ مشکین سے باندھین
نہ مارِ جعد سے یکبار مارا

ترے اس لطف پنہانی کے صدقے
کہ محفل مین کن کھنون سے اشارا

نہین ہے داغ سودا میرے سر پر
بلندی پر ہے وحشت کا ستارا

بھرا دم ہمنے جسکی دوستی کا
وہ کافر دل سے دشمن ہے ہمارا

کیا مجکو نہ اک دن بھی سبکدوش
کبھی تمنے نہ سر تن سے اُتارا

چراغ رخ کا اُنکے دود ہے زلف
کبھی مشاطہ نے کاجل نہ پارا

نہ جھانکا بام سے اُس ماہرو نے
نہ چمکا میرے طالع کا ستارا

نہ دی آواز جھوٹون بھی نہ بولے
میان ہوت اُنکو کہہ کر پکارا

ہوا جسوقت دل سا دوست دشمن
بھروسا کس کا پھر کسکا سہارا

خوشی اُنکی وقار اور وہ خوشی کے
مگر ہم غم کے ہین اور غم ہمارا

وقار اُسکی ہے کیا زہرہ سے تشبیہ
جو ماہ و خور کی ہو آنکھون کا تارا

۱۹

مرتبہ کیا زلف کا اللہ اکبر ہو گیا
لفظ اللہ شانہ گیسوے دلبر ہو گیا

خانۂ تاریک اُس مہ سے منور ہو گیا
اپنے طالع کا زحل خورشید خاور ہو گیا

موت بھی کرتی ہے غمزے انتظار یار مین
رشتۂ جان تار آہن سے بھی بڑھکر ہو گیا

ہے مثل مشہور وقتِ بد مین اپنا غیر ہو
جسم لاغر روح کو فرقت مین دوبھر ہو گیا

تو ہرِ درج اجابت ہو دعاے وصل خاک
گوش گردون نالہاے ہجر سے کر ہو گیا

اہل کاران جنون دیتے ہین نذرین بانیاز
داغ سودا سر کو مجھ وحشی کے افسر ہو گیا

کی یہانتک مکتب کلفت مین مشق لاغری
استخوان ہر جزوِ تن کا تار مسطر ہو گیا

خط مین اُس نو خط کے جب وصفِ دہن لکھا وقار
بے نشان قاصد ہوا عنقا کبوتر ہو گیا

پھر ہمین سوداے گیسوے معنبر ہو گیا
پھر خیالِ رشتۂ موبان اژدر ہو گیا

باغ مین بے یار جب مجکو ہوا جوش جنون
دیدۂ غولِ بیابان ہر گلِ تر ہو گیا

خضر بھی گم کردہ رہ ہین کوچۂ تقدیر مین
جاے عبرت ہمکو احوالِ سکندر ہو گیا

گوشِ نازک مین جو ہین اُنکے جڑاؤ بالیان
کان ہر اک رشکِ کانِ لعل و گوہر ہو گیا

زاہدا دوزخ سے ڈرتا مین تو سوزِ ہجر سے
جلتے جلتے رات دن جلنے کا خوگر ہو گیا

گر دیا تو نے نہ بوسہ لیکے دل تو کیا ہوا
کیا مین مفلس ہو گیا کیا تو تو نگر ہو گیا

زعفرانی اُسکو جوڑا جب پنھایا اے وقار
دیکھتے ہی غیر کو یرقانِ اصفر ہو گیا
۲۰

سوادِ زلف پر وارفتہ دل ہے جانِ جان اپنا
فرو کش وادیِ ظلمات مین ہے کاروان اپنا

الٰہی خیر ہو مدت کے بعد اک دل ہوئے دونون
تمھارا شعلۂ رخ نالۂ آتش فشان اپنا

بشر کیا مال ہے الفت مین ان زہرہ جبینون کی
فرشتون کو نہین کچھ سوجھتا سود و زیان اپنا

ہمارا ضعف مفتاح درِ گنجِ رقیبان ہے
کہ جا سکتا نہین جانان تک اب وہم و گمان اپنا

مین وہ مجنون ہون وحشت نہ جاے عمر بھر اُسکی
سگِ لیلی بھی اگر سونگھ لے گر استخوان اپنا

زمین مین یک قلم گڑ گڑ گئے شمشاد خجلت سے
خرامان جب ہوا گلشن مین وہ سرو روان اپنا

عیان احوال دل خود ہے برنگِ بوے گل رخ سے
بیان کیا کیجیے صیاد سے دردِ نہان اپنا

ملو گلگونہ گل سے پھولے رخسارون پہ اے صاحب
کرو روشن چراغِ تازۂ حسنِ جوان اپنا

ہمین روئش میرس احوال ہے اپنی مثل گویا
کرین ہم دردِ دل اے بیوفا کیا بیان اپنا

ہوئین سُن سُنکے نالے اے وقار اپنے گلستانمین
کہ گویا بھول بیٹھین بلبلین شور و فغان اپنا

۲۱
شگفتہ غنچۂ دل کیون نہوا اے باغبان اپنا
ہوا ہے کن ریاضون سے وہ رشک گلستان اپنا

ذرا خونِ دل و لختِ جگر تیار ہو جاتا
پس از مدت غم جانان ہوا ہی میہمان اپنا

دہانِ یار کے غم نے یہ کھویا ہے موے پر بھی
نہین ملتا فرشتون کو بھی مرقد مین نشان اپنا

خیالِ ابروِ خمدار مین اک تیر قامت کے
خمیدہ ہوگیا یکدست قد مثل کمان اپنا

کہین تو مُنھ کی کھلوائے گا لیکا بد زبانی کا
لگا لو حوصلہ دیکے ہمین تم گالیان اپنا

الٰہ العالمین تو ہی بتا اب دل کسے دین ہم
نظر آتا نہین معشوق کوئی قدردان اپنا

چھپانے سے نہین چھپتے سر و عشق و مشک اصلا
عیان در پردہ اُنپر ہو گیا راز نہان اپنا

بنالینگے نشیمن ہمصفیر و شاخ طوبے پر
ریاض دہر سے اُجڑیگا جسدن آشیان اپنا

وقار اللہ اگر سیدھا ہے کیا کھٹکا ہے گجرو کا
بنا سکتا نہین ہے کچھ بگڑ کر آسمان اپنا

۲۲
گلہ تمھین سے نہین مجکو میری جان تنہا
ہزارون تشنۂ خون ہین مین ناتوان تنہا

حرم مین دیر مین بتخانہ مین کلیسا مین
پھرا تلاش مین تیری کہان کہان تنہا

خبر لے او بت بے رحم اپنے کشتون کی
رگڑتے ہین پڑے کوچہ مین اڑیان تنہا

گرائی کان کی بجلی نے برق کشتون پر
تڑپ رہی ہین نہ بالون کی مچھلیان تنہا

گلے مین ڈالا ہے اُنکے بھی حسن نے اک طوق
پنھائین عشق نے مجکو نہ بیڑیان تنہا

کھلا نہ خاک کچھ احوال رفتگانِ عدم
چلے گئے وہ مجھے چھوڑ کر کہان تنہا

پھرا تلاش مین اُس بت کی اے وقار اک عمر
برنگِ طائر گم کردہ آشیان تنہا

خواب اُسنے وہ دیکھا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا
موجب یہ حیا کا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا

ہے سرمۂ چشم اُسکا گلوگیر شکایت
گریہ نہین تو کیا ہے کہ کچھ کہ نہین سکتا

گل ابر مژہ یاد مین اُس برق ستم کے
اس زور سے برسا ہے کہ کچھ کہ نہین سکتا

ہر نقش قدم یار کا ہے پنجۂ مرجان
عالم یہ حنا کا ہے کہ کچھ کہ نہین سکتا

غائب وہ دہن بوسہ کو دشنام کو حاضر
نیرنگ کا نقشا ہے کہ کچھ کہ نہین سکتا

اے غیرت مہتاب ترے کان کا جھمکا
وہ عقد ثریا ہے کہ کچھ کہ نہین سکتا

بلبل کی روش دل مرا گویا ہے ولیکن
گل کی طرح چپکا ہے کہ کچھ کہ نہین سکتا

کیا شکوہ کرون اُس سے ہوا دیکھ کے سکتا
اب ہو یہی سکتا ہے کہ کچھ کہ نہین سکتا

وہ مردہ دلون کے لیے لب ہین ترے ایجان
اعجاز مسیحا ہے کہ کچھ کہ نہین سکت

بھیجا ہے وقار آج جو اُس شوخ نے نامہ
مضمون وہ لکھا ہے کہ کچھ کہ نہین سکتا

۲۴

نہ کرتا دل کو جو اُسکے حوالہ کیا کرتا
نہوتا درد تو مین آہ و نالہ کیا کرتا

جو دیکھا سینۂ بے داغ دل نہ آیا پسند
بغیر مُہر وہ گھر کا قبالہ کیا کرتا

تمھارے عارض رنگین کے روبرو ایجان
نہوتا نعل در آتش تو لالہ کیا کرتا

لب گزیدہ کا بوسہ وہ دیتے تھے نہ لیا
مین اُگلا غیر کے مُنھ کا نوالہ کیا کرتا

نہوتا بزم مین ساقی جو چار دہ سالہ
تو مین بھی پی کے شراب دو سالہ کیا کرتا

شراب کہنہ نہ دیتا جو ساقی نو عمر
خدا ہی جانے غم دیر سالہ کیا کرتا

جو چوسا غیر نے اُنکے لبانِ شیرین کو
تو مین نہ زہر کا پیتا پیالہ کیا کرتا

بجان قبول تھی اول سے دلدہی ہر طرح
مین کرتا دل کا جو حیلہ حوالہ کیا کرتا

نہ کرتا گر رگِ جان کو حوالہ نشتر
تو مین وقار جنون کا امالہ کیا کرتا

۲۵

ستم ظریف کا کسو واسطے گلہ کرتا
وفا کا شکر مین کرتا جو وہ جفا کرتا

وہ گاہے گاہے بھی ہمسے اگر ملا کرتا
تو کون دل کی طرح سینہ سے جدا کرتا

مجھے تو کاٹے ہی کھاتا تھا ہجر مین مرا گھر
جو اُنکے در پہ نہ دن کاٹتا تو کیا کرتا

نہ رہتی شمع سے گلگیر کی جو صحبت گرم
تو سرد مہری سے پروانہ کیون جلا کرتا

زبان ہوتی نہ کہنے کو بھی شکایت سنج
جو گاہ گاہ بھی وہ بیوفا وفا کرتا

ازل سے مین تو ہون بیمار چشم کا بیمار
مسیح آج جو ہوتا تو کیا دوا کرتا

بدی نہ اس طرح دشمن کریگا دشمن سے
جو نیکی مجھسے ہے میرا وہ آشنا کرتا

نہ جاتا تا درِ دلدار ضعف سے زنہار
قدم قدم پہ جو نالہ نہ مین عصا کرتا

نہ طفل اشک سا گرتا رقیب آنکھون سے
ہر ایک پل جو نہ وہ اُسکے مُنھ چڑھا کرتا

جو بیٹھتا مرے پہلو مین داغ کی طرح وہ
تو اے وقار مین کیون درد سا اُٹھا کرتا

۲۶

کیون کان لگا کر سُنون افسانہ کسی کا
ننھا سا دلِ زار ہے دیوانہ کسی کا

جس شمع دل افروز کی لو تھی مرے دلکو
یہ اُسکو لگی لو ہوا پروانہ کسی کا

کسواسطے لڑتے ہین بہم شیخ و برہمن
کعبہ نہ کسی کا ہے نہ بتخانہ کسی کا

ہم پہلوے دل سینۂ صد چاک مین رکھون
آ جاے مرے ہاتھ اگر شانہ کسی کا

بیڑی کے تکلف کو نہ تکلیف دو یارو
ہے زلف کا قیدی دلِ دیوانہ کسی کا

ہے خوبی و زشتی سے گل و خار کے کیا کام
اپنا ہین کسی کا ہون نہ بیگانہ کسی کا

ہے پیر مغان ابر کرم گرچہ و لیکن
لبریز نہ دیکھا کبھی پیمانہ کسی کا

ابرو و مژہ کے ہین بھرے خنجر و ناوک
سینہ مین سیہ دل ہے کہ سلح خانہ کسی کا

تیور سے ٹپکتا ہے ترے ساقی بدمست
چھلکا لے گا یہ عمر کا پیمانہ کسی کا

سو بار کیا امتحان اس بات کا مر کر
اپنا کبھی ہوتا نہین بیگانہ کسی کا

کام آکے پڑا اب تو وقار اُس بُتِ جن سے

فرزانہ دل اپنا ہوا دیوانہ کسی کا ۲۷

جو عاشق ہے ترے شوخی رو کا
کبھی اُسنے نہ گل کے مُنھ پہ تھوکا

مرا دل مانع گریہ ہے ہردم
ہوا ہے دوست دشمن آبرو کا

ہوے دست وگریبان وحشت ہجر
گرو اب قطع سر رشتہ رفو کا

شبِ وصلت ہے ایدل جاگنا شرط
مثل مشہور ہے سویا سو چوکا

تمھارے حیرتی آئینہ کے گھر
جدھر دیکھو اُدھر عالم ہے ہو کا

شکستِ آئینہ ہر آئینہ ہے
کہ حیران ہے تمھارے صاف رو کا

مجھے نظارۂ سنبل سے کیا کام
کہ عاشق ہون کسی زنجیر مو کا

کیا ہے ناتوان ساقی کے غم نے
ہوا محتاج مین دست سبو کا

وقار اُس گل کے دامن تک نہ پہونچا
کھلا پنجہ نہ دستِ آرزو کا ۲۸

جس دن سے مرا دل ہے کسی شوخ پر آیا
کیا کیا نہین کہ جاتا ہے ہر اپنا پرایا

شب کو جو لبِ بام وہ رشکِ قمر آیا
تھا مجکو گمان چاند فلک سے اُتر آیا

لٹ کھل گئی اُسکی زلف کی جو سیرِ چمن مین
سنبل کا مجھے حال پریشان نظر آیا

بسمل کی طرح خاک پہ کس رنگ نہ تڑپون
تیرِ نگہِ یار مرے دل مین در آیا

سوزِ تپِ فرقت سے پڑا آبلہ دل مین
لو نخل جوانی مین یہ پہلا ثمر آیا

نیرنگیِ ہجران ہوئی وصلت مین نمایان
گردون پہ نظر مجکو جو رنگِ سحر آیا

بیتاب مہ چاردہ تھا موج کے مانند
دریا مین نہانے جو وہ رشکِ قمر آیا

کس طرح نہ ہم ذرہ کے مانند ہون بیتاب
خورشید جمال آپ کا اب اوج پر آیا

آیا نظر ابرو کے تصور مین مہِ نو
تھی کسکی تمنا مجھے اور کیا نظر آیا

ہنسنے مین وقار اسکے کھلے جب دُرِ دندان

دُر دُر کہا جو روبرو میرے گھر آیا

۲۹

نشہ مین رات جو ساغر ٹوٹا
کوہِ آفت مرے سر پر ٹوٹا

دل ہوا تارِ نفس سے ٹکڑے
ہے عجب کاہ سے پتھر ٹوٹا

سخت جانی سے مری وقتِ ذبح
اُس ستمگار کا خنجر ٹوٹا

چشم حیران ہے مری طوفانی
کشتی صبر کا لنگر ٹوٹا

یاد آیا دلِ شکستہ وقار
ہم نے دیکھا جو کوئی گھر ٹوٹا

۳۰

سودا ہے تری زلف کا اور سر ہے ہمارا
سرگشتہ ہین سنبل کے تلے گھر ہے ہمارا

ملتا نہین ہر تار پہ بستر کے ٹٹولا
معدوم کمر سا تنِ لاغر ہے ہمارا

طوفان کا ہے نوح پہ بہتان سراسر
ہر قطرۂ اشک ایک سمندر ہے ہمارا

پہونچا کے نہین حُسن کے گھر عشق نے مارا
رہزن ہے وہ کم بخت جو رہبر ہے ہمارا

سودائی ہین جو پانوٗن مین ہین ڈالتے بیڑی
زنجیر درِ یار کا لنگر ہے ہمارا

دل یار کو ہے ڈھونڈھتا ہم دل کے تلاشی
یون زیر فلک برسون سے چکر ہے ہمارا

اے جان اگر آپ کی ہمشیر ہین لیلے
دیوانہ سڑی قیس برادر ہے ہمارا

کہلاتی ہے اُس شوخ سے عارض کی صفائی
اک آئنہ بردار سکندر ہے ہمارا

میدان قلم ہے پئے حساد بزن گاہ
مصرع جو غزل کا ہے وہ خنجر ہے ہمارا

ڈنکا ہے وقار آہ کا اقلیم جنون مین
جو داغ ہے سر پر وہی افسر ہے ہمارا

۳۱

دل فرقتِ حبیب مین بیتاب ہوگیا
آنسو کا قطرہ پارۂ سیماب ہوگیا

آزادِ موج یاس سے تھی کشتی امید
برگشتہ بخت حلقۂ گرداب ہوگیا

تاب و تپ درونسے دل سُست چست ہے
آتش سے نخل موم کا سیراب موگیا

اُس روے تابناک کے غم مین چڑھی جو تب
نظارہ لب کا شربتِ عناب ہوگیا

ہے آبروے دیدۂ گریان یہ موج زن
طوفان خروش اشک کا سیلاب ہوگیا

زاہد کا دوش بارِ گنہ سے سبک ہوا
گروی شراب زہد کا اسباب ہوگیا

یہ حالِ ہجر مین دل و دیدہ کا ہے وقار
بے خور رہا جو یہ تو وہ بے خواب ہوگیا

الٰہی چمک جاے سودا ہمارا
کہ ہو شمعِ ہر خانہ چرچا ہمارا

کیا نکہتِ گل کو رسوا صبا نے
ہوا عشق آہون سے افشا ہمارا

بڑھا رحم کو زخم اُسنے الٰہی
یہ تھا بختِ کج کا نوشتا ہمارا

نہ تم پاس بیٹھے نہ تم ساتھ سوئے
کسی دن نہ ارمان نکلا ہمارا

اگر دل نہین آپ لیتے نہ لیجیے
تمھارا ضرر اسمین ہے یا ہمارا

گلے سے لگو یا گلا کاٹ ڈالو
چکا دو مگر آج جھگڑا ہمارا

مروت سے ہے کار اے جانِ عالم
کہ تمکو نہو پاس اصلا ہمارا

عدو تک عیادت کو آتے ہین صاحب
مگر حال تمنے نہ پوچھا ہمارا

یہ آتے ہی اُٹھنے کے کیا دل مین بیٹھی
کہ جاتے ہو توڑے سہارا ہمارا

وقار اپنے مضمون پسند آئے اُنکو
رہا بزم مین بول بالا ہمارا

جب رقم پرداز وصفِ روے جانان ہوگیا
کلک نے یکدست میرا مارِ پیچان ہوگیا

اے صنم پھر دلکو عشقِ زلف پیچان ہوگیا
قید پنڈت خانہ مین پھر اہل ایمان ہوگیا

سایہ خسپ زلف جب وہ روے تابان ہوگیا
کہہ اُٹھا مین چاند تھا بدلی مین پنہان ہوگیا

حُسن نے تیرے مسخر کرلیا ہر جن وانس
اے پری تو عہد کا اپنے سلیمان ہوگیا

رنگِ نیلم اُڑ گیا پیش مسی مالیدہ لب
دیکھکر دستِ حنائی زرد مرجان ہوگیا

تیری فرقت نے کیا سیر چمن سے بے نیاز
داغ یان تک کھائے ہین سینہ گلستان ہوگیا

سہم مژگان کو جو پایا اک کمان ابرو کے لیس
مرغ جان اپنا ہواے زہ مین قربان ہوگیا

بس گیا آنکھون مین وہ روے کتابی یار کا
مین نے کی یانتک تلاوت حفظ قرآن ہوگیا

دیکھ لی جسنے بہار بیخزان حسنِ یار
خارہ اُسکی آنکھ مین گلزار رضوان ہوگیا

جب چنی چہرہ پہ افشان ہوگیا وہ چند نور
چہرۂ پُر نور افشان سے زر افشان ہوگیا

زندگی بھر ہوگیا چھٹنا اُسے مشکل وقار
دام مین گیسو کے جو محبوس انسان ہوگیا

ہے وہ دلمین تو گفتگو پھر کیا
آنکھ مین ہے تو آرزو پھر کیا

ہے اگر یار ہمنشین خیال
منصفی شرط جستجو پھر کیا

اے زلیخا ہین سب کے یار حسین
گرچہ یوسف ہے خوبرو پھر کیا

قطرہ قطرہ نہو جو دریا بار
اشک ترکی ہے آبرو پھر کیا

یار ساقی سے جبکہ مستی ہو
ساغر و بادۂ و سبو پھر کیا

کہہ اُٹھا قیس جب انا لیلے
ہجر لیلے کی گفتگو پھر کیا

گر نہون عارض و دہن سے ترے
غنچۂ و گل کی رنگ و بو پھر کیا

چشم سے اشک ہین اگر جاری
روے دل کی ہے شست و شو پھر کیا

ہو پسینا اگر ترے رخ پر
شبنم گل کی آبرو پھر کیا

چاک دل کا رفو ہوا نہ وقار
جیب پر گر رفو ہوا پھر کیا

دلون پر یہ نقش اُسنے اپنا بٹھایا
کہ جو چوٹ پر صید آیا بٹھایا

مثالِ کبوتر مرے دل کو اُسنے
بھگایا بُلایا اُٹھایا بٹھایا

ترے آتشین حُسن نے شمع کو شب
کھپایا جلایا گلایا بٹھایا

اُٹھایا اسی غم نے دنیا سے پیارے — کبھی تم نے ہمکو نہ تنہا بٹھایا

سمجھ تیری اُلٹی ہے اے جانِ عالم — کہ اپنا اُٹھایا پرایا بٹھایا

نہ بولے لحد مین بھی ہم ڈر سے تیرے — فرشتون نے کتنا جگایا بٹھایا

گیا کوٹھے پر وہ یہ کی مہ نے عظمت — کہ اُجلا بچھونا بچھایا بٹھایا

یہ وہ قیس ہے خاص شاگرد میرا — پکڑ کان جسکو اُٹھایا بٹھایا

وقار اس غزل کی زمین حد بُری تھی
بہت زور دیکر بٹھایا بٹھایا

کونسا راز ہے اخفا اُنکا — ہم سے بیکار ہے پردا اُنکا

گل فدا شیفتہ غنچا اُن کا — بے زبان پڑھتے ہین کلما اُنکا

کسکے لب پر نہین چرچا اُن کا — نقش ہر دل پہ ہے نقشا اُنکا

ایک غمزہ تو مہینے کا سُنا — تیس دن دیکھا ہے غمزا اُنکا

آتشِ طور کی مین لَو سمجھا — چمکا بالے مین جو بندا اُنکا

کسکے فقرہ پہ وہ کل رات چڑھے — آج چہرہ ہے کچھ اُترا اُنکا

اسقدر محوِ محبت ہون مین — غیر بولے تو ہو دھوکا اُنکا

اپنے زخمی کو نہ دیکھین کہدو — ہمدمو خون ہے ہلکا اُن کا

کیا بنالے گا بگڑ کر اے دل — ایک تو سارا زمانا اُن کا

آئنہ بیٹھا ہے گھر مین حیران — جب سے مُنھ دیکھکے اُٹھا اُنکا

صاف اپنے سے ہوا بیگانہ — نظر آیا جسے جلوا اُن کا

نذر دین بہزاد نے مانی لاکھون — کھنچ سکا خاک نہ خاکا اُن کا

ہر پری مجکو سلیمان سمجھے — ہاتھ آجائے جو چھلّا اُن کا

خون بہائے گا ہزارونکے وقار

مستی پر پان کا لاکھا اُن کا

تذکرہ کسکی زبان پر نہین آتا اُس کا / آشنا گوش سے کسکے نہین چرچا اُس کا

کیتکی ہے جو پرستار تو لالہ ہے غلام / گلشنِ حسن مین ہر رنگ ہے ڈنکا اُسکا

کون سی شاخ ہے طوبیٰ مین جو تشبیہ کرون / مین نے دیکھا نہین کیا قامتِ بالا اُسکا

سرد مہری نے جلایا نہین کس کس کا دل / کون ہے جسکی زبان پر نہین شکوا اُسکا

بول بالا رہا عشاق کے مجمع مین مرا / باغ مین سرو پہ بالا رہا بالا اُس کا

جسم مین اُسکے لطافت مہ و خورشید کی ہے / نور کی ذات صفت ہو گیا سایا اُس کا

ہم سخن جس سے ہوا مر گیا بے موت وہ شخص / نام بر عکس ہے مشہور مسیحا اُس کا

وہ اگر آئے تو آنسو مرے تھم جائین وقار / اُسی بے دید کے ہے ہاتھ مین پردا اُسکا

اُسکے پابوس کو مین نے جو کیا سر نیچا / سر گیسو سا رہا تا دمِ آخر نیچا

گردنِ باطلِ منصور اُٹھے دار پہ کب / حق ہے یہ بات بڑے بول کا ہے سر نیچا

شان بے شرمی کی نرگس نے بہت اونچی کی / اُسکے دیدہ کو کرا اب او بتِ کافر نیچا

مفلس اشراف کو پہونچے نہ کمینہ پر مال / ارض سے اونچا سما ہو کے رہا پھر نیچا

چل کے اب عرض کرون یار کی خدمت مین وقار / اس غزل مین ہے ردیف آپ کے خاطر نیچا

شعرا مین نہو کیون شعر ہمارا اونچا / کہ قدِ یار کا مضمون ہے باندھا اونچا

نازکی نشو و نما ہے کہ ہے جوبن کا اُبھار / ورنہ کیا ہے ترے سینہ پہ یہ اونچا اونچا

دل مسافر ہے سفرِ شب کا پھر اُسپر طرہ / کوچۂ زلف مین ہے ہر جگہ نیچا اونچا

اے ادب خار کی تعظیم ہے نیچا رہنا / ہان کہین ہو نہ سرِ آبلہ پا اونچا

زلف ہے پست جو گیسو سے تو یہ کاکل سے / چوگنے مرتبہ مین اُس سے ہے طرا اونچا

چشم بد دور بلند اشک ہے سر سے اک ہاتھ
غیر ممکن ہے زمین سے بہے دریا اونچا

کیون وقار اپنا گلا پیر و جوان پھاڑتے ہین
پیر کہنہ ہے فلک حد سے ہے سُنتا اونچا ۴۴

اُکھڑا کوئی دل دل سے اگر پھر نہین لگتا
ٹوٹا ہے شجر سے جو ثمر پھر نہین لگتا

سر حلقہ کمان کا ہوا گر نالۂ پیچان
بالائے ہدف تیر اثر پھر نہین لگتا

اے جان شبِ ظلمتِ گیسو سے جو نکلے
عارض کو ترے نورِ سحر پھر نہین لگتا

کر قتل مجھے شوق سے پر سوچ سمجھ کر
کٹتا ہے جو سر تن سے وہ سر پھر نہین لگتا

جو عشق کے کوچہ مین قدم رکھتے ہین اُنکو
جی جان کا کچھ خوف و خطر پھر نہین لگتا

وہ عیب نہین عیب جو ہو ساتھ ہنر کے
اُس عیب کو بھی بلکہ ہنر پھر نہین لگتا

جو ہاتھ سے جاتی ہے وہ ہاتھ آتی نہین شے
ناخن جو ترشتا ہے مگر پھر نہین لگتا

دل جس سے ہٹا اپنا وقار اُس سے ہٹا بس
تیشہ سے جو کٹتا ہے شجر پھر نہین لگتا ۴۵

جو مجھسے دوست سے وہ شوخ دشمنی کرتا
تو بدلے جنگ کے مین اُس سے آشتی کرتا

نہان ڈوپٹے مین ابرو جو وہ کبھی کرتا
تو مین بھی سر کو نیام و لایتی کرتا

ضرور شانۂ زلفِ دراز ہو جاتا
اگر نہ ہاتھ سرِ دست کوتہی کرتا

کبھی جو قتل وہ کرتے مبارکی سے مجھے
تو ساری عمر دعائے سلامتی کرتا

نہ لینے پاتا وہ دل زینہار بے بوسہ
تو وقت دادوستد مین ذری بھی جی کرتا

دیا نہ آنکھ مین اے شوخ ایکدن سرمہ
کبھی تو باڑھ کو خنجر کے دردری کرتا

بغیر وصل نہ دیکھونگا شکل وصل کبھی
جو مین یہ جانتا تو کیون پھر آشتی کرتا

مزارِ عاشقِ بیکس پہ کون لایا شمع
چراغ داغ جگر کا ہی روشنی کرتا

شب فراق سے ہوتا ظہورِ روزِ وصال

۴۶ کبھی جو بخت وقار اپنا یاوری کرتا

محفلِ اعدا مین اُسنے شرم جبدم دی اُٹھا / میری یہ حالت ہوئی مر مر گیا جی جی اُٹھا

مانگ بیٹھا بوسہ رُخ پاکے مُنھ اُس شوخ کا / رہ گیا مُنھ اپنا لیکر کھا کے مین جھڑکی اُٹھا

خوبرو جتنے ہین عالم کے وہ ہین سب بدمزاج / بات ہے اے دل یہی اُنکی بُری اچھی اُٹھا

محملِ لیلے کی تھی رقصِ جمل سے کیفیت / سیر دشتِ نجد کو جب قیس سودائی اُٹھا

جو نہ کہنا تھا کہا محفل مین تم نے بیٹھ کر / کون سی وہ بات ہے کہنے کی جو رکھی اُٹھا

لبکے پر بوسہ گے دیتے ہین ستمگر گالیان / مین جہان بیٹھا وہانسے لیکے بدنامی اُٹھا

۴۷ نالۂ دل یاد آیا مجکو اپنا اے وقار
جب پپیہا پیڑ سے کرتا ہوا پی پی اُٹھا

شراب پی کے جو وہ شوخ بے نقاب پھرا / تو پیچھے شرم سے سر پٹیتا حجاب پھرا

ہوئی نہ دیر گلستان مین اُسکے جانے کو / کہ رنگِ گُل سے ہوا کی طرح شتاب پھرا

جواب نامہ کا کیجے سوال کس سے اب / کہ اپنا قاصد سرگشتہ بے جواب پھرا

شراب غیر کو دیکر جلا نہ ہر کروٹ / نہ دل کو آگ پہ تو صورتِ کباب پھرا

یمِ سرشک مین طوفان کی ہے طغیانی / کہ کھاتا ٹھوکرین موجون کی آفتاب پھرا

ترے فراق مین چونکا ہے بخت بیداری / جو دیکھین آنکھین مری پچھلے پانْون خواب پھرا

۴۸ غریقِ بحرِ محبت نہ کیون ہو نام وقار
کہ اشک شور کا سر پر ہمارے آب پھرا

موسم کچھ اشک شور کے برسات کا پھرا / پھرتے ہوا کے آب کا بھی جو مزا پھرا

مردہ ہمارا کیا جیے کیا اُٹھکے بیٹھین ہم / کس روز گور پر وہ مسیحا چلا پھرا

خانہ بخانہ کو بہ کو اے جانِ جان تجھے / مانند مہر و ماہ کے مین ڈھونڈھتا پھرا

اُس رشکِ مہ نے دیکھا نہ مُنھ پھیر کر مجھے / گو سایہ وار ساتھ ہی اُسکے لگا پھرا

مردے کی طرح لختِ جگر بحرِ اشک مین — موجون کے ساتھ ساتھ ہر اک سو بہا پھرا
فرہاد بیوقوف نہ خسرو کے سر ہوا — دو چار تیشے مارتا اک دن پھرا پھرا

۴۹ توڑے تلاش یار نے میرے وقار پانٔون
مانند گردِ باد کے ہر سو پھرا پھرا

دل مرا اُسکی انجمن سے پھرا — مست بلبل مگر چمن سے پھرا
موردِ حرف لفظ کیونکر ہو — مین نہ اپنے کبھی سخن سے پھرا
ہے ہوادار کوے جانان کی — دل صبا کا گل چمن سے پھرا
تھا جو برگشتہ بخت اُلٹے پانٔون — نالۂ دل لب و دہن سے پھرا
کیا اچنبھا مرے تناسخ کا — یاد غربت ہوئی وطن سے پھرا
ہاے یوسف تو چاہ سے نکلے — دل نہ اُسکے چہ ذقن سے پھرا
عریان آیا تھا جاؤن بھی عریان — اس لیئے دل مرا کفن سے پھرا
نکلا جو شمع مردہ سا نکلا — کون زندہ اُس انجمن سے پھرا

۵۰ دل ہمارا مثالِ شانہ وقار
زلف کے ہر خم و شکن سے پھرا

تو نے جامِ غیر جب اے دلربا خالی بھرا — ہمنے بھی رو رو کے اپنا دل کیا خالی بھرا
مجکو اپنے ہاتھ سے اے ساقیِ توبہ شکن — بزم مین اک جام دے بہر خدا خالی بھرا
ابر گریان کی طرح روتا ہون دشت و کوہ مین — جو کوئی چشمہ نظر میرے پڑا خالی بھرا
این و آن کی دوست دشمن سے نہین ہے حیص بیص — چشم حق بین مین ہے میرے ایک سا خالی بھرا

۵۱ شغل مستی مین سبو و جام سے رکھا وقار
گاہ خالی بھر دیا گہ کر دیا خالی بھرا

ڈھونڈھ مارا جہان کہین نہ ملا — مثل عنقا وہ نازنین نہ ملا

مین تو جورِ فلک کا کشتہ ہون	خاک مین مجکو اے زمین نہ ملا
دے نہ دشنام ساتھ بوسہ کے	اے صنم زہر وانگبین نہ ملا
مثلِ دل ہے ہر ایک پہلو دُزد	کوئی غمخوار ہمنشین نہ ملا
کیا مہ حُسن کو خسوف ہے شرط	صاف دل کوئی مہ جبین نہ ملا
کس حسین کا نہین کوئی شیدا	کون سے نام کو نگین نہ ملا

۵۲
چھان مارا وقار کون و مکان
لامکان کا مگر مکین نہ ملا

نہ چہرہ ماہ سے اے خانمان خراب ملا	قرانِ نحس ہے مہ سے جو آفتاب ملا
بغیر گالی کے ملتا ہے بوسۂ ساقی	نہ ساتھ مَے کے کبھی چٹ پٹا کباب ملا
ہوا ہے پردہ دری کا وہ عاشقونکے سبب	جو تیرے حُسن ستمگار کو شباب ملا
جو ڈھونڈھا بحرِ محبت مین چشم و دل کا کھوج	اُچھلتی موجین ملین ڈوبتا حباب ملا
جو مانگا بوسۂ لب شکرین کا تلخ سُنا	سوال کا مجھے دندان شکن جواب ملا
مثال آئینہ خود بینیون کا مُنھ کر کے	مجھے نہ خاک مین اے خانمان خراب ملا

۵۳
نہ پاس رطب کے پاس نہ پاس گل کے خار
سخن وقار کا ایسا ہے انتخاب ملا

ہر سہی قد ترے رتبہ کو وہ بالا سمجھا	سایہ قامت کا جو دیکھا اُسے طوبا سمجھا
کوئی غلمان تجھے سمجھا کوئی حورا سمجھا	مین ترے کوچے کو فردوس کا کوچا سمجھا
زکریا کی قسم اپنے لیے اے قاتل	پائچون کی تری چنیا کو مین آرا سمجھا
بال باندھے ہوئے اعجاز جو دیکھے لب کے	مین مسیحا کو ترے روبرو موسا سمجھا
شب فرقت مین یہ عالم تھا عیاذاً باللہ	ملک الموت جو آیا تو مسیحا سمجھا
اُسکے جلوہ سے جو ہر نخل ہوا نخل طور	آپ کو موسی عمران چمن آرا سمجھا

قد بالا کو ترے لوگون نے باندھا جو علم
زلفِ شبرنگ کو مین اُسکا پھرہرا سمجھا

وہی چمکا ہے کہ جو ذرہ کو سمجھا خورشید
آبرو اُسکی ہے جو قطرہ کو دریا سمجھا

کیجیے بند زبان اب مین کہے دیتا ہون
مجکو چپ رہنے سے کیا آپنے گونگا سمجھا

سنگِ در پر ترے ایجان جو بیٹھا دو دن
تختِ شاہی کو وہ تابوت کا تختا سمجھا

دوش پر یار کے دیکھا جو جنازہ کو وقار
حضرتِ مرگ کو مین زیست سے اعلی سمجھا

حرفِ لب کو ترے اعجازِ مسیحا سمجھا
مین کفِ دست کے تل کو یدِ بیضا سمجھا

پیر گردون نے جو وہ چند تجلی دیکھی
ماہ کو عارضِ پُر نور کا ہالہ سمجھا

صاف بیگانہ نظر وقت پر آیا وہ دوست
زندگی بھر جسے افسوس مین اپنا سمجھا

دیکھی لاہی کی کٹوری جو ترے پستان پر
مین انارون پہ اُسے مکڑی کا جالا سمجھا

پنکھڑی گل کی مین سمجھا لب پان خوردہ کو
سرمگین چشم کو مین نرگسِ شہلا سمجھا

چاند ٹیکلی کو جبین پر ترے سمجھا خورشید
کان کے جھمکے کو مین عقدِ ثریا سمجھا

نہ تو موت آتی ہے فرقت مین نہ وہ آتے ہین
رکھون کبتک دلِ بیتاب کو سمجھا سمجھا

چاندنی مین جو اُسے ساتھ مین لیکر سویا
ماہ کے ہالے کو آغوشِ تمنا سمجھا

پردہ بند ھوا یا نبض مین جو کھاری نے تری
زہر فرقت کا ہراک عضو مین چھٹکا سمجھا

گہ لیا ہاتھ مین اور گاہ زمین پر پٹکا
دل مرا یار نے مٹی کا کھلونا سمجھا

دیکھی وہ زلف تو شک مجکو ہوا شب کا وقار
آنکھ رُخ پر جو پڑی نور کا تڑکا سمجھا

آنکھین پتھرائین جو میری تو وہ فقرا سمجھا
گردشِ چشم کو پتلی کا تماشا سمجھا

ہم نے دل تجکو دیا اپنا پرایا نہ کیا
حیف صد حیف کہ تو اپنا پرایا سمجھا

مُڑ گئی تیغ دم ذبح جو اُس قاتل کی
حسرتِ مرگ کا آغوشِ تمنا سمجھا

صادق آئی یہ مثل اندھون کا کانا راجا
آپ کو مصر مین یوسف نے جو یکتا سمجھا

کوڑا چونے کا مین سمجھا تری چوٹی کو صنم
تیرے موباف کی چنپا کو مین آرا سمجھا

ہوئی وصل مین شہباز نظر کی جو شکار
مین تری انگیا کی چڑیا کو بھی عنقا سمجھا

مین نے زنجیر جو سونے کی دکھائی اُنکو
ہنس کے وہ ناز سے کہنے لگے سمجھا سمجھا

ایک بوسہ پہ پس وپیش ہے تمکو صاحب
ہم نے دل مفت دیا کچھ بھی نہ سوچا سمجھا

میرے سینہ مین **وقار** اُسنے جو مارا اک تیر
حسرت دل کے نکلنے کو مین رستا سمجھا

ثمرہ نیکی کا بدی مین نہین بیجا سمجھا
پھول سمجھا جسے مین وہ مجھے کانٹا سمجھا

میرا ہفتاد و دو ملت سے جدا مذہب ہے
دیر کو کعبہ حرم کو مین کلیسا سمجھا

عشق جسدن سے ہوا اک بت ہرجائی کا
دیر کو ویرنہ مین کعبہ کو کعبا سمجھا

سلک دندان کا پڑا عکس جو ہنسنے مین صنم
موتیون کا مین ترے سینہ پہ مالا سمجھا

داغ بر دل جو چمن مین نظر آیا لالہ
دلِ وہی مرا اُسکو ترا شیدا سمجھا

بیٹھے بٹھلائے اُٹھایا مجھے در سے اپنے
ہو بھلا تیرا بُری بات کو اچھا سمجھا

آگیا نالۂ موزون سے مرے وجد مین یار
واہ رے بخت کہ وہ رونے کو گانا سمجھا

ابروِ زیرِ نقاب اُنکے ہین آیات حجاب
پردۂ شرم کو مین حکم خدا کا سمجھا

تو جو پہلو مین نہ تھا رات تو اے شعلہ نژاد
دلِ مضطر کو مین سیماب کا قطرا سمجھا

شاعرون مین ہو کس طرح تری قدر وقار
کہ کسی شعر مین بیجا نہین باندھا سمجھا

گو ہے عسل سے خانۂ زنبور سب بھرا
بے نیش نوش سے دلِ پر کینہ کب بھرا

جسطرح گرد چشمۂ حیوان جمے گیاہ
یون سبزہ پشت لب پہ ترے لب بہ لب بھرا

دو چار عاشقون کے بنی جان پہ صبح و شام
کل سے سوا ہے آج خفا وہ غضب بھرا

بازیگری کے یاد تماشے ہزارون ہین
طفل سرشک گرچہ ہے لہو و لعب بھرا

گر قتل غیر کو کیا تم نے نہین حضور
دامانِ تیغ خون سے کیون بے سبب بھرا

زر زیست عشق ٹین ٹین ہے مفلس کی عاشقی
عاشق کے گھر مین چاہیئے نقد اک کھرب بھرا

کہتی زبانِ حال سے ہے آسیا وقار
خالی ہے جو شکم وہ ہے صدہا طلب بھرا

احوال پوست کندہ شمسِ سرشک کا تھا
ہر لختِ دل مژہ پر منصور حق نما تھا

اخفاے رازِ دل کی صورت کوئی نہ نکلی
تھا آشنا جو میرا وہ عالم آشنا تھا

اُس زلف عنبرین سے درپیش اک بلا تھی
اُس جعد پُرشکن سے اک فتنہ درقفا تھا

آکر وہ جاتا پھر کیا جاکر وہ آتا پھر کیا
کیا مرگ باوفا تھا کیا زیست بے وفا تھا

یک لخت کرہی ڈالا جسنے دو نیم دل کو
ابرو کا اُسکی پورا کیا خوب نیمچا تھا

بسمل کے رقص کا ہے شوقین میرا قاتل
اسوقت وہ قضارا آتا تو اک مزا تھا

جب قافلہ چلا تھا میرے سرشک ترکا
وہ چاہِ کاروان تھا اُنکا جو نقش پا تھا

عیسیٰ سے بھی نہ اچھا مین اے وقار ہوتا
یہ دردِ دل کا میرے وہ دردِ لا دوا تھا

اکڑنا دیکھکر سروِ سہی کا
قد آیا یاد بوٹا سا کسی کا

سبب پوچھین نہ آپ افسردگی کا
مری جان دل ہی تو ہے آدمی کا

گہے غم کا ہے عالم گہ خوشی کا
رہے پھر حال کیا یکسان کسی کا

جگر سیماب کا ہو پارہ پارہ
جو دیکھے حال دل کی بیکلی کا

جہان مین بعد قیس اے رشک لیلی
مرے دم تک ہے چرچا عاشقی کا

غنیمت ہے بہم جب تک ہے صحبت
بھروسا اے صنم کیا زندگی کا

جواب خط وہان سے خاک آئے
قلم ہو جس جگہ سر ایلچی کا

جب آئے دل ہی دینے پر ہم اےجان
شفق کے خون سے دھو شام اودھ ہاتھ
بنا اے رشکِ گُل گردن کی پھانسی
جب آنکھین بند کین اُس بت کو دیکھا

تو کیا ماتھے پہ ہے آپی کے ٹیکا
جما رنگ اُنکے لاکھے پر مسی کا
وہ ڈورا میری چشمِ نرگسی کا
نہین محتاج کنگن آرسی کا

وقار اب چل کے رہیے لکھنؤ مین
علاقہ مول لیجے شیخ جی کا

ہو نہ جھوٹا تو کیا کرے سچا
بات اُنکی سُنے جو دشمن بھی
ہے مثل سانچ کو نہین ہے آنچ
بخدا اُسکی ہے قسم جھوٹی

آگے جھوٹے کے رو مرے سچا
دوست کی طرح دم بھرے سچا
پاک اگر ہے تو کیون ڈرے سچا
ہاتھ مصحف پہ گر دھرے سچا

آگ جلتی ہوئی اگر ہو وقار
ہو ورے ابھی پرے سچا

شیفتہ کیون ہو کوئی جس لِس کا
بک گیا ایک بوسہ پر مرا دل
دیدۂ نرم سے حذر ہے ضرور
تیغِ ابرو ہے تیری وہ اے ترک
مجکو رسوائے خلق دل نے کیا
پھر تو بیجا ہے شکوہ سنجی صبر

بس ہے نظارہ میر مجلس کا
مال مردے کا تھا کہ مفلس کا
سخت بد ہے نظارہ نرگس کا
جسکا کشتہ نہ ایک بھی سِسکا
آشنا لب سے ہوگا کس کا
دل بغل سے جو ہجر مین کھسکا

آج کل مین کہین لڑی گی آنکھ
طور بے طور ہے وقار اسکا

تمنے اگر سحر کو رُخ سے نقاب اُٹھا
وہین نقش پا پر اپنے پھرے آفتاب اُٹھا

لکھے تو سیدھے دل سے نامہ پہ نامہ لیکن
قاصد پھرا وہانسے لیکر جواب اُلٹا

تم ہمسے منھ چھپاؤ آئینہ کو دکھاؤ
سیکھا حضور نے ہے کس سے حجاب الٹا

گیسو کی لٹ الٹکر اپنا تھا اُنسے اکدن
ہر رات دیکھتا ہون جیسے مین خواب اُلٹا

بے یار بزم مین جب آیا وقار آگے
شیشہ کو ہم نے توڑا جام شراب اُلٹا

جسکو اجل نے بھانا وہ تیرے گھر ہے آتا
جاتا نہین ہے گھر کو دنیا سے پرے جاتا

آج آئے گا بغل مین میرے وہ شوخ مہوش
پہلو مین کل سے دل ہے بے طرح پھڑپھڑاتا

مانند شمعِ روشن ہوتا ہے خار ماہی
جس شب وہ ماہ طلعت دریا مین ہے نہاتا

شبنم کی طرح روکر گلزار عاشقی مین
ہر صبح و شام بلبل اُس گل کو ہے ہنساتا

دور آسمان کا مجھسے پرکار وار اُسکو
کرتا جدا ہے گاہے اور گاہ ہے ملاتا

کھلتا ہے عاشقون کے راز درون کا پردہ
برقع مین جب وہ کافر چہرہ کو ہے چھپاتا

قدرت کا وہ خدا کی ہے اے وقار جلوہ
زندون کو مارتا ہے مردون کو ہے جلاتا

پس فنا بھی نہ اک دم مجھے قرار آیا
تڑپ تڑپ کے لحد سے سر فرار آیا

اُسے دی سینہ مین جا سر چڑھا کے آبلون نے
جو پایہ بوس کو صحرا مین کوئی خار آیا

یہ مرتے وقت دیا داغ پر فلک نے داغ
نہ آیا نزع مین وہ اور اُس کا یار آیا

لکھا ہے خط مجھے خط غبار مین اُسنے
لفافہ کھُل گیا اب دل مین کچھ غبار آیا

خدا کا شکر کہ کرنے نہ پایا کچھ شکوہ
گیا حواس مرے سامنے جو یار آیا

جو مثل شمع تری بزم مین گیا خندان
برنگ شمع وہ گھر اپنے اشکبار آیا

شرار سنگ کے انند سنگ تربت سے
مین دل کی چوٹ سے باہر ہزار بار آیا

رہِ عدم مین پتا کیا چلے کسی کا وقار

کہ خاک بھی نہ کسی جا نظر غبار آیا

عشق کا دل جو سیرگاہ ہوا
آہ کا دور گردِ راہ ہوا

تیغِ ابرو کھنچی تو خالِ رخ
سپر آسا مرا پناہ ہوا

تھرتھرا جائینگے زمین و فلک
لب اگر آشنائے آہ ہوا

سینہ ہمنے کیا نشانہ ادھر
بس اُدھر ناوکِ نگاہ ہوا

خط و رخسار باغ مین اُس کا
سینہ تابِ گل و گیاہ ہوا

بہرِ سلطانِ عشق خط سیاہ
موج در موج اک سپاہ ہوا

ہوگیا سرد آفتاب جو صبح
متبسم وہ رشکِ ماہ ہوا

دعوئ خون نہین ہے اُس سے وقار
خالِ رخ گو مرا گواہ ہوا

کرتے ہی عشقِ زلف مجھے پیچ پڑ گیا
کالی بلا سے کشتی لڑا تھا پچھڑ گیا

عشقِ بتانِ یار نے ایسا کیا ہے زار
اوروں نے سانس لی تو مرا دم اُکھڑ گیا

باہم ہمارے اُنکے ہوا رنج بوسہ پر
آن این مین کارخانۂ صحبت بگڑ گیا

ہاتھ اُسنے رکھا سینہ پہ داغ اچھے ہوگئے
کیسی چلی ہوا کہ گلستان اُجڑ گیا

خشک اُنکی تر زبانی نے اتنا کیا مجھے
اُٹھا نفس جو دل سے گلے مین وہ اڑ گیا

خندہ ہوا جو اُنکا نمک ریز بزم مین
ہر زخم لب مین شمع کے ناسور پڑ گیا

خونریز ابرؤون کی طرح ہے وہ خط لب
دو شاعرون کی بیتون کا مضمون لڑ گیا

روتا ہون ایسے دشمن جان کے لئے وقار
ہو کوئی دوست جیسے کسی کا بچھڑ گیا

گاہ آندھی اُٹھی گہ ابر برستا گذرا
سر پر افسران کے دن رات نہ کیا کیا گذرا

باغبان جبکہ نظر پھولون پہ کرتا گذرا
دل مین بلبل کے ہر اک رنگ کا کھٹکا گذرا

پُرزے کرنے کا مع خط کے دیا حکم اُسنے — داخلہ کا مرے قاصد کے جو پرچا گذرا
خضر و الیاس نے بھی ہمرہی اک روزنہ کی — وادیِ عشق سے جو گذرا وہ تنہا گذرا
توبہ گو آج ہوا کردہ دی روزہ سے — دل پہ کیا یار کے اندیشۂ فردا گذرا
خوف تھا عشق کا آخر وہی آیا آگے — دیکھا آنکھوں سے اُسے دل مین جو خطرا گذرا
قصہ کوتاہ جو دیکھے ترے گیسوے دراز — بالیقین دل مین گمان شبِ یلدا گذرا
دامنِ کوہ مین ہم روئے جو بہرِ فرہاد — قلۂ کوہ سے بھی اشک کا دریا گذرا

سر رہے یا نہ رہے بات وقار اپنی رہے
دل مین مضبوط مزاجون کے جو گذرا گذرا

مین اک آتش خو کا دیوانہ ہوا — سینہ سرتا سر پری خانہ ہوا
دیکھکر ساقی کی چشم مستِ ناز — گبر بے خود شیخ مستانہ ہوا
دل لگا اک رحم دل معشوق سے — شمعِ مردہ کا مین پروانہ ہوا
میرا تیرا قصۂ ناز و نیاز — وامق و عذرا کا افسانہ ہوا
اک صنم نے میرے دلمین گھر کیا — لو خدا خانہ صنم خانہ ہوا
ایک بیگانے کے اپنا کرنے مین — تھا جو اپنا وہ بھی بیگانہ ہوا

ٹکڑے ٹکڑے دل ہے بے اُسکے وقار
خانۂ آباد ویرانہ ہوا

مہ نو یار کا ناخن ہے پا کا — شفق مین رنگ ہے رنگِ حنا کا
جو بت چمکا مرا دل اُسنے تاکا — کیا پہلے ہی گھر غارت حندا کا
بسا جو گرد آلودہ رخ یار — بنین تصویر کی آنکھین ہین خاکا
عنایت خاکِ پا ہو بہرِ سرمہ — ندیدہ مین نہین ہون طوطیا کا
ابھی ہو سر سے پا تک آئینہ آب — دکھا دو جلوہ روے پر صفا کا

مرے پاؤنمین دو دو بیڑیان ہون
مین عاشق ہون کسی زلف دوتا کا

تمھارے رنج مین ہے لطف راحت
مزا اس درد مین پایا دوا کا

خدا کا نام تو ہے میرے گھر مین
نہو گو نقش تک بھی بوریا کا

سزا چوٹی کے کوڑے سے مجھے دو
دل از کف دادہ ہون چابک ادا کا

اندھیرے مین نظر آتا نہین کچھ
بندھے مضمون کیا زلفِ رسا کا

تمھاری چشم بے پروا نے مارا
کرم ہو اب لب معجز نما کا

ہوا سر مین نہ سودا زاہدی کا
نہ دل طالب ہوا جنس ریا کا

وقار اُستاد ہین تسلیم میرے
مین ہون پابند تسلیم و رضا کا

آج ایسا اس غزل نے کچھ اُنکو مزا دیا
ہر شعر تر پہ بوسہ لذت فزا دیا

کی آہ یاد زلف مین دشمن جلا دیا
کیسا اندھیری شب مین نشانہ اُڑا دیا

رکھ کر لحد مین کیون مرا شانہ ہلا دیا
سویا تھا بعد عمر کے ناحق جگا دیا

ابروے پُرخم اُسکی جو مسجد مین آئی یاد
محراب نیچے ہمنے بھی سر کو جُھکا دیا

تعریف جب لکھی دُرِ دندانِ یار کی
مضمون آبدار کا دریا بہا دیا

چھلا دکھا کے دستِ نگارین مین یار نے
دامن مین مہر کے مہ نو کو دکھا دیا

میرا یہ مُنھ کہ لاؤن زبان پر مین حرف دل
چشم سیہ کے عشق نے سرمہ کھلا دیا

سوزن کہا ثرہ کو تو جامہ مین وہ نہ تھے
بخیہ اُدھیڑی ایسی مرا مُنھ سلا دیا

انگیا کی چڑیا کی ہے یہ چڑیا چرتری
جو میرے مرغ دل کو قفس مین پھنسا دیا

اب خاک مثل اشک زمین سے اُٹھینگے ہم
جب اے وقار آنکھ سے اُسنے گرا دیا

دل کا جو سوز سینہ سے نقشا بدل گیا
کیا رانگ تھا کہ آنچ پہ رکھتے پگھل گیا

نارواروی مین پس وپیش ہے لگا
جائیگا کوئی آج اگر کوئی کل گیا

س صبح رو کو بام پہ دیکھا جو وقتِ شام
خورشید شمعِ روز سا جوبن سے ڈھل گیا

ردش مین آسمیاے فلک کی جو آگیا
نادان و دانا دانہ کے مانند دل گیا

بے فصل اشک برسے جو ابر مژہ سے آج
فصلی جو بدلی آئی تو نقشا بدل گیا

ہبت جو گرم شمع کی گلگیر سے ہوئی
پروانہ سوز رشک سے محفل مین جل گیا

کھلاکے اپنے دیدۂ آہو فریب وہ
دل کو مرے چھلاوہ کے مانند چھل گیا

بگڑا جو رنگ جوش جنون وقار نے
چادر مین مُنھ لپیٹ کے مجنون نکل گیا

دوست دشمن کا زیر دست ہوا
ہاے بخت بلند پست ہوا

مژدہ اے ماہیان چرخ وزمین
اُسکا ہر موے زلف شست ہوا

سب حریفون کی ہوگئی برخاست
مجکو ایماے نشست ہوا

عاشقِ رخ ہے مائلِ گیسو
اہل اسلام بت پرست ہوا

میکدہ بال بال ہو جس کا
دوسرا کون مجھسا مست ہوا

نہین جڑتا ہے پھر نہین جڑتا
شیشۂ دل اگر شکست ہوا

وہ نہ توڑے گا عہد جو کہ وقار
عاشقِ نغمۂ الست ہوا

خانۂ دل تھوڑا تھوڑا ٹوٹ کر میدان ہوا
ملک آبادان نہ بسنے سے ترے ویران ہوا

چشم نے کوچے سے مژگان کے جو چھڑکا خونِ دل
چہرہ اپنا آج رشکِ کاغذ افشان ہوا

شبنم وگل کی ہے صحبت واقعی بے آب ورنگ
ایک اگر گریان ہو تو دوسرا خندان ہوا

مہر ومہ سے دیکھ کر شام وسحر عارض ترے
آئینہ میری طرح ششدر رہا حیران ہوا

صبح سے گریہ ہے جیسا گر ہے ویسا شام تک
سیل بردہ اشک ترکا نوح کا طوفان ہوا

شانہ سان دل فکر مین غلطان رہا پیچان رہا
پیچ گیسو کا نہ اُنکے وا کسی عنوان ہوا

وہ کمان ابرو جو آیا یاد گلشن مین وقار
شاخ ناوک بن گئی غنچہ مجھے پیکان ہوا

یاد اُن کا مجھے جمال ہوا
صاف دل آئنہ مثال ہوا

تم چلے سرو پائمال ہوا
سرکشی کرکے کیا نہال ہوا

وصل کا ایک بڑھ گیا درجہ
ہجر مین جب مرا وصال ہوا

چھائی آنکھون مین میری بیداری
خواب مین جب ترا خیال ہوا

قطعہ

جبکہ خسرو کی سخت روئی سے
کارِ فرہاد انفصال ہوا

مثل شکر کے گھل گئی شیرین
بیستون آبِ انفعال ہوا

ہے نگر یار دودھ مین مکھی
زیبِ عارض اگرچہ خال ہوا

مثلِ طور آئنہ جلا ہے وقار
لو جمال اُنکا بھی جلال ہوا

جب اپنے قرب قلب سے مین آپ دور تھا
حاضر ہر ایک وقت وہ میرے حضور تھا

روشن مطالعہ سے ہوئی چشم شمع کی
پروانہ کا جو پر تھا وہ مکتوب نور تھا

موسیٰ کے عشق کی نہوئی چشم شوق وا
وہ حسن اک چراغ تجلی طور تھا

ٹکڑے نہوتے شیشۂ و ساغر کے کسطرح
ساقی بزم آپ ہی نشہ مین چور تھا

آئی جو اُس حسین سے کرنے مقابلہ
بے شبہ عقل حور گا یار و قصور تھا

وہ سنگ آستان کہ جبین سا تھے جسپہ ہم
حُسنِ عمل کے فیض سے تعویذ گور تھا

تھا دم جولائے معرکہ روز حشر بھی
کوچے مین اُسکے رات وہ شور نشور تھا

یہ ربط حسن و عشق سے ظاہر ہوا وقار
تھا عجز پائمال کہ سرکش غرور تھا

مجمر سا جل رہا ہے جو ہر دم درون مرا
اُڑتا سپند وار چھٹک کر ہے خون مرا

فرقت مین اُسکی رنج و تعب کی نہین کمی
ہوتا ہے رونا ایک دو نالہ فزون مرا

ڈھونڈھے نہ چشم آہو مین لیلی کو پھر کبھی
مجنون جو دیکھے دشت مین جوش جنون مرا

وہ دوست ہو تو یہ بھی رہے دوست تا ابد
دشمن ازل سے گرچہ ہے گردون دون مرا

گردش ہے خار زار مین یکسر برہنہ پا
تا گل فشان ہو آبلۂ آبگون مرا

محراب ابرو اُسکی ہے مسجد کے پیش طاق
سجدے کو پانچون وقت ہوا سرنگون مرا

کب مجھسے سیدھے سادہ کا جاتا ہے مکر پیش
یکتا فن و فند مین ہے وہ ذو فنون مرا

آنگن مین پانٔون وقت سحر رکھے آکے زاغ
آمد سفر سے اُسکی ہے بولے شگون مرا

خود مضطرب ہو حوصلہ ضبط ہو قلق
ایوب اے وقار جو دیکھے سکون مرا

ہوا ہے عشق کمر مین یہ زار حال اپنا
کہ یار تک بھی پہونچتا نہین خیال اپنا

فشار گور کو سمجھون مین عین بوس و کنار
فراق مین ہو جو اُس شوخ کے وصال اپنا

مٹا جو دفتر دیوانگی سے قیس کا نام
خدا کے فضل سے چہرہ ہوا بحال اپنا

پئے جواب ہے عنقا وہان جو مُنھ مین زبان
تو گم یہان بھی ہے گویا لب سوال اپنا

وقار عیب کو اپنے ہنر کہے تو کہے
مین وہ نہین ہون کہون نقص کو کمال اپنا

جب لب ساغر سے اپنا وصل لب ہو جائیگا
دلنشین ساقی کے سب حُسنِ طلب ہو جائیگا

زیر مُہرِ خام سے جب میرا لب ہو جائیگا
ہر گلی کوچہ مین غوغا کا سبب ہو جائیگا

نامہ بر کہتا ہے خط نکلا ہے رخ پر یار کے
بندھ گئی امید دل کی کام اب ہو جائیگا

تا بدامن پانٔون پھیلائے ہین طفلِ اشک نے
مین نہ سمجھا تھا یہ لڑکا بے ادب ہو جائیگا

دیدۂ انجم مین سرمہ کھینچتا ہے دودِ آہ
نالہ کا دنبالہ اب اُسپر غضب ہو جائیگا

جب نہ تب مجھپر غضب ہے مہربانی غیر پر
اے صنم ترک ادب کا یہ سبب ہو جائیگا

خون کے بدلے وفا میرے رگ و ریشہ مین ہے
شکوہ پرداز جفا کس طرح لب ہو جائیگا

زلفِ مشکین عارضِ پُر نور پر ہرگز نہ چھوڑ
روز روشن اے پری تاریک شب ہو جائیگا

چونک اُٹھین گے حاملانِ عرش کچی نیند سے
گر کوئی نالہ شبِ غم زیبِ لب ہو جائے گا

نالہاے زار سے دم بند ہوگا صور کا
وجہ بدخوابی خیالِ یار جب ہو جائے گا

روغن شنجرف سے پھیکی ہو بے شک آبِ لعل
سُرخیِ پان سے اُداس اے جان لب ہو جائیگا

پاس بھی بیٹھے گا گھر بھی آئیگا وہ جانِ جان
رفتہ رفتہ اے دلِ بیتاب سب ہو جائیگا

وصل ہو جائیگا اکدن کہتے ہین وہ اے وقار
یہ معما پر نہین کھلتا کہ کب ہو جائے گا

جانم بلب آمد اے خود آرا
رحمی بر حالِ من خدا را

ما حال زدیم بد نگر آن
پرسید و ندید حالِ ما را

بالاے توان دراز اُفتاد
کم یافتہ ام ازان بلا را

بر پنجۂ خور حنا نہ بندند
زنہار مکن نگار یار را

مرگم چو شنید کعب آن شوخ
منت گویم مر خدا را

در ہجر کسے وقار مونس
یک گریہ ہاے ہاست ما را

پاس میرے وہ کبھ نہین آتا
جان جاتی ہے جب نہین آتا

جان لب پر ہمارے آتی ہے
لب پر اُسکا جو لب نہین آتا

ہاتھ سے تیرے قتل کا میرے
کس بشر کو عجب نہین آتا

جامہ زیبی کا اُن پہ خاتمہ ہے
دیکھنے کون چھب نہین آتا

شاید آنکھون کے سوت بند ہوے
آب دیدہ جو اب نہین آتا

وہان جاتا ہے وہ جو لطف کے ساتھ	کب یہان پر غضب نہین آتا
کرتی لکنت ہے اُنکی قطعِ سخن	حرف لب تک جو سب نہین آتا
ہوش شامت سے یاد رُخ مین روز	صبح سے تا بہ شب نہین آتا

۸۳
عشق بازی مین اے وقار مجھے
کہیے تو کون ڈھب نہین آتا

گیا دل ترے پاس پروانہ کرتا	رہا مین بہت اُسکو آواز کرتا
خجالت سے پیر فلک مُنھ چھپاتا	اگر تیرے ظلمون کا انداز کرتا
نہ دیکھا تبسم تمھارا و گرنہ	دمِ عیسوی اپنا دمساز کرتا
چھپا رہتا سینہ مین راز محبت	نہ افشا اگر اشک غماز کرتا
غلط ہوگئی راہ کبک دری کی	چلا اس ادا سے وہ گل ناز کرتا
اگر قتل کرتی مجھے چشم فتان	لب اُن کا مسیحا کا اعجاز کرتا
پسِ پشت آئینہ چھپ جاتی طوطی	ترے رُخ پہ سبزہ جو آغاز کرتا

۸۴
وقار اس غزل کی ہے وہ صاف بندش
اگر دیکھتا میر اعزاز کرتا

تمھارا روے منور اگر نظر آتا	تو آسمان سے مہ چاردہ اُتر آتا
خدا گواہ کہ اُٹھ بیٹھتے لحد مین ہم	کبھی جو فاتحہ پڑھنے وہ فتنہ گر آتا
جو آتا سیر گلستان کو وہ صنوبر بر	نہال خشک مین فی الحال برگ و بر آتا
نہ بند رہتے کبھی زخم کے لبِ فریاد	اگر وہ کاکلِ مشکین کو کھول کر آتا
جو کوہ و دشت مین ہوتا مین اشکبار کبھی	تو ابر خستہ جگر تیرہ دل بر آتا
وہ روز ہوتا ہے شب باش گھر رقیبون کے	جو دوست میرا بھی ہوتا تو میرے گھر آتا

مین جاتا کاہیکو یون مفت اپنی جانسے وقار

۸۵ وہ بھول بھٹکا جو اکبار بھی ادھر آتا

مین جفا کے عوض وفا کرتا	بدلے دشنام کے دعا کرتا
پانون مین باندھتے جو وہ مہندی	دستِ افسوس مین ملا کرتا
آنکھ سے آپ کی ملاتا آنکھ	یہ غزالِ ختن خطا کرتا
سایہ سان اُس صنم کے پیچھے ہون	دیکھون آگے ہے کیا خدا کرتا
مین یہ کہتا کہ وصل تن سے ہوا	سر جو وہ تیغ سے جدا کرتا
وہ نہ بیگانہ بھی کرے باتین	ہم سے جو کچھ ہے آشنا کرتا
دل دیا اُسکو جبکہ بے خواہش	پھر مین کیا ظلم کا گلا کرتا
خاکِ پا یار کی جو مین پاتا	عین آنکھون کا طوطیا کرتا
کاش کرتا مین گریہ مین نالہ	قافلہ کو ذرا ندا کرتا

وصل اُسکا وقار ہجران مین
کیون نہوتا اگر خدا کرتا

۸۶

شب درد کا طور ہی دگر تھا	سینہ سے دلِ حزین بدر تھا
اُس تیغ کے سامنے سپر تھا	وہ داغ جو رونقِ جگر تھا
سنتے ہی نویدِ وصل جانان	رُو شامِ فراق کا سحر تھا
کاوش سے کرشمۂ مژہ کی	رگ رگ مین شکستہ نیشتر تھا
باندھی نہ کمر شکیب نے پھر	کہنے کو مگر تری کمر تھا
گو مُہر لگائے لب پہ قاصد	احوال سے میرے پُرخبر تھا

اک پل مین وہان وقار پہونچا
کیا مُرغ نظر بھی تیز پر تھا

۸۷

لالہ نے گل جو سینہ پہ کھایا تو کیا ہوا	اک داغ تیرے غم مین اُٹھایا تو کیا ہوا

عینک کا کام لیتے ہین پردہ سے اہل دید
ہمسے جو تم نے چہرہ چھپایا تو کیا ہوا

اچھے بُرے پہ اُسکو کسی کے نہین نظر
مین نے بگڑ کے حال بنایا تو کیا ہوا

چھلنی کیا نہ سینۂ پُر درد کو مرے
اک آدھ تیر اُسنے لگایا تو کیا ہوا

گر روز حشر گشتۂ غفلت کو صور نے
غوغا و شور کرکے جگایا تو کیا ہوا

ہم مرگئے نہ یار ترے انتظار مین
تو وعدہ کرکے رات نہ آیا تو کیا ہوا

بیٹھا عدو اُبھر کے کہ برباد ہوگیا
مثلِ حباب سر جو اُٹھایا تو کیا ہوا

ہونا نہونا بزم مین میرا ہے تمکو ایک
آیا تو کیا ہوا جو نہ آیا تو کیا ہوا

۸۸
ٹکڑے جو دل ہو اُسکا رفو ہے ہنر وقار
ناصح نے چاک جیب سلایا تو کیا ہوا

طفلِ سرشک اپنا جسوقت ہے مچلتا
کتنا ہی پھر سنبھالو ہرگز نہین سنبھلتا

سینہ ہے سوز غم سے مجمر کی طرح جلتا
مثلِ سپند اُسمین اپنا ہے دل اُچھلتا

سیکھی ہے آہوون نے آنکھونسے جسکی چھل بل
نظرون سے وہ چھلاوا دلکو ہے میرے چھلتا

اے ترک گر نہین ہے میرے لہو کا پیاسا
کیون نیمچا تمھارا ہے دمبدم اُگلتا

اُس ماہرو کا جوبن ایسا چڑھاؤ پر ہے
خورشید جسکے آگے آتا نظر ہے ڈھلتا

ملتے وہان حنا ہین اغیار دست و پا پر
ہیہات مین یہان ہون یکدست ہاتھ ملتا

اے دل نہ چاہ کر تو اُسکے چہ ذقن کی
دیکھا کبھی نہ اُسکا ڈوبا ہوا اُچھلتا

چلتا تو چال اُسکی دونون مین ایک کو ہے
طاؤس باغ چلتا یا کبک کوہ چلتا

بالائے چرخ ہفتم دیکھا غبار نالہ
لیکن نہ زیر لب سے دیکھا کبھی نکلتا

ڈھونڈھے چراغ لیکر گر کوئی تو نپاوے
ایسا کہ جیسا دل کا میرے ہے داغ جلتا

۸۹
غیرون سے گرمجوشی کرتا وہ سیمبر ہے
مین اے وقار غم سے ہون رانگ سا پگھلتا

کب لختِ دل خونی بریان نہوا میرا | کس روز خیال اُسکا مہمان نہوا میرا
ہجرت مین غمِ وصلت وصلت مین غم ہجران | افسوس دلِ غمگین شادان نہوا میرا
دل لیکے رقیبون کا دلبر وہ بنا یارب | دی جان بھی مین نے پر جانان نہوا میرا
زنجیر کے خانہ سے نکلے نہ قدم باہر | مجھسے تو کبھی خالی زندان نہوا میرا

وحشت سے وقار اپنی ہر وقت رہی کشتی
کس روز ندلت کا سامان نہوا میرا

۹۰

خوابِ خوش آنکھونمین تھا بخت رسا بیدار تھا | شب خیالِ مہربانِ ماہر و غمخوار تھا
بات کا باطل ستیزون کے ہو گو دیگر مدار | واقعی منصور حق کا پختہ جانب دار تھا
اچھی صورت کا فرشتہ نزع مین آیا نظر | مین جو اک طفلِ حسین کا طالبِ دیدار تھا
جامۂ شبنم سمجھتے ہین وہ اب رختِ پلاس | سایۂ گلبرگ جنکے نازسے پُر بار تھا

گرمیِ مہرِ قیامت سردیِ یخ تھی وقار
سایۂ طوبےٰ مجھے وہ سایۂ دیوار تھا

۹۱

اُسکے خط مین نظر نہ خال پڑا | ہاے ہندوستانمین کال پڑا
تیرے شمشیر ناز کا زخمی | کل سے ہے آجتک نڈھال پڑا
مجکو عاشق سُنا تو بولے وہ | ہاے نادان کس خیال پڑا
دور پہونچا تھا شانہ ہاتھ کٹے | سر بسر زلف کا وبال پڑا
شکری حُسن تیرا خط سے یار | کھیت آسا ہے پائمال پڑا

یون ہے دل اے وقار سینہ مین
جیسے ویرانہ مین ہو مال پڑا

۹۲

آہ کی آسمان ٹوٹ پڑا | تھا جھکا سائبان ٹوٹ پڑا
کیون نہوا اپنی چشم گوہر بار | وہ جڑاؤ جو کان ٹوٹ پڑا

دوست ہو کر تمھارا دشمن ہون
کیا غضب مہربان ٹوٹ پڑا

لشکر اشک کیا روانہ ہو
آہ کا جب نشان ٹوٹ پڑا

رکھتے رکھتے زمین عشق پہ پاؤن
سر پہ اک آسمان ٹوٹ پڑا

رکھی تھی اک پٹاری نالون کی
آسمان کا مچان ٹوٹ پڑا

۹۳
اے وقار اُسنے جب کیا مجھے قتل
سر کو اک جہان ٹوٹ پڑا.

جوش آشوب اُسکا قامت ہوگیا
فتنۂ روزِ قیامت ہوگیا

جس جگہ دیکھا ترا نقشِ قدم
حسرتِ دل کا وہ تربت ہوگیا

بوسون کی لے دے تھی مالِ حُسن پر
خطِ رُخ اُنکو غنیمت ہوگیا

بحرِ ہستی مین رہے شکلِ حباب
ہر نفس تاراج فرصت ہوگیا

تنگنائے دہر مین فرصت نہین
حلقہ مین حرفِ فراغت ہوگیا

اب خیالِ یار بھی آتا نہین
ہوش میرا خوابِ غفلت ہوگیا

۹۴
اے وقار اک دشمنِ جانکا ہون دوست
رنج صورت سازِ راحت ہوگیا

جسم کوہِ الم کا کاہ ہوا
سچ تو یہ ہے کہ اشتباہ ہوا

جب بلند اپنا دودِ آہ ہوا
شعلۂ شوخ شمعِ ماہ ہوا

تل سے زینت چہ ذقن کی ہوئی
تھا وہ یوسف فروغ چاہ ہوا

دشتِ غربت مین خارِ غم سے مرا
جامۂ جسم راہ راہ ہوا

پی کے مئے ہم ہوے جو خجلت ناک
عذر بھی بتر از گناہ ہوا

عشق گیسو مین اُسکے بخت اپنا
خالِ روے شب سیاہ ہوا

شعر واہی پہ میرے رات وقار

۹۵ ہر طرف شورِ واہ واہ ہوا

جاری جو بدلے اشک کے آنکھونسے خون ہوا
شاید کہ بے بہار ہے اُنکی جنون ہوا

رہنے نہ دیگا کوئی درونِ حرم اُسے
جو صید صید گاہ سے تیرے برون ہوا

اللہ رے ناز کی رُخِ پُر نورِ یار کی
گذرا خیال بوسہ کہ وہ نیلگون ہوا

آنگن مین مُنھ اندھیرے جو کوے نے رکھا پاؤن
اُسکے سفر سے آنے کا گویا شگون ہوا

ایسا ہی گر حنا کا لگانا ہے اے حضور
سُن لوگے ایک دن گلِ لالہ کا خون ہوا

اُٹھی نہ آنکھ نرگسِ شہلا کی پیشِ یار
سُرمہ کا تھا جو ڈورا وہ تارِ فسون ہوا

ہے عشق اے وقار جو انمرد واقعی
احوالِ حُسن ہاتھ سے اُسکے زبون ہوا

۹۶

غیر جب موردِ تپاک ہوا
اے جفا کار مین ہلاک ہوا

تھا مین وہ تنگ زیست مثلِ حباب
اک ہوا سے نفس مین خاک ہوا

آہ سے سرد گرم برق ہوئی
ابر گریہ سے شرمناک ہوا

دامن آلودہ گرچہ مین تھا مگر
اشک کی شست و شو سے پاک ہوا

مرغ دل کی تڑپ سے مثلِ قفس
سینہ یکدست چاک چاک ہوا

پا بوسی سے سربلند ہے وہ
جو کوئی اُسکی رہ مین خاک ہوا

زخم سینہ کے جب بندھے انگور
اے وقار اشک تاک ہوا

۹۷

آج مجھپر مہربان نامہربان میرا ہوا
تھا دل آرامِ جان آرامِ جان میرا ہوا

اُس لبِ شیرین سے نکلا جو سخن تلخ و ترش
شوق و ذوقِ دل سے وہ وِردِ زبان میرا ہوا

خط نے کانٹے بوئے میٹھا زہر وہ لب ہو گئے
خضر کیا عیسیٰ بھی عزرائیل جان میرا ہوا

خانۂ جنت نشان دوزخ ہے ہجرِ یار مین
چنگلِ شہباز مجکو آشیان میرا ہوا

لے گیا اپنی سعادت جانکر کس دن ہما
لقمۂ سگ کون سے دن استخوان میرا ہوا

آہ نے ظاہر مین ڈالے گو بدن پر آبلے
کب وہ مہرو واقفِ سوزِ نہان میرا ہوا

۹۸
رشتۂ تسبیح توڑا مین نے جسدن سے وقار
ہاتھ اُس بت کے تہِ رطل گران میرا ہوا

ہم سے عداوتین ہین محبت کو کیا ہوا
بے دید پھیری آنکھ مروت کو کیا ہوا

لاکھون شہید ہوگئے میدانِ عشق مین
مرتا ہون مین کہ میری شہادت کو کیا ہوا

آشوب انتظار نے آنکھین سو جائی ہین
اے یاد قدِ یار قیامت کو کیا ہوا

آنکھین لڑائین ہمسے شب اُس بت نے بزم مین
حیران ہون کہ غیر کی غیرت کو کیا ہوا

بے یار گھر مین جی نہین لگتا ہے ایک دم
خانہ خراب عادتِ مدت کو کیا ہوا

تھا ابتدائے عشق مین دل وہم گاہ درد
ایجان غم سے حالِ نہایت کو کیا ہوا

۹۹
مانا کہ خواب روز جو رائے نظر وقار
شب کے مگر خیال بشارت کو کیا ہوا

ناوکِ بیداد سینہ مین چھدا رہنے دیا
خاک و خون مین میرا بسمل لوٹتا رہنے دیا

اُسنے کب فتراک کا لگا لگا رہنے دیا
صید کرکے صید گہ مین ہے پڑا رہنے دیا

گرچہ برقع سے سحاب آلودہ مہ وہ رُخ ہوا
کب مری چشم تصور نے چھپا رہنے دیا

آپنے اپنے ہنر مین یہ لگا یا داغ عیب
جیب کو میری سیا پر دل پھٹا رہنے دیا

مُند گئین لوگون کی آنکھین وہ جو آئے وقت دفن
ایک تختہ قبر کا میری کھلا رہنے دیا

ایک شب رہنے دیا اُسنے نہ اپنے گھر مجھے
مدعی نے دل کا دل مین مدعا رہنے دیا

جو بنا لائے بھی کچھ کچھ وہ بھی صورت مٹ گئی
آئنہ نے ہمسے کب اُسکو بنا رہنے دیا

بعد مرنے کے ہماری قدر کی اُس شوخ نے
کوچہ مین چالیس دن مردہ پڑا رہنے دیا

لے گیا جان و دل وصبر و توان وہ اے وقار

پاس میرے زیست کا ساماں کیا رہنے دیا ۱۰۰

جب صبا پر وہ گُل سوار رہا — باغباں خاکِ رہگذار رہا
(بمعنی اسپ ۱۲) زلف سے کچھ ہوئی جو خاطر جمع — تیغِ ابرو سے دل فگار رہا
خاک بد گردی فلک نے کیا — موج گوہر مرا غبار رہا
لب پہ جان آئی دم نہ مار سکے — آخرش راز آشکار رہا
بادۂ عشق نے کیا جب مست — کھل گئی آنکھ ہوشیار رہا
یاد میں ایک گُل کے گریۂ تر — غازۂ روے نوبہار رہا

اے وقار اُس کمندِ گیسو کا
تا غزالِ حرم شکار رہا ۱۰۱

اشک سے جب پُر آب دیدہ ہوا — موج آنسو حباب دیدہ ہوا
بخدا باعثِ خرابیِ دل — یہی خانہ خراب دیدہ ہوا
روتے روتے اُلٹ گئیں آنکھیں — منتظر انقلاب دیدہ ہوا
جب رُخِ یار سے نقاب اُٹھا — پردہ دار حجاب دیدہ ہوا
گریۂ زار زار سے میرے — مردمِ چشم آب دیدہ ہوا

عشق کا ہے وقار دفترِ دل
عینِ فردِ حساب دیدہ ہوا ۱۰۲

راس ایسا مجھے سفر آیا — بھول کر بھی نہ یاد گھر آیا
وہ چڑھے بام پر ہوا یہ غُل — آسماں سے قمر اُتر آیا
خمِ ابرو کی یاد میں ایجان — سر مرا جھک کے پانوں پر آیا
چشمِ وحدت سے بتکدہ میں بھی — مجکو ہر بت خدا نظر آیا

ہجر میں پیک یار سمجھے وقار

۱۰۳ ملک الموت بھی اگر آیا

فیض مے سے رنگ اُس گل کا گلابی ہوگیا
چہرہ اک اک ماہوش کا آفتابی ہوگیا (زرد و خجل ۱۲)

اسقدر ہمنے اُڑائی ہے ہوا مین تیری خاک
آسمان پر برج خاکی برج آبی ہوگیا

سوز غم کا مرثیہ مجلس مین اُسکی جب پڑھا
مجھسے بہتر دل مرا میرا جوابی ہوگیا

تیرے خاطر ہوگئی ہے پھول شبنم اے صنم
شوق لب بوسے مین ہراک گل گلابی ہوگیا (پیالے ۱۲)

۱۰۴ سرد خجلت سے ہوئی شب شمع محفل مین وقار
نشہ مین ساقی جو گرم بے حجابی ہوگیا

صدائے پاسنی یا اور کوئی جب ادھر آیا
دلِ بیتاب بول اُٹھا کہ لیجے نامہ بر آیا

جو اُٹھا بزم سے وہ بت تو بیٹھے سر پکڑ کر ہم
گیا دل ہاتھ سے محفل مین جب وہ فتنہ گر آیا

پھرا ہے کوے قاتل سے سلامت کونسا عاشق
یہ سب کہنے کی باتین ہین ادھر آیا اُدھر آیا

جو اُبھرے گات اُس خوش قد کے پہونچا ہاتھ یار و نکا
نصیب اُس نخل کے ڈھیلے ہوے جسمین ثمر آیا

ملتے۔
۱۰۵ حقیقت کھل گئی عشق مجازی مین وقار آخر
خدائی دیکھ لی اُسنے جسے وہ بت نظر آیا

دیکھنے پر کیون ہے میرے ہوکے برہم دیکھتا
تجکو مثلِ ماہِ نو ہے سارا عالم دیکھتا

یہ نہ دیکھا آپ نے یکبار چشم غور سے
آئنہ ہے دیدۂ حسرت سے ہردم دیکھتا

دیکھکر نرگس پہ شبنم مجھسے کہتا ہے وہ گل
چاہنے والے کی مین بھی چشم پُرنم دیکھتا

سینہ مین خاموش بیٹھا دیکھتا جس دل کو تھا
یا کہ نالہ اب اُسی دل کا ہون پیہم دیکھتا

اب ہوا کیا اُسکے بے دیکھے نہین پڑتا ہے چین
خوفِ چشم زخم سے مین خود تھا کم کم دیکھتا

دیکھکر گیسو پریشان مو بمو دل ہوگیا
اب ہون مین جمعیت خاطر کو برہم دیکھتا

۱۰۶ آج کل جیسے خوشی وہ دیکھتا ہے غیر کی
اے وقار اپنا بھی اک دن ماتم غم دیکھتا

جو عشقِ چشمِ یار مین بیمار ہو گیا
یرقان کا آخرش اُسے آزار ہو گیا

سبحہ کا تار رشتۂ زنار ہو گیا
ہندوے زلف سے جو سروکار ہو گیا

توڑین مروڑین غیر تو ہون داخل ثواب
مین ایک بوسہ لے کے گنہگار ہو گیا

قطرے گرے جو دیدۂ خونبار سے مرے
دامن کا پاٹ تختۂ گلزار ہو گیا

رکھتا نہین ہے کار اب انکار سے وہ یار
ہونا جو کچھ تھا پہلے ہی اقرار ہو گیا

دیکھا جو زلفِ یار کو دل پھنس گیا مرا
تھا مُرغ خوش نوا کہ گرفتار ہو گیا

ہر چند جان اُس سے بچائی مگر وقار
ہونا جو تھا وہ عاقبتِ کار ہو گیا ۱۰۷

زندہ درگور جو در سے ترے رنجور گیا
گرچہ گھر اپنے گیا پر وہ لبِ گور گیا

ماہ نے دیکھا جو اُس مہر لقا کو سرِ شام
صورتِ شمعِ سحر چہرہ سے اُڑ نور گیا

حصر آئینۂ و نرگس پہ نہین ہے ایجان
جسنے دیکھا تجھے وہ ایک نظر گھور گیا

پڑ گئے سینہ مین اُس نیشِ مژہ سے سوراخ
بزم سے لیکے مین گھر خانۂ زنبور گیا

بادۂ عشق مین ساقی کے ہین کیفیت دو
جو رہا مست رہا جو گیا مخمور گیا

پاس تک آ نہین سکتا ہے وقار عنقا بھی
کتنا مضمون دہن کے لئے مین دور گیا ۱۰۸

چپ لگی جب خروش سے گذرا
ایک چسکی مین ہوش سے گذرا

ٹوٹتا پاؤن پر ہو تیرے سر
مین بزرگی و دوش سے گذرا

عشقِ عارض مین تیرے پروانہ
شمع گردن فروش سے گذرا

وجہ خط کے لیا نہ بوسۂ لب
نیش کے ڈر سے نوش سے گذرا

مین نے چھوڑے لبان پان خوردہ
آتشِ شعلہ پوش سے گذرا

دستِ مژگان ہے پنجۂ مرجان
خون دل کے مین جوش سے گذرا

دل نہ کیونکر ہو سینہ مین بیتاب
دیکھکر تیرا نور پروانہ

نالہ کب اُسکے گوش سے گذرا
عشقِ شمعِ خموش سے گذرا

جب سے دیکھا ہے روے یار وقار
آئینہ اپنے ہوش سے گذرا

۱۰۹

غم کے آگے سینہ مین دل ٹھونکر خم ہوگیا
لوا کھاڑے کا مرے پٹھا بھی رستم ہوگیا

بوسہ لیکر اُس لبِ شیرین کا بیدم ہوگیا
شہد جسکو جانتا تھا وہ مجھے سم ہوگیا

اُس کتابی چہرہ کا مضمون کیا خط نے غلط
سادہ روئی کا جو دفتر تھا وہ برہم ہوگیا

جاے دل پیدا ہوئی چشم بلا بین عشق مین
شیشۂ اسکندری کا ساغرِ جم ہوگیا

آج وہ اودھم مچایا میرے طفل اشک نے
یہ ہوا پانی سے پتلا ناک مین دم ہوگیا

زلف و رُخ سے اُسکے پایا زخمِ دل نے التیام
مل کے باہم مشک اور کافور مرہم ہوگیا

جنس سالک بیچتا بازار مین مجذوب ہے
حیف مخفی راز کا غماز محرم ہوگیا

سر ٹپکتے پیٹتے آتے ہین جو طفلِ سرشک
خانۂ دل کیا ہمارا مجلس غم ہوگیا

اُس مہ بیمہر کے رخ پر ہے گیسوے وقار
رات غم کی بڑھ گئی دن عیش کا کم ہوگیا

۱۱۰

وہ کیا اقرار جس اقرار مین انکار ہو پیدا
وہ کیا انکار جس انکار مین اقرار ہو پیدا

مجھے ہے عشق اک کافر کی تارِ زلف پیچان کا
عجب کیا دانۂ تسبیح مین زنار ہو پیدا

ہمارا قصرِ دل بھی کم نہین جنت سے دنیا مین
نہ جسکا جستجو کو بھی در و دیوار ہو پیدا

نمو پر ہے جو نخلِ نالۂ و شاخ فغان ابکی
مقرر گل نیا پھولے کہ برگ و بار ہو پیدا

لبِ شیرین سے اُسکے میل کیا قند مکرر کو
کہ جسکے ہر سخن مین صورتِ تکرار ہو پیدا

گلِ باغِ جنان سے تازہ و تر ہے سخن وہ ہو
زمین شعر مین اک خشک بھی گر خار ہو پیدا

وقار اُسکے دہن کی یا کمر کی دید ہو

نہ مثل رُخ وہ ظاہر ہو نہ عنقا وار ہو پیدا

۱۱۱

مثلِ ہلالِ عید بدن گرچہ گھٹ گیا
پھولے گا بدر سا جو وہ آکر لپٹ گیا

خونِ شہید ناز کی دیکھین جو شوخیان
مہندی کا رنگ شرم سے یکدست کٹ گیا

دل میرا لیکے پیچ مین مکرے ہے زلفِ یار
آنکھون سے دیکھا کاٹ کے کالا الٹ گیا

سچ ہے کہ ہر کمال کو لازم زوال ہے
بڑھ کر ہلال بدر ہوا تھا کہ گھٹ گیا

لکھی جو سرگذشت شبِ غم کی یار کو
فی الحال سینہ خامہ کا یکدست پھٹ گیا

دُرِّ یتیم اشک زمین سے اُٹھے گا خاک
تھا بے پدر کہ گردِ یتیمی مین اٹ گیا

سررشتہ دوستی کا نہ ہاتھ آیا اے وقار
اُسکا خیال غیر کی باتون مین بٹ گیا

۱۱۲

بے یار رنگِ چہرہ نہ کچھ زرد ہو گیا
سر تا بپا مین کالبدِ درد ہو گیا

آیا پسند اُسکو دلِ خاکسار آج
لو آئنہ مقابلہ مین گرد ہو گیا

گلگیر سے جو پکڑی گئی شمع بزم مین
پروانہ گرم دل تھا کہ بس سرد ہو گیا

ہے آب و تاب پر رخِ دلدار کا عرق
شبنم فروش باغِ گلِ ورد ہو گیا

لی باگ اسپ کلک کی مضمون کے صید پر
پرچہ غزل کا عرصہ ناورد ہو گیا

رکھ آمدہ سے کام نہ آوردہ سے غرض
ہے طاق جفت زوج سے گر فرد ہو گیا

مجنون نے گرچہ آپ کو لیلی کہا وقار
الفت کے معرکہ مین مگر مرد ہو گیا

۱۱۳

کسی دل مین جو عشقِ نرگس بیمار ہو پیدا
تو رفتہ رفتہ یرقان کا اُسے آزار ہو پیدا

نقاب سُرخ سے گر وہ رخِ گلنار ہو پیدا
خلیل آسا نگہ کو آگ سے گلزار ہو پیدا

ولادت بچۂ انسان کی ٹھہری نو مہینے پر
یہ طفلِ اشک اک اک پل مین سو سو بار ہو پیدا

رولائے آبداری چشم جانان کی اگر مجھکو
ہر اک قطرہ مین جوش قلزم زخار ہو پیدا

چمکنا برق کا لازم ہوا ہے عین باران مین
نہ کیونکر وقت گریہ آہ آتشبار ہو پیدا
جو قد کو اُس کے دون تشبیہ شمشاد و صنوبر سے
ابھی سروِ سہی گلشن مین شکل دار ہو پیدا

اگر وہ یوسف ثانی درِ دولت پہ آ بیٹھے
وقار اُسکی گلی مین مصر کا بازار ہو پیدا

یہان سے وہان جاکے بہتر ہو پیدا
جو زہرہ ہو کوئی تو اختر ہو پیدا
اگر پہلوِ دوست ہو جائے دشمن
نہ کیون دردِ دل مین برابر ہو پیدا
تری زلف سے مشک ریزی ہے ظاہر
عجب کیا ہے خط سے جو عنبر ہو پیدا
ابھی سُرخ خط کو کرون خون دل سے
سفید اشک کا گر کبوتر ہو پیدا
اگر وصف اُس روے رنگین کا لکھون
ہر اک لفظ رشکِ گلِ تر ہو پیدا
غضب ہے زمین پر نہ شبنم سے گل ہو
صدف مین پڑے بوند گوہر ہو پیدا

وقار اُسکی اُلفت ہوئی دلکو میرے
زمانہ مین جسکا نہ گھر در ہو پیدا

اے خدا دل کا کبھی اُس بت پہ بس ہو جائیگا
یا یونہین آخر یہ درد و غم مین بس ہو جائے گا
لی اگر کروٹ زمانہ نے تو ہو آزاد قید
حوصلہ پرواز کا مجکو قفس ہو جائے گا
اشک تر کا قافلہ جبدن چلے گا رات کو
نالۂ دردآشنا اپنا جرس ہو جائے گا
بھٹیون پر کیفیت ہے آئی ہے فصلِ بہار
محتسب اک دن گرفتار عسس ہو جائے گا

اے وقار اکدن کبھی اُس رشکِ ماہ و مہر سے
صبح صادق کی طرح وصل اک نفس ہو جائے گا

دل سے وہ صبر ضبط توان تاب لے گیا
کودا تھا گھر مین چور سب اسباب لیگیا
دینے کو اُسکے مین دلِ بیتاب لے گیا
آتشکدہ کی نذر کو سیماب لے گیا
حیران شام سے ہون سحر تک ستارہ وار
آنکھون سے کون اُڑا کے مرا خواب لیگیا

ہر موے سر نے نشہ کا پیدا کیا دماغ
مجکو فلک پہ جام مے ناب لے گیا

تھی سیر ماہتاب کی کشتی مین چشم کی
اشکون کا شب بہا کے مجھے آب لے گیا

ہے اشک چشم خشک رخِ آتشین کو دیکھ
شعلہ ہمارے بحر سے سیلاب لے گیا

زاہد خیال ابروِ پُر خم مین اے وقار
یک دست آج سر نہ محراب لے گیا

وہ ترک مست ادھر کی خبر نہین رکھتا
وگرنہ کیا کوئی عاشق جگر نہین رکھتا

جو دیکھا سوز کو پروانہ کے پگھل گئی شمع
ہمارے حال پہ وہ بت نظر نہین رکھتا

سنبھل کے آپکے کوچے مین پانؤن رکھے رقیب
وہ آدمی ہون کہ مین دھڑ پہ سر نہین رکھتا

دہن تو بات قدیمی ہے اُسکا کیا مذکور
ٹٹولیے تو وہ کافر کمر نہین رکھتا

بجز شکست کے دیکھی نہ فتح اُلفت مین
یہی وہ معرکہ ہے جو ظفر نہین رکھتا

تمھارے کوچہ سے اُٹھون تو پھر کہان بیٹھون
سوا یہان کے کوئی اور گھر نہین رکھتا

وقار پشت پہ مانند کرم خانہ بدوش
مین ذرہ وار بھی بار سفر نہین رکھتا

مے کا انجام کار ہے کیسا
آب بہرِ خمار ہے کیسا

عشق مین زلف و رُخ کے گذری عمر
رنگ لیل و نہار ہے کیسا

یاد آنے لگی فراموشی
ہاے یہ انتظار ہے کیسا

دانہ وار اشک سلک گوہر ہے
موتیے کا یہ ہار ہے کیسا

ہاتھ آتا نہین وہ آہو چشم
ہے چھلاوا شکار ہے کیسا

ہاے سُنتا نہین ہے گوش گُل
ورنہ شورِ ہزار ہے کیسا

داغ سینہ کے دیکھ اے گُل رو
یہ نیا لالہ زار ہے کیسا

ہے قلق مجکو چین اُنکو وقار

اضطراب و قرار ہے کیسا

شرف بتکدہ ہے حرم گاہ کا
عجب کارخانہ ہے اللہ کا

کرم مجھ پہ ہے میرے اللہ کا
کہ بندہ ہوں اُس بت کی درگاہ کا

تجلی عارض سے زلفِ سیاہ
دکھاتی ہے جلوہ شبِ ماہ کا

خبر گرم ہے آج آئے گا یار
نہیں معتبر حرف افواہ کا

مزہ دار اس زندگی سے ہے مرگ
جو نظارہ ہو گاہ بے گاہ کا

گرایا مجھے قوتِ ضعف نے
چلے زور کیا کوہ سے کاہ کا

نہ آیا جو شب کو وہ مہ اے وقار
ہدف ہے فلک ناوکِ آہ کا

جو یاد آیا کہ مرتا کیا نہ کرتا
کبھی نالہ کبھی ہوں آہ بھرتا

بھری ہے بادِ نخوت جسکے سر میں
حباب آسا ہے وہ ہر دم اُبھرتا

جو رکھتے ہیں عزیز اُس شوخ سے جان
میں اُنکی زندگانی پر ہوں مرتا

ملا ہوں جسکی خاکِ رہ گذر میں
نہیں اس راہ سے وہ اب گذرتا

خیالِ یار نے ایسا کیا چت
کہ دم بھر بھی نہیں دل سے اُترتا

عجب کیا خوف دل کو عشق کا ہو
مقرر طفل ہے بیجا سے ڈرتا

وقار اُس سے جو پوچھوں حال دل کا
تو دونوں ہاتھ ہے کانوں پہ دھرتا

یار کی دیوار میں جو ایک روزن ہو گیا
دیدۂ خور کو ملی عینک کہ روشن ہو گیا

جم گیا رنگ اس مثل کا این گلِ دیگر شگفت
میرا چہرہ اشک خونی سے جو گلشن ہو گیا

کِشت دل میں دانہائے اشک خاکستر ہوئے
آتشِ غم کا زمانہ برق خرمن ہو گیا

تختہ در تختہ چمن اندر چمن گل کھل گئے
خونِ دیدہ سے جو افشاں میرا دامن ہو گیا

کیون وہ پوچھے نیک و بد کو جو نہ دشمن ہو نہ دوست
ورنہ وقتِ نزع مثل دوست دشمن ہو گیا

کی پرستش عمر بھر اُس بت کی ہمنے اے وقار
شیخ جسکے جوش الفت مین برہمن ہو گیا

یہ مرا آباد گھر ویرانہ منظر ہو گیا
دل مین اُس محبوب کے جب غیر کا گھر ہو گیا

جلوۂ عارض سے کسکی چشم ہے آتش کدہ
جوہر اک موے مژہ بال سمندر ہو گیا

ہو گیا ہندو مسلمان الفتِ رخسار مین
اہلِ دین لٹ مین ترے گیسو کے کافر ہو گیا

اُس ستمگر کی وہان مژگان ابھی اُٹھی نہ تھی
پار سینے کے یہان یکدست خنجر ہو گیا

سختیان اتنی اُٹھائین تیرے غم مین اے صنم
رفتہ رفتہ شیشۂ دل میرا پتھر ہو گیا

یاد مین رویا لبِ شیرین کے جو اک حور کے
اشک شورِ حسرت آگین آبِ کوثر ہو گیا

سینہ دونون ہاتھ سے لیلی نے کوٹا سر بسر
پانون مجنون کا جو اندازہ سے باہر ہو گیا

جو وقار اُسنے لکھا اُس سے قلم پھرتا نہین
زاید و کم تھا جو ہونا وہ مقرر ہو گیا

دیکھکر مے مُنھ مین پانی شیخ کے بھر آئے گا
چیز اچھی دیکھے گا مفلس کا جی للچائے گا

شعلہ بھڑکا کر رہے گی یہ دبی آگ ایکدن
گر وہ ٹھنڈی گرمیون سے دل مرا سلگائے گا

کاکلِ پُرپیچ سے حاصل ہوا یہ مو بمو
ہاتھ کو جو کھینچ لے گا پانون کو پھیلائے گا

ضبطِ گریہ سے ہے نقصان قصرِ تن کے واسطے
بیٹھ ہی جائے گا گھر پانی اگر مر جائے گا

چشم بد دور آنکھ ایسی ہے نشیلی یار کی
محتسب کے مُنھ مین پانی دیکھکر بھر آئے گا

عشوہ چالاکی کرشمہ ناز غمزہ یار کا
گرچہ ہے قہرِ خدا پر دل کو میرے بھائیگا

پھیلی گر وحشتِ دل جانبِ صحرا وقار
رنج و حرمان پانون در پر یار کے پھیلائے گا

کمسنی کا یہ تقاضا تھا کہ دم مین آ گیا
جبکہ پہلو مین لیا مین نے تو وہ شرما گیا

تا کہ ہو امید پر شامِ شبِ فرقت سحر
گو نہ آیا وہ مگر دن وصل کا ٹھہرا گیا

شرم کا اُس نازنین پر واقعی ہے خاتمہ
چھوتے چھوتے جو لجالو کی طرح کُھلا گیا

ایک ہے مضمون اور لاکھوں ہین اُسکی بندشین
ہر جگہ ترکیب عشق اپنی نئی دکھلا گیا

خاک مین گو مل گئی ہے آبروِ پرائے وقار
وہ تو عالم وحشتوں کا دیکھکر گھبرا گیا

دل جو مجھسے سرِ وفا رکھتا
وہ نہ ہرگز جفا روا رکھتا

قتل کرتا جو تیغِ ناز سے وہ
میرے ہی سر پہ خون بہا رکھتا

سینہ سے تا بلب ہین آہ کے زخم
ایک ہوتا تو مین دوا رکھتا

مجکو بوسہ وہ اپنے گھر دیتا
آگے مہمان کے غذا رکھتا

زیست دم بھر نہوتی مثلِ حباب
آبرو کی جو سر ہوا رکھتا

گر نہ آتا وہ ماہرو ہر شب
حشر ہر روز مین بپا رکھتا

غیریت کو جو غیر جانتا وہ
آشنائی کو آشنا رکھتا

کعبہ ڈھاتا ہے جو بت کافر
گیا وہ دل کی مرے بنا رکھتا

جو نہ آتا وہ شوخ ہجر کی شب
مجکو زندہ مرا خدا رکھتا

بوسۂ رخ سے اُسنے پھیرا مُنھ
پھر امید اے وقار کیا رکھتا

اُس پری کی انجمن سے کون دیوانہ گیا
سچ ہے بزم شمع سے زندہ نہ پروانہ گیا

تھا یہی قول و قسم اے ساقی پیما شکن
غیر کے دینے کو ہمسے لے کے پیمانہ گیا

نیند شب کی بھوک دن کی تیری فرقت مین گئی
صبح کا پانی گیا اور شام کا دانہ گیا

مو بمو مانند گیسو دل پریشان ہو گیا
ہاتھ سے جسوقت میرے یار کا شانہ گیا

ایک لغزش مین یہانتک تھا وہان بے این و آن
اپنی پا مردی دکھاتا تا ترا مستانہ گیا

داستان اپنی بھی جادو سے نہین ہے کم وقار
جس پریوش نے سُنی ہے ہو وہ دیوانہ گیا

قتل کر کے مجکو جب مقتل سے وہ قاتل گیا
خاک و خون مین لوٹتا پیچھے مرا بسمل گیا

اپنے ذرہ سے جدا جسدم ہوا وہ رشک مہر
آسمان نے چرخ وہ کھایا زمین سے ہل گیا

لے گیا غمزہ سے وہ یا ناز یا انداز سے
گرچہ ہو کوئی ادا سینہ سے میرا دل گیا

دل کے پھوڑے کی تپک تھی رات بجلی کی تڑپ
کروٹون مین جابجا دب دب کے جو چھل چھل گیا

مثل باد صبح وہ گل شام گلشن مین گیا
یہ خوشی سے غنچۂ افسردہ پھولا کھل گیا

بیٹھا تھا اُٹھنے کو مین اتنے مین سویا پاے شوق
غفلت سرشار مین ہشیار تا منزل گیا

پیٹ پکڑے دوڑا آیا صبح وہ بت اے وقار
رات وہ نالے کیے سینہ مین دل ہل ہل گیا

مثل غنچہ ہین سو زبان پیدا
خامشی مین بھی ہے بیان پیدا

ہے مسی لب کی سرمۂ ریزِ گلو
تاکہ میری نہو فغان پیدا

رکھدیا بے دریغ سر تہ تیغ
بے جگر مجھسا ہے کہان پیدا

آئے لب پر اگر دعاے حیات
ہوا اجل سر پہ ناگہان پیدا

گر ہو غفلت زدہ مرا صیاد
ہو قفس مین بھی آشیان پیدا

ہے گرا اُس چہ ذقن مین دل
پھر یوسف ہو کاروان پیدا

ہے غزل کی نئی وقار زمین
کر نیا کوئی آسمان پیدا

میری نظر مین عالم ایجاد آگیا
بھولا تھا جسکو دل وہ مگر یاد آگیا

کافر تو ہو گیا تھا مین ایمان چھوڑ کر
لیکن وہ بت شتاب خدا داد آگیا

نیچی رہے گی یار کی اونچی نہو گی آنکھ
محشر مین دل اگر سر فریاد آگیا

ہمنے قفس کو کتنی جگہ سے کیا تھا چاک
پر دل مین پاس خاطر صیاد آگیا

قند مکرر اُنکے لبون کا لکھا جو وصف
دونا لیئے مٹھائی کا قند آگیا

کھینچی ہے کاکِ شوق نے دل پر شبیہ یار
پیرایہ مین خیال کے بہزاد آگیا

ناخن ہے سینہ کاوی پہ تیز اندنون وقار
اپنے ہنر پہ تیشہ فرہاد آگیا

ایسا خرام ناز کسی کا بٹھا گیا
مانند نقش پا کے نہ مجھسے اُٹھا گیا

برسا جو روبرو مرے گریہ کے آگے ابر
بے شبہہ جالا آنکھ مین اندھے کے چھا گیا

امید پر رہائی کی توڑا قفس مین دم
تھی آمدِ بہار نہ ہم سے رہا گیا

بیٹھے تھے غیر پاس مجھے دیکھکر اُٹھے
کھوئے گئے وہ ایسے کہ مین اُنکو پا گیا

مجھسے الگ الگ جو وہ خورشید رو پھرا
مین سایہ وار قدمون سے اُسکے لگا گیا

آگاہ آہِ شعلہ کش دل سے مین نہین
نکلا جو دود سا وہ فلک مین سما گیا

لکھتا ہے تو وقار جو مضمون ناز کے
کوئی نہ کوئی نازنین تجھ مین سما گیا

گرچہ سر پر حشر کا ہنگامہ برپا ہو گیا
پر نہ مین غافل ہوا ہشیار ایسا سو گیا

شام سے تا صبح شبنم روئی میری قبر پر
ابر بھی بیکس سمجھ کر چار آنسو رو گیا

کھو گئی جو چیز پھر افسوس اُسکا ہے عبث
جستجوے دل کرین کیون جان لین اب تو گیا

اشک کے صدقے ہوا ہے روے خاک آلود پاک
داغ بدنامی کا تھا دامن مین دھوبی دھو گیا

دیکھتے ہی چشم میگون ساقی مے نوش کی
ہو گیا کیا آرزو کو ہوش کو کیا ہو گیا

بزمِ خوبان مین جو بیٹھا رات وہ روشن جبین
چاند کا تارون مین دھوکا ہر بشر کو ہو گیا

گر کوئی نکلا بھی تو مر کر ہی نکلا اے وقار
وہ نہ آیا جیتے جی اُسکی گلی مین جو گیا

مرغ دل جسدم گرفتارِ قلق ہو جائے گا
صورتِ چاکِ قفس سینہ بھی شق ہو جائے گا

سُرخ موباف اے صنم زلفِ سیہ مین سر بسر
خون کب جان ودل شام و شفق ہو جائیگا

روے رنگین پر تمھارے گل پسینا دیکھکر
طفل شبنم کی طرح غرقِ عرق ہو جائے گا

بادشاہِ عشق سے آبادی دل کی طرف
میرے ویرانہ مین بھی نظم و نسق ہو جائیگا

مین چراغِ صبح کے مانند مضطر ہون وقار
اُنکی رخصت کے قلق سے رنگ فق ہو جائیگا

کیا جانین بھلے چنگے دُکھ درد کشیدون کا
خوش حالون کو کیا غم ہے اندوہ رسیدون کا

دیدار نہ دیکھے گا نرگس کی طرح ہرگز
حیرت زدہ آئینہ دیدہ ہے ندیدون کا

ہر سنگ سرِ تربت یاقوت کی تختی ہے
اعجاز ہوا ظاہر اُس لب کے شہیدون کا

پہونچا ہے گزند اُسکے گیسو کا دل و جان پر
منتر نہین دنیا مین ان مار گزیدون کا

ناصح کو سرِ بخیہ گو سوزنِ بستر ہے
سر رشتہ مگر گم ہے ہم جیب دریدون کا

کھاتا ہے کوئی چغلی جا جا کے وقار اُس سے
نادان کہے بھون سے جو عیب ہے دیدون کا

دل مرا پروانہ ہے اک شمع سیم اندام کا
آگیا فرمان نشانِ روشنی نام کا

پھنس گیا گیسوے پرخم مین تمھارے جانمن
بال پر طاؤس کے حلقہ ہے حلقہ دام کا

چاہتا تھا آگے ہو چشم سیہ کے روسپید
جو کھنچا ہے پوست سر سے پانون تک بادام کا

وہ گئی شام جوانی جسکا سکھ تھا ماہتاب
صبح پیری آئی گل کیجیے چراغ آرام کا

وہ سگِ پا سوختہ ہے تیرے غم مین اے وقار
تو نہ ہرگز پالنا کُتّا بھی اُس کے نام کا

مہر کی وہ جسپہ نظر کر گیا
قہر کیا خاک بسر کر گیا

رخ سے اُٹھا زلف کو وہ ماہ رُخ
شامِ غریبان کو سحر کر گیا

فتح ہوا قلعۂ قلبِ دعا　　آج مجھے نالہ خبر کر گیا
آیا جو کوچے مین ترے زندہ دل　　عاقبت کار وہ مر کر گیا
منزل دنیا مین مسافر جو شام　　آکے رہا صبح سفر کر گیا
قبر سے عاشق کی جو گذرا کوئی　　مثلِ صبا خاک بسر کر گیا
مجکو دکھاتا ہے وہ صحرا وقار　　قیس کو جو شہر بدر کر گیا

معشوق تم ہو لازم ہے خواب ناز کرنا　　مثلِ گیاہ چشمہ مژگان نہ باز کرنا
پاس ادب کا کشتہ ہوگا مرا تڑپنا　　ہنگام ذبح ڈر سے تم احتراز کرنا
واجب ہوئی ہے طاعت یہ شرع دوستی مین　　یعنی جبین کو صرفِ خاک نیاز کرنا
مدت سے میرے زیر مہر سکوت لب ہین　　اے نالہ تو نہ ہرگز افشاے راز کرنا
وہ ابروِ خمیدہ کعبہ ہے عاشقون کا　　ٹھہرا ہے فرض اُسکے نیچے نماز کرنا
پروانہ روشنی کا ہاتھ آئے ایک اے دل　　مانند شمع تن کو صرف گداز کرنا
گو بال باندھے آفت آئے وقار سر پر　　اکبار اور عشق زلفِ دراز کرنا

ہوا ہی عشق ایک سیمتن کا نہین ہی ہوش اپنے تن بدن کا　　جو تار چھوڑا ہو پیرہن کا تو ڈورا یا رب ہو وہ کفن کا
بہار پر ہی گمان دُلہن کا چمن پہ عالم ہی اک پھبن کا　　کہین ہی نقشہ جا سمن کا کُھلا ہی تختہ کہین ترن کا
جو گل سے ہٹتے یہ چشم و ابرو تو رُخ سے رہتا نہ فرقِ یکمو　　جو ہوتی ریحان مین ایسی خوشبو تو ہوتا غنچہ پہ شک دہن کا
جہان ہو معشوق جلوہ آرا وہان ہی پہونچے ہی عاشق اُسکا　　نہ آئے محفل مین بلبل اصلا نہ غم پروانہ ہو چمن کا
جو تیغ کھینچی ہی تو نے قاتل تو پھر دھڑکتا ہی کس لیے دل　　نہ تجھسے مٹی کا مین ہون سائل نہ تجھسے طالب ہون مین کفن کا
کوئی ہی مانند شمع گریان کوئی ہی پروانہ وار سوزان　　نہین ہو پیان تم جو ای مرجان عجب ہی احوال انجمن کا
اہون عاشق جو اک حسین کا نہوش دنیا کا ہی نہ دین کا　　نہ آسمان کا نہون زمین کا ہوا ہون بندہ غم و محن کا

نہین ہی اُنکے ذقن مین یہ تل کہ ہی یہ لیلی میان محمل
کہ ہی ملک وہ یہ چاہِ بابل ہوا نہ حل مطلب اس سخن کا

جو اُسکو بارِ الم لکھا ہی خط اسطرح کا گران ہوا ہے
ہر اک سے قاصد یہ کہہ رہا ہی کہ ایک خط ہی یہ لاکھ من کا

جو یاد آیا وہ گل سا چہرا بہایا آنکھون نے خون کا دریا
ہوا ہی موجون کا صاف نقشا ہر ایک تار اپنے پیرہن کا

وقار اُس سے کہون یہ جاکر کہ تیری فرقت مین او ستمگر
فغان ہی دن بھر بکا ہی شب بھر ٹھکانا کچھ اس غم و محن کا

دستِ وحشت جب گریبان تک گیا
پاے چاکِ جیب دامان تک گیا

جب سُنا مین نے کہ مجنون مر گیا
بیٹھتا گھر سے بیابان تک گیا

عشقِ گیسوے پیچ تھا تقدیر کا
خون گرفتہ تھا مین زندان تک گیا

تھی بھری دل مین ہوا صیاد کی
بن کے مین بلبل گلستان تک گیا

تھی جو اک بت کی تلاشِ لعل لب
ہند سے سیدھا بدخشان تک گیا

ایک پل مین رازِ مخفی کھل گیا
چشم سے جب اشک مژگان تک گیا

ضعف سے اپنا ہے در کو سون وقار
پھر بھلا مین کوے جانان تک گیا

خال رخ کا عشق آفت ہو گیا
ہے مثل رائی سے پربت ہو گیا

سادہ روئی کا لفافہ کھُل گیا
خط کے آتے حُسن چنپت ہو گیا

چشم پُر نم دیکھکر رویا وہ شوخ
مجکو گریہ ابر رحمت ہو گیا

جان شیرین لے گئی کڑوی نگاہ
میرے حق مین زہر امرت ہو گیا

مال کیسا عاشقون نے جان دی
ان مین ہر اک اہل ہمت ہو گیا

ایک بوسہ بھی دیا تو نے نہ یار
ہاے کیسا بے مروت ہو گیا

مجکو وصل دلربا زندہ کرے
ہجر مین مردے کی صورت ہو گیا

مر گیا مین زندہ بے تابی رہی
ٹکڑے ٹکڑے سنگِ تربت ہو گیا

حال بد سنکر ہمارا اے وقار
جس سے تھی صاحب سلامت ہو گیا

بتون کا عشق ہے مذہب ہمارا
مدامی شرب مے مشرب ہمارا
ہوا ہے روز وصلت کا شب ہجر
مقرر ہے زحل کوکب ہمارا
خیال عارض و گیسو مین اُنکے
بُرا ہے حال روز و شب ہمارا
نہ لیتی نام شیرین کوہکن کا
اگر وہ دیکھتی کرتب ہمارا
وقار اُسنے ندی گالی کسی شب
نہ نکلا ایک دن مطلب ہمارا

کرے گی بیکسی ماتم ہمارا
ہمین کھا جائے گا یہ غم ہمارا
خیالِ زلفِ پیچان مین سراسر
رہا دل درہم و برہم ہمارا
تماشاگاہ عالم کے ہوے ہم
تماشا گاہ ہے عالم ہمارا
ہمارا زور کچھ تمپر نہین ہے
ترا غم جب سے ہے ہمدم ہمارا
بنے ہر موے مژگان موج طوفان
ہوا دیدہ اگر پُرنم ہمارا
جو پڑائے لب تر تو وہ بولے
ملا ہے خاک مین زمزم ہمارا
وقار اک ابروِ خوش خم کا ہے غم
ہوا زخمی دل خُرم ہمارا

موے مژگان پہ اشک مست رہا
تھا عنب زیب دار بست رہا
لب رہا میرا جام کے لب پر
میرا دستِ سبو پہ دست رہا
مین ہون عاشق نبود و بود ہے ایک
دہن یار نیست و ہست رہا
ہے در دل پہ کعبہ کی زنجیر
زلف کافر کا بند و بست رہا
کیون پرستش کا ہو وہ خواہشمند
جو صنم آپ خود پرست رہا

تیر مژگان کا تو وہ ہر دل ہے | اُس کا الہام زیر شست رہا

عشق مین فتح کس طرح ہو وقار
جبکہ دل تابع شکست رہا

لو شمع رو صنم کی نہ ہرگز لگاؤن گا | جل جل کے مثل شعلہ نہ مین تاؤ کھاؤن گا
تنکے کی طرح ٹکڑے ہو جسمین ہر اک مژہ | وہ سیل اشک آنکھ سے اپنی بہاؤن گا
یون ترک تیغ زن کا لگاؤنگا اب سراغ | کشتہ کا کھوج خون کا لیتا مین جاؤن گا
بلبل کی طرح تازہ ہو ہر شوخ کا دماغ | بو کی مثال غنچۂ گل مین سماؤن گا

کیون کوہکن کے عشق پہ نازش کرون وقار
ہاتھ اپنا زیر سنگ کسی دن دباؤن گا

ہے یہ عالم آج اُسکے نور کا | عکس پر وضو کا ہے شمعِ طور کا
ہر گھڑی جاری ہے پانی آنکھ سے | زخمِ دل مین چور ہے ناسور کا
خاک بھی اُٹھی نہ در پر بیٹھکر | عجز دیکھا عاشقِ مغرور کا
پڑ گیا ہی ٹھوکرون مین اے صنم | کاسۂ سر مو بمو فغفور کا
اُس قمر سیما کا گر دیکھین جمال | زرد چہرہ ہو پری و حور کا
مُنھ دکھاؤ تا لگی دل کی بجھے | رکھو مرہم زخم پر ناسور کا

جب لکھی ہے حمد یزدان اے وقار
پاس آیا میرے مضمون دور کا

ڈال اے صنم نہ چہرۂ پُر نور پر نقاب | مشتاق چشم کو ہے ترے اشک تر نقاب
اخفائے نقص غیر ظہورِ کمال ہے | ہے عیب بین کی چشم کے خاطر ہنر نقاب
جب ہوگا بیحجاب کھُلے بندون وہ صنم | باندھین گے مُنھ پہ ابر کا شمس و قمر نقاب
نکلا چمک دمک کے ہے خورشید خاوری | تم بھی تو کھولو چہرہ سے وقت سحر نقاب

اہلِ نظر کے روبرو چھپتا ہے اے وقار
چہرہ کو اُنکے ڈھانک کے رکھے اگر نقاب

سوز سے ساز کیا چاہیئے اب — نے سے آواز کیا چاہیئے اب
کھا کے تیرِ نگہ ناز اُسکو — قدرِ انداز کیا چاہیئے اب
جسمین جی جسم مین آئے اے جان — ہان وہ اعجاز کیا چاہیئے اب
دل مین آتا ہے ترے غم کو یار — محرمِ راز کیا چاہیئے اب
کان تک اُسکے تو پہونچے یکبار — ایسی آواز کیا چاہیئے اب
حُسن کا وصف ترے صورتِ خط — خامہ پرواز کیا چاہیئے اب
روغنِ قاز ملے وصفِ ناز — تازہ پرواز کیا چاہیئے اب
تا ہو طائرِ جان صید کہین — چشمِ دل باز کیا چاہیئے اب

طائرِ فکر کو سُستی سے وقار
تیز پرواز کیا چاہیئے اب

رہتا ہے میرے لب پہ لبِ جام روز و شب — آتا ہے گرچہ قاضی کا اعلام روز و شب
تشبیہ زلف و رُخ کی نئی ہے خیال و خواب — ہے جسکی یاد ہر سحر و شام روز و شب
دن بھر ہے سر کا پٹینا سینہ زنی ہے رات — لیتا ہون دونون ہاتھ سے دو کام روز و شب
میری نظر مین غائب و حاضر ہے ایک حال — وصفِ کمر مین ہوتے ہین الہام روز و شب
سروصل کا ہمیشہ رہے زیرِ پائے ہجر — ہے یہ مراد گردشِ ایام روز و شب
گورو سیہ نگین ہے دلے ہے سفید بخت — روشن ہے مہر و مہ کی طرح نام روز و شب

گرتے ہین خالِ خطِ صنم پر وقار دل
لاتا ہے دانہ مرغ تہِ دام روز و شب

گر گرے مقتل مین بہرِ قتل وہ قاتل طلب — ہر نفس حق سے کرے جان دگر بسمل طلب

دوست دشمن وان نہ تھا کوئی دیا تھا جبکہ دل
اب شہادت پر کرین کسکی ہم اُس سے دل طلب

مہر ہو جب قہر در پردہ ستم تو ہے ستم
دیکھیے کیا ہو کیا اُسنے سرِ محفل طلب

میرے جو شیرین دہن کے تیشہ پر سر خوردہ ہے
قیس دیوانہ کی ہے وہ صاحب محمل طلب

روز و شب حرص و قناعت مین رہی جنگ و جدل
ہر طرح ہو کر بلا سر پر ہوئی نازل طلب

کس طرح تنہا کہین ہم اُس سے اپنا رازِ دل
گر کبھی کرتا ہے تو غماز کے شامل طلب

چاہتا ہے منزلِ مقصود کی پر جنا ر ر ۵۱
پاے شوق آسان طلب ہے اور دل مشکل طلب

جسنے دنیا ترک کی مطلوب عقبیٰ ہو گیا
مدعی کے مدعا سے ہے سوا حاصل طلب

چاہتا ہے گر افاقہ دردِ دنیا سے وقار
بے گمان درمان اربابِ شفا منزل طلب

کیون بن گئی ہے بلبلِ تصویر عندلیب
کیون مثلِ غنچہ رہتی ہے دلگیر عندلیب

آئی ہے فصلِ گل کی جنون خیز ابکی سال
موجِ صبا کی چاہیے زنجیر عندلیب

خون کی بھری چھری ہے ہر اک گل کی پنکھڑی
غنچہ کا چھرہ ہے دم تکبیر عندلیب

بولون جو فصلِ گل مین چٹک کر مین غنچہ وار
ہوتی ہے غل مچا کے گلوگیر عندلیب

صیاد ہے کبھی کبھی گلچین ہے باغ مین
دیتا ورق پہ گل کے ہون تحریر عندلیب

کھینچون جو نالہ یاد مین اُس گل کی باغ مین
حیرت کی اے وقار ہو تصویر عندلیب

دیکھے جو اُس حسین کے چاہِ ذقن مین آب
یوسف سے خوبرو کے بھر آئے دہن مین آب

جو تیغِ آبدار کا تیرے شہید ہے
جاری ہے بدلے خون کے اُسکے کفن مین آب

دندان کا ایک ماہ کے ہمنے لکھا جو وصف
پروین کی روشنی کی طرح ہے سخن مین آب

روئی ہے پتے پتے پہ بلبل جو باغ مین
مانند آئنہ ہے لبالب چمن مین آب

تردامنی کا دھبہ لگا ہے حباب کو
ڈھونڈھو تو بوند بھر بھی نہین پیرہن مین آب

مرطوب تیغ یار کی تھی آب اس قدر
ہے عین آب چشم سانہ خم کہن مین آب

روئی جو شمع شام سے پروانہ کے لیے
تھا صبح اے وقار لبالب لگن مین آب

اگرچہ موج ہے نقش خط جبین حباب
ندیکھا نام سے روشن کبھی نگین حباب

بھروسا جسم مین روح رواں کا کیا ہو خاک
کہ ایک دم کی ہوا ہے فقط زمین حباب

خیال مین بھی نہ دیکھے گی یک مژہ کوئی خواب
ہزار عمر کرے چشم خویش بین حباب

کشادہ کاری دل ہے نفس نفس درپیش
بنا ہون مین نفس تنگ واپسین حباب

جو بعد غسل تری زلف کی نہ پہونچی نمی
اسی لیے ہے بنی موج آستین حباب

اگرچہ اشک مسلسل ہے چشم کے درپے
مگر ہے موج کا کوچہ پے کمین حباب

مثال چرخ کلال آسمان چکر کھائے
کرون وقار بلند اسقدر زمین حباب

عاشقون سے یون دہن کو انکے ہے زیبا حجاب
چشم مردم سے ہے رکھتا جسطرح عنقا حجاب

مہر کا شب بھر رہا کوکب سے غمزے کا حجاب
شام سے اس ماہرو نے تا سحر رکھا حجاب

دل مین اے پردہ نشین بس کر چھپانا منھ عبث
آئنہ تمثال ٹھہرا بیچ مین پھر کیا حجاب

چادر آب رواں منھ پر نہین ہے بے سبب
چشم طوفان زا سے کرتا ہے مگر دریا حجاب

دیکھنے مین میرے کچھ دھبا نہین لگتا تمھین
چاہیئے اے جان جان صرف اپنی آنکھوں کا حجاب

آئنہ سان ایک شکل اپنی نظر دونون طرف
درمیان سے اٹھ گیا جو اے قمر سیما حجاب

غیر کی صحبت مین پردہ کو نہ دو تکلیف یار
بس تکلف برطرف ہمسے نہین اٹھتا حجاب

ہے حسینان چمن مین سر جھکائے اسلیے
کرتی ہے آنکھوں سے تیری نرگس شہلا حجاب

صدقے اسکی شرم کے سو جان سے مین اے وقار
آئنہ دیکھا تو اپنے عکس سے آیا حجاب

مجکو ہے یوز و مرگ سے بڑھکر پلنگ وخواب
ہر غیر اور وہ بت عیار و شنگ وخواب

ٹے سر کے بل گزون گارہِ کوے یار کو
ہو گرچہ میرے پانْون مین زنجیر لنگ وخواب

دل صورتِ ہلال سراپا بغل بنے
کھینچے جو ماہ چہر کو آغوش تنگ وخواب

غفلت ہے ساتھ گریہ کے فرقت مین تیری یار
سر پر مرے سوار ہے سیلاب گنگ وخواب

دل نے ہمارے نذر کیا ہجر یار کے
صبر و شکیب و تاب و توان عار و ننگ وخواب

زاہد کا زہد خشک ہرا ہو نہ زینہار
سرسبز تا نہ آنکھونمین ہو کیف بنگ وخواب

تھا مرگ و سنگ بخت مین فرہاد کے وقار
کس طرح آنکھین دیکھتین اُسکی پلنگ وخواب

نازنینون مین ہین وہ چیدہ آپ
کہ ندیدہ ہین نے شنیدہ آپ

آنکھ ہر ایک سے لگی لگنے
ہو گئے ایسے شوخ دیدہ آپ

ہونگے اس تاک جھانک کے باعث
نور دیدہ سے موے دیدہ آپ

اُسکو جب دیکھتا ہون کہتا ہون
بے طرح کے ہین کچھ ندیدہ آپ

تار نکلا نہ اس قماش کا یار
کس لیے ہمسے ہین کشیدہ آپ

مُنھ کی کھلوائے گا ہر ایک سخن
ہو گئے کیون وہن دریدہ آپ

واسطہ اُنسے گر نہین ہے وقار
کس کا لکھتے ہین پھر قصیدہ آپ

باہر رہا جو گھر سے وہ دلبر تمام رات
ڈھونڈھا مثالِ مہ اُسے گھر گھر تمام رات

اس حال ہے اندھیری گلی تیری یاد رکھ
پھرتے شہید ناز ہین بے سر تمام رات

کیا دور کی وہ کہتے ہین دیکھا ہے شمع کو
پروانہ کے جلاتی رہی پر تمام رات

کب ہے یہ سرد مہری دلدار سے امید
پہلو سے میرا گرم ہو بستر تمام رات

وعدہ کا تیرے اے گلِ خندان جمانہ رنگ
مانند شمع کاٹی ہے رو کر تمام رات

بھاری ہے رات عاشقِ گیسو پہ اسطرح
بیمار پر ہو جسطرح دو بھر تمام رات

دانتون کی یاد مین جو مری نیند اُچٹ گئی
چُپ کے پڑا گنا کیا اختر تمام رات

اک حور کے لبون کا تصور تھا اے وقار
دیکھا کیا مین خواب مین کوثر تمام رات

وصف لکھتا ہون کسی موے مژہ کا ہر وقت
کیون نہون تیر حوادث کا نشانا ہر وقت

زلف مین تم جو کیا کرتے ہو شانا ہر وقت
میرے بھی سر پہ چلا کرتا ہے آرا ہر وقت

توجو آتا نہین ہے پاس نہ آ بہتر ہے
کششِ دل سے مین کھینچون ترا نقشا ہر وقت

قصد صحرا کا کرے آپ کا عاشق کیونکر
بیڑیان پاؤن کی ہین زلف چلیپا ہر وقت

مژہ آلودہ چمن کثرتِ طفلان سرشک
چشم تر چشمہ ہے چھڑیون کا ہے میلا ہر وقت

کیون غزل مین نہ مضامین ہون ٹیڑھے ٹیڑھے
پیچ دیتی ہے جو اک زلفِ چلیپا ہر وقت

پتلی آنکھون کی تری جادو کا پتلا ہین مگر
کہ فدا اُن پہ ہے ہاروتی زہرا ہر وقت

بل کی لے زلف سے افعی تو ابھی توڑے دانت
تیز دندان کیے موجود ہے شانا ہر وقت

نکہتِ زلفِ معنبر ہے کدھر اے ساقی
دامنِ خشک کا زاہد کو ہے دعوا ہر وقت

تیغ با آنکہ درازیِ زبان رکھتی ہے
لب پہ ہے حرفِ سکوت دم گیرا ہر وقت

دیکھکر اُس قد موزون کو گلستان مین وقار
سرو کو میری طرح رہتا ہے سکتا ہر وقت

لطف جلوت کا ہو خلوت مین خدایا ہر وقت
بند آنکھین ہون تصور ہو اُسی کا ہر وقت

ہم تو ادنیٰ کو لکھا کرتے ہین اعلےٰ ہر وقت
ابر سے قطرہ بنا کرتا ہے دریا ہر وقت

نہ جیا پر نہ جیا کشتۂ شمشیر فراق
گو سرہانے رہے کہنے کو مسیحا ہر وقت

بالیقین جانتا ہون اپنی مین ڈانوان ڈولی
کسی پینگ کا جو یاد آتا ہے جھٹکا ہر وقت

ہے رگِ حلق مین سر ڈوب غم ساقی مین
مثلِ نشتر ہے گلرنگ کا کانٹا ہر وقت

کس طرح غم کا نہ لین اپنے ہم آگا تاگا
یار بانون کے جو دے تار کا دھاگا ہر وقت

عشق مجکو ہے جو اُدھڑی ہوئی مسی کا تری
مین ہون اور ہے خط گلزار کا لکھنا ہر وقت

چار چاند اور لگے نہ پہنے جو بالے جھالے
وہ ہین اور آئنہ مین رخ کا تماشا ہر وقت

دوڑتا پھرتا ہون ہمراہ خیالِ محبوب
گھر مین ہے بادیہ پیمائی کی ایذا ہر وقت

جو کہ کہتے ہین بُرا مجکو وہ اچھے ہین وقار
جو بُرے ہین مین اُنھین کہتا ہون اچھا ہر وقت

ہے مزاج اُنکا وہان آگ بگولا ہر وقت
غم کا یان دل سے بھڑک اُٹھتا ہے شعلا ہر وقت

یہی جوبن ہے اگر اوبتِ رعنا ہر وقت
مہ و خورشید ہین اور رنگ بدلنا ہر وقت

ناتراشی سے جو ہو طعنہ تراشی پہ کوئی
تیر کا اپنے وہ ہو آپ نشانا ہر وقت

گر نہو وصل نہو ہجر کے صدمات تو ہون
ساتھ یارب ہو مرے یارون کا ڈھارا ہر وقت

صید مرغان خوش آواز معانی کے لئے
دام چین ہون زثری تا بہ ثریا ہر وقت

اسقدر مین ہوا اے جانِ جہان محو یاد
اپنے پر آپ کا اب ہوتا ہے دھوکا ہر وقت

کار فرماے خلش ہے جو تری نوکِ مژہ
مرے خالق کو ہے جی کا مرے کھٹکا ہر وقت

ہوئے یکدست دو تا پشت انگوٹھی کی طرح
دھیان ہے تیری جو چھلا سی کمر کا ہر وقت

بیڑیان پانون مین ہون طوق گلے مین ہو وقار
گیسوے یار کا ہو جوش پہ سودا ہر وقت

کہان تک ہجر کی دے گی سزا رات
دکھا دے وصل کی اب اے خدا رات

کیا تو عہدِ وصل اُسنے وفا رات
ہوئی یہ بات کے کہتے ہوا رات

تلاشِ یار مین مثلِ مہ و مہر
مجھے تو ایک ہے دن ہو و یا رات

شبِ فرقت برستا ہے بہت ابر
نکالون مین بھی کچھ دل کے بخارات

غم و درد و الم مہمان ہین یار
کرون مین ایک کس کس کی مدارات

تمھارے غمزہ کرجانے پہ ہمنے
تڑپ کر کی سحر او مہ لقا رات

نکلوں آنکھوں سے قبرِ قیس و فرہاد
وقار اب مجکو ہے شوق زیارات

خط آئے پر بھی اُسنے بھیجی نہ خط کتابت
قاصد پہ تا ہو ظاہر جسمین نہ کوئی بابت

دکانِ عشق کا ہون مین وہ منیب ایجان
مجنون بھی پہونچا جسکی تا نوبت نیابت

دو عاشقون مین ایسا باہم نہ پیار دیکھا
آنکھون کا تارا ہے وہ گو ہے بہم رقابت

تیرے مریضِ غم کو ہرگز شفا نہ ہوگی
یون ارض سے سما تک عیسیٰ کرے طبابت

ہے مجھ مین اور اُسمین فرق آسمان زمین کا
خورشید کی ولیکن ذرہ سے ہے قرابت

تمیز عاشقی مین کب ہے حسب نسب کی
اشراف کو رذالت پاجی کو ہو نجابت

اسدم وقار مانگو رب سے دعاے وصلت
ہے آدھی رات کھلی ہے وا درِ اجابت

نمک چھڑکے جو وہ کانِ ملاحت
جراحت کو وہ ہو سنگِ جراحت

گہے چہرہ بحال و گاہ تغییر
خیالِ زلف و رخ سے رنج و راحت

نہین ہے اول و آخر پہ موقوف
کہ دل دینا ہے ہر صورت قباحت

سمجھتے یہ نہین رمز و کنایہ
کلامِ عاشقان مین ہے صراحت

غبار آجائے چشمِ آئنہ مین
اگر دکھلاؤ تم اپنی صباحت

مہ و خورشید کے مانند دن رات
کیا کرتے ہین ہم سیر و سیاحت

دلہن کا حسن ہے پوشاک و زیور
وقار اشعار کی خوبی فصاحت

ترا چہرہ ہے بیضاے قیامت
تری گرمی ہے گرماے قیامت

وہ روے آتشین ہے روزِ محشر
سوادِ زلف شبہاے قیامت

کہاں گنجائش فریاد و افغان
کہ بس ہے تنگ پہنائے قیامت

اُڑائی خاک نالون نے یہانتک
مرا سینہ ہے صحرائے قیامت

نہ چونکا کشتۂ تیغِ تغافل
ہوا گو سر پہ غوغائے قیامت

مجھے ہے وعدۂ دیدار کی پاس
کرون پھر کیا تمنائے قیامت

خرام نازکا اُنکی ہون کشتہ
ازل سے سر پہ ہے پائے قیامت

نہ دو تربت پہ آکر مژدۂ حشر
مجھے ہے آج فردائے قیامت

وقار اُنکا اگر قامت ہے طوبیٰ
مجھے ہے سو سودائے قیامت

یار ہے آفتاب کی صورت
بندھ چکی شب کو خواب کی صورت

خال عارض پہ اُس صنم کے ہے
نقطۂ انتخاب کی صورت

کفِ دریا ہے اُسکے آگے سحاب
ہے یہ چشم پُر آب کی صورت

غیر کے ساتھ پی جو اُسنے شراب
میرا دل ہے کباب کی صورت

کیا کمر کی تری لکھون تعریف
ہے وہ نادیدہ خواب کی صورت

غیر سے برطرف تکلف ہے
اور ہم سے حجاب کی صورت

موج زن تھا جو بحر اشک وقار
بیٹھین آنکھین حباب کی صورت

جو دیکھے کوئی چشمِ غور سے افلاک کی صورت
تو کہہ اُٹھے نصیب اُسکو نہین ادراک کی صورت

خدا جانے بہا کر سیل اشک تر کہان لیجائے
مرا تن زار و لاغر ہے خس و خاشاک کی صورت

اگر زاہد کے خالِ چشم ہین تسبیح کے دانے
تو ہم بھی دیکھتے ہین خوشہ ہائے تاک کی صورت

مقرر صید کی یہ سُرخروئی سرفرازی ہے
لہو سے لال جو اپنی نظر فتراک کی صورت

مثال ابرِ مردہ ایکدم مین خشک ہو جائے
جو دیکھے ابر میرے دیدۂ نمناک کی صورت

قفس مین الفتِ صیاد سے پر ہل نہین سکتے
کھُلے دروازہ کی ہے ورنہ ہر اک چاک کی صورت

وقار اک شوخ کے مین جنپئی رنگت کا کشتہ ہون
کرے گی زعفران کا رنگ پیدا خاک کی صورت

مو بمو سنبلِ گلشن ہے پریشان بے دوست
غنچۂ گل بھی ہوا چاکِ گریبان بے دوست

خاک گلگشت کی پھر دلکو ہمارے ہو ہوا
دشت پُر خار سے بڑھکر ہے گلستان بے دوست

خار صحرائے محبت ہے رگِ گل سے سوا
کم جہنم سے نہین روضۂ رضوان بے دوست

کون سا وقت ہے خالی کہ مین یون نام خدا
وردِ لب آٹھ پہر نالۂ و افغان بے دوست

گل گریبان مین مُنہ ڈال کے غنچہ کی طرح
چاک یون جامہ کرون تا سرِ دامان بے دوست

عذر کی کوئی جگہ زور سے جس دم نہ رہی
تکیۂ حسرتِ لب ہو گئے دندان بے دوست

وار ادھر سرو اُدھر خارِ گل سُرخ وقار
ہست سامانِ اجل سیرِ گلستان بے دوست

وہ تو ایک ہے بیوفا بے مروت
کہ تجھسا نہین دوسرا بے مروت

کیا دلکو دل سے جدا تو نے کافر
ہے چھوٹے سے سن مین بڑا بے مروت

نہ اپنائیگا نہ ہوا کوئی تیرا
غضب کا ہے نا آشنا بے مروت

نہ لائی کبھی بوئے گل تر کی میرے
عجب رنگ کی ہے صبا بے مروت

مثل ہے مروت کی ہے آنکھ پھوٹی
وہ یک چشم بت ہے بجا بے مروت

نہ دیکھی کبھی سیل آنکھون مین تیری
کہین کیون نہ پھر بے حیا بے مروت

خدا کی خدائی مین اُنسا نہ دیکھا
وقار ایک بھی دلربا بے مروت

کہان جان کو ہے بدن کی مروت
غریب الوطن سے وطن کی مروت

گرا مثلِ یوسف مین اندھے کنوئین مین
جو تھی تیرے چاہِ ذقن کی مروت

مین ہون نغمۂ وینے سائل سے موافق
کرو شوق سے تم دمن کی مروت

پڑین ناز کے بے نیازی پہ پتھر
نہ شیرین نے کی کوہکن کی مروت

نہ بدلون شب ہجر سے روز وصلت
مجھے ہے یہ رنج ومحن کی مروت

مین شمشیر عریان کا کشتہ ہون تیری
مجھے کیون ہو اہل کفن کی مروت

وقار اسقدر زخم نو کی ہے اُلفت
مٹی دل سے داغ کہن کی مروت

گرمی پہ نہین کوئی خریدار محبت
ہے سرد مگر اندنون بازار محبت

اُس کوچہ سے ہر روز نکلتے ہین جنازے
بے موت مگر مرتے ہین بیمار محبت

مقتل مین نہ دیکھا کبھی کشتون کا تماشا
پھولا نئی رنگت سے ہے گلزار محبت

آئینہ کے مانند موندی آنکھ نہ اک پل
جسدن سے ہوا ہے مجھے دیدار محبت

شبدیز سواری کا مری بخت سیہ ہے
تارے ہین مگر ساتھ جلودار محبت

ہے رشتۂ جان ہاتھ مین جس بت کے ہمارا
اُسکی بھی کمر زیب ہے زنار محبت

رونا اسی رونے کا مجھے آٹھ پہر ہے
رونے سے تو نکلا نہ کبھی کار محبت

شرمائیے ہمسے تو نہ اتنا سر محفل
جسمین کہ نہ پنہان رہین اسرار محبت

اُٹھتی نہین گردن مری اس بار گران سے
سر پر ہے وقار اندنون دستار محبت

تری اے شاہ خوبان ہو بلا چٹ
وہ بوسہ دے کہ ہو جسکی صدا چٹ

منڈا کر خط رخ اُس مہ لقا نے
کیا ہے آئنہ کا گھر صفا چٹ

مجھی کو گالیان دیتے رہے وہ
گلے لپٹا رہا بوسے چٹا چٹ

تمھاری زلف کا باندھا نہ چھوٹا
دہا کالے نے جسکو وہ موا چٹ

مسلم مرغ دل ہے میہمان غم
کرے جلد اے خدا وہ یہ غذا چٹ

وقار اُس گل کو غنچہ نے جو دیکھا
تو اوصافِ دہن مین بول اُٹھا چٹ

دے گر زبان بوسہ کی جو وہ گیا اُلٹ
جادو سے کیا کسی نے دل اُسکا دیا اُلٹ

اُس رشکِ گل کے چہرہ سے گوشہ نقاب کا
مانند پوست غنچہ ذرا اے صبا اُلٹ

مجھسا نہین ہے کوئی زمانہ مین درد دوست
گر آگے آئے دون ابھی جام دوا اُلٹ

گر لکھون انقلاب طبیعت کا اپنے حال
جائے زمین شعر کی نام خدا اُلٹ

بوسے نے اُن لبون کے یہ کھٹّے کیے ہین دانت
چکھون اگر مین شہد تو جائے مزا اُلٹ

کھینچون گا جب مین نالۂ صور اہتمام کو
ورقون کی طرح جائینگے ارض و سما اُلٹ

کیا بال باندھی سر سے ٹلی ہے بلا وقار
چہرہ سے دی ہے یار نے زلفِ دوتا اُلٹ

کیسا گیا ہے ہاے یہ پانسا مرا اُلٹ
یعنی کہ آکے در سے مرے وہ گیا اُلٹ

کس کس کے بند باندھتے ہو سینہ بند کے
جائے کہین نہ دم مرا او مہ لقا اُلٹ

باتون سے تیری ایسی طبیعت مری پھری
جاتا ہے دل سے آکے زبان پر گلا اُلٹ

جب ذبح کرنے بیٹھے تو رحم آگیا اُنھین
کیا اُلٹے پانون میری گئی ہے قضا اُلٹ

سیدھا کبھی جو پڑ گیا نالہ مرا وقار
دیکھو گے تم کہ خانۂ دشمن دیا اُلٹ

اے خدا ہے بے اثر یارب عبث
گر نہو کچھ فیض تو ہین سب عبث

زلف مین دل کی تلاش اندھیر ہے
جستجوے سایہ وقت شب عبث

ملتِ مہر آدمی مین گر نہ ہو
پھر تو اُس کافر کا ہے مذہب عبث

جو کوئی ہو آپ مطلب آشنا
اُس سے چشم حاصلِ مطلب عبث

جسکے قول و فعل ہون مطلق غلط
اُسکی ہے مہر و محبت سب عبث

جو کہ خود اُستاد ہو لقمان کا
واسطے اُس طفل کے مکتب عبث

جسمین یوسف سے گرے ہون سو عزیز
جھانکنا ہے وہ چہ غبغب عبث

ماتھے پر افشان نہ چمکے گی حضور
چاندنی مین جلوۂ کوکب عبث

اے دلِ خودسر ہے ذلت شرطِ عشق
یہ عبث جاگیر وہ منصب عبث

ہے مثل گرتا ہے گھوڑے کا سوار
روکنا ہے فکر کا مرکب عبث

جیتے جی پوچھی نہ بات اکدن وقار
نعش پر ہے اُنکا گریہ اب عبث

کھلے رمز دہان کا کچھ تو باعث
عیان ہو اس نہان کا کچھ تو باعث

دہانِ سگ سے لی ہڈی ہمانے
یہ خلط دوستان کا کچھ تو باعث

چھپے باریکیون مین کیون ہین کہیے
کبھی موے میان کا کچھ تو باعث

کہے ذرہ سے تا خورشید کوئی
زمین و آسمان کا کچھ تو باعث

نہ گھونٹا گو گلا اُس نے و لیکن
خموشی فغان کا کچھ تو باعث

نہوا اُس ماہ کی گو وجہ لیکن
فلک پر الامان کا کچھ تو باعث

وقار اُلفت نہو گو اُن سے تمکو
مگر شور و فغان کا کچھ تو باعث

پریون کے جھگڑے ہین یمین و یسار آج
تو ہے مگر وقار سلیمان وقار آج

ہے جوش پر یہ داغ جگر کی بہار آج
چشم نظارہ سے ہے گرالالہ زار آج

قابو مین آئے کاش دل دشمن قرار
سیماب کو ہین وون سبق اضطرار آج

قسمت سے رات وصل کی ساقی ہوئی نصیب
تو مجکو وے مین تجکو مے خوشگوار آج

وہ گلبدن ہوا جو گلے کا ہمارے ہار
بلبل کو ہونگے رشک سے صدمے ہزار آج

مٹی ٹھکانے لگ گئی احسان صبا کا ہے
آلودۂ غبار ہے وہ شہسوار آج

چمٹا لیا گلے سے تو بولا وہ اے وقار
باقی رہے نہ حسرتِ بوس وکنار آج

تیرِ نگاہِ یار سے ہے دل فگار آج
مدت کے بعد ہاتھ لگا ہے شکار آج

اک اک گھڑی ہے فرقتِ جانانہ میں روزِ حشر
کیونکر کٹے گا دن مرے پروردگار آج

دیکھا جو رات چاند سا منھ مین نے خواب مین
رشکِ کتان ہے جامۂ صبر و قرار آج

گلگشت کو گیا ہے وہ محبوب گلعذار
اتراتی پھرتی ہے جو چمن مین بہار آج

غُل پڑ گیا الٰہی گھر کو بچائیو
نکلا پہنکے پھولون کا وہ گُل جو ہار آج

اللہ ری لاغری کہ مرے جسمِ زار کو
بستر پہ ڈھونڈھتی ہے اجل بار بار آج

خون ریزیان وجود مین ذات الذنب کی ہین
آفت کرے گا سرمۂ دنبالہ دار آج

ہے یاد زلف کی دلِ پُرداغ مین وقار
آنکھون سے دیکھی آتشِ مور و مار آج

تیرے گیسو کا مشکِ تر محتاج
تیرے رخسار کا قمر محتاج

حاجتِ قند ہے ترے لب کا
تیرے قد کا ہے نیشکر محتاج

تیرے پیکان تیرِ مژگان کا
بوند پانی کا ہے جگر محتاج

تیرے دندان کے تشنۂ انجم
ہے جبین کی تری سحر محتاج

یون ترے سرو قد کا کبک وقار
جیسے خط کا ترے خضر محتاج

میرا نالہ نہین اثر محتاج
بارڑھ کا یہ نہین ثمر محتاج

اسقدر شوقِ قتل کا تھا ہجوم
رہ گئی دید کی نظر محتاج

ہر جگہ یون مین ڈھونڈھتا ہون تجھے
جس طرح مانگے دربدر محتاج

حکم ہو تو ابھی لگا دون جھڑی
ہے اشارے کی چشمِ تر محتاج

قیس طالب ہمارا ہے نہ کہ ہم	ہو نہ رہرو کا راہبر محتاج
اُسکے دندان کی کیا لکھون تعریف	یہ حباب کا نہین گہر محتاج

یاد رکھ اے وقار یہ نکتہ
داد کا ہو نہ شعرِ تر محتاج

عشق ہے اُس زلف کا سرتاج آج	ہے رسولِ حُسن کی معراج آج
نوکِ مژگان پر نہین ہے لختِ دل	دار پر کھینچا گیا حلاج آج
ترک چشمِ یار کے تیور ہین اور	خرمنِ طاقت کا ہے تاراج آج
تیغِ ابرو کل پڑی دلپر مرے	تیرِ مژگان کا ہوا آماج آج
چوسے ہین اُسکے مسی آلودہ لب	ہین نے نیلم کا کیا پکھراج آج
وصل کی مرضی تھی کل اُس شوخ کی	پھر گیا وہ وقت استمزاج آج

لکھا ہے جو وصف ابرو کا وقار
شعر شعری سے نہ لے کیون باج آج

خون ٹپکتا ہے مری مژگان سے آج	ہین برستے لعل سے نیسان سے آج
زہر ہوگا خضر کو آبِ حیات	سبزۂ پشت لبِ جانان سے آج
مورچہ پے اُسنے رکھا رُخ پہ خط	روم پر فوج آئی ہندستانسے آج
بوسہ اُس روے مخطط کا لیا	ہاتھ آیا پھول خارستان سے آج
خط پشت لب کو دی اُسنے تراش	خضر اُٹھا چشمۂ حیوان سے آج
بیکسانہ موت تکنے لگ گئی	آئے ہم مقتل مین جو زندان سے آج

اے وقار اُسنے لگائے ہین جو زخم
سرنگون ہے تیغ کے احسان سے آج

اے دل ہے راہ کوچۂ گیسو کی مار پیچ	چلنا نہین ہے ایک بھی کیجیے ہزار پیچ

ہین مرلیا ہون زلفِ مسلسل کے عشق مین — اٹھائیگا گردباد سا میرا غبار پیچ
موباف ہے مقدمۂ زلف مین خلاف — فیصل ہوگیا جو ڈالدے سررشتہ داد پیچ
مانند شانہ اُلجھون گا اک رات زلف سے — دے گرچہ لاکھ بار مجھے روزگار پیچ

وہ زلف بیری مصرعِ پیچیدہ کی طرح
دل پھانسنے کو رکھتی ہے سواے وقار پیچ

چھوٹے سے سن مین قیس دل افگار کی طرح — سوکھا ہمین لگا بڑے آزار کی طرح
یان تک مروڑا عشق نے گیسو کے اے صنم — بل آئے تارِ زیست مین زنار کی طرح
ہے جب سے دستگیر جنون کوے یار مین — پھرتا ہون ایک پانون سے پرکار کی طرح
خودرفتگی بھی ضعف کے ہاتھون نہ ٹل سکی — برسون عصاے مردمِ بیمار کی طرح
جوشِ جنون نے آتے ہی فصلِ بہار کے — پھیلاے پانون دامن کہسار کی طرح
بیٹھے جو اس گلی مین نہ مرکر بھی اُٹھے ہم — اک ڈھیر گر کے ہوگئے دیوار کی طرح

دیکھے چمن مین یار کا عارض اگر وقار
بلبل بھی گل سے نوک کی ہے خار کی طرح

چلتے ہین قتل کرتے وہ تلوار کی طرح — شمشیر آبدار ہے رفتار کی طرح
چاہا جسے وہ گردشِ قسمت سے دوستو — دشمن ہوا ہے چرخ ستمگار کی طرح
وہ سرہلاکے ہنس دیے وقتِ سوالِ وصل — اقرار مین بھی اُنکے ہے انکار کی طرح
ہم بندگانِ عشق کا مسلک نرالا ہے — کافر کی اسمین وضع نہ دیندار کی طرح
بعدِ فنا بھی ناوکِ مژگانِ یار کے — ناسور دل مین رہ گئے سوفار کی طرح

گھبراکے اے وقار شبِ ہجر ناگہان
پہلو سے دل نکل گیا دلدار کی طرح

اُٹھا یون دل سے نالہ ناگہان صبح — کہ گویا دی موذن نے اذان صبح

طلوعِ مہر ہے برہان ساطع
نکلتے گھر سے ہین روشن روان صبح

وہ آیا دیر مین اور یون گیا جلد
کہ جیسے ایک دم مین ہو روان صبح

رہا شب بھر خیال اُس ماہرو کا
ہوا رخصت ولیکن میہمان صبح

کہون کیا اپنے دل کی ناتوانی
جو کچھ تشبیہ اُسکی ہے تو ہان صبح

جو کھویا زلف مین وہ رُخ مین پایا
ملے گم گشتۂ شب بگمان صبح

تصور مین وقار اُن گیسوون کے
شب فرقت کی ہوتی ہے کہان صبح

کھولا جو رخ سے یار نے بندِ نقاب صبح
خورشید بے حجاب تھا تھی بے حجاب صبح

تھا ساتھ مثل سایہ کے خورشید خم بدوش
نکلا جو میکدہ سے وہ مست شراب صبح

وصلت کی رات ہجر کی شب سے بڑی سہی
پچھلے سے کہہ رہا ہون کہین ہو شتاب صبح

دیکھے گہر جو گوش کا اُس رشکِ مہر کے
شبنم کی طرح شرم سے ہو آب آب صبح

کہتی ہے شام زلف کہ آیا ہے خطِ لب
ہے حُسن روے یار کے پا در رکاب صبح

قاصد کو ایکی دیر لگی ورنہ پیشتر
نامہ گیا جو شام تو آیا جواب صبح

تشبیہ زلف یار مین ہے شام اے وقار
گردون کے استعارو مین ہے انتخاب صبح

نیند سے اُٹھ بیٹھتا ہون کرکے بسم اللہ صبح
تا دکھادے آئنہ مُنھ کا بت دلخواہ صبح

آخرِ شب میکدہ سے نکلا جب وہ ماہ رو
مہر خم بردوش تھا ساغر بکف ہمراہ صبح

مبتلاے غم ہون مین آٹھون پہر چونسٹھ گھڑی
روز و شب غوغا و گریہ شام نالہ آہ صبح

ہے شبِ وصلِ صنم اور یہ دعا وردِ زبان
تا دمِ صبح قیامت ہو نہ یا اللہ صبح

صبح دم جی توڑ کر جیسے موذن دے اذان
کھینچتا ہون اس طرح مین نالۂ جانکاہ صبح

مثلِ زلفِ مہوشان عمرِ شبِ یلدا دراز
لائی ہے عشاق آسا زندگی کوتاہ صبح

یک سر مو بھی نہین ہے شام غافل زلف سے
ہو سحر سے شام روشن شام سے تیرہ سحر

ہے بہر شکل آپ کے رخسار سے آگاہ صبح
شام سامانِ وصال و ہجر رشکِ ماہ صبح

زلف و روے یار ہے نیرنگ تازہ اے وقار
گاہ لیل و گہ نہار و گاہ شام و گاہ صبح

دیکھی ہے جبسے اک بتِ بے پیر کی طرح
پیری مین خم کمان کا قبضہ مین قد کے ہے
بوسہ کہان کا خاک کی چٹکی نہ دی کبھی
اپنے خدنگِ ناز کا مجکو ہدف کرو
تھا بسکہ محو دیدِ رخِ دوست کا جو مین
روتے ہین ہم جو زلفِ مسلسل کی یاد مین

مین لوٹتا ہون خاک پہ اکسیر کی طرح
وقتِ شباب بھاگ گیا تیر کی طرح
ہے وہ بخیل صاحبِ اکسیر کی طرح
آؤ کڑی کمان کے تم تیر کی طرح
حیرت کا پتلا ہو گیا تصویر کی طرح
لپٹے ہین اشک پانوٴن مین زنجیر کی طرح

بہتر ہے ہوشیاری سے غفلت مری وقار
پھرتا ہے خواب پوچھتا تعبیر کی طرح

اک رشک مہر کے ہے لیئے انتظارِ صبح
اُن گورے گورے گالون پہ سُرخی ہے اسطرح
غیرت سے روے یار کے ہے پُر کلف تمام
خط نے صفائی حُسن کی کردی ہر آئنہ

ہر موے تن ہے شام سے امیدوارِ صبح
جیسے شفق ہو غازۂ روے بہارِ صبح
تھا رشکِ آئنہ جو رخِ آبدارِ صبح
لو ابرِ نوبہار نے دھویا غبارِ صبح

زلفِ سیہ وقار سیاہی ہے شام کی
چمکا ہے اُسکے چہرۂ روشن سے کارِ صبح

اُنکے ہوے شراب سے ایسے عذار سُرخ
شعلہ بھڑک اُٹھا نگہ اہلِ دید کا
ہر جوہری کو پارۂ یاقوت کا ہے شک

مانندِ خطِ جہر ہین برقع کے تار سُرخ
بیٹھا پہن کے کپڑے جو محفل مین یار سُرخ
ہین عکس سے لبون کے جو دندانِ یار سُرخ

میری برہنہ پائی نے ایسا جمایا رنگ
گل کی روش ہے دشت مین ہر ایک خار سُرخ

آئینہ ہو گیا چمن اندوہ عکس سے
چہرہ ہے اُسکا صورتِ ابرِ بہار سُرخ

مُنہ فق شفق کا ہو گیا مانند آئنہ
اُٹھا جو قتل گاہ سے میرا غبار سُرخ

اک شعلہ رو کے ہجر مین رویا جو مین وقار
نکلے سرشک آنکھ سے مثل شرار سُرخ

مین ہون شہید خاک سے اُٹھے گی گرد سُرخ
دن حشر کے حساب کی نکلے گی فرد سُرخ

ہوگی زمین کوچے کی روز نبرد سُرخ
خاکِ عدو سے اُٹھے گی ایجان گرد سُرخ

بوسہ جو دین حضور لبِ سُرخ فام کا
چہرہ کا ہو ہمارے ابھی رنگ زرد سُرخ

کہتا ہے مجھسے وہ کہ مگر تو نے پی شراب
آنکھون کو جسکی دید کا کرتا ہے درد سُرخ

شوخی سے یون عتاب کے ہے سُرخ روے یار
جس طرح دھوپ سے ہو رُخِ رہ نورد سُرخ

آگے تمھارے قامتِ بالا کے سرو پست
عارض سے کم ہین رنگ مین گلہاے ورد سُرخ

ثابت ہوا نظارۂ خورشید سے مجھے
خجلت سے ہو گیا ہے رُخِ ہرزہ گرد سُرخ

بزدل کا زعفران سا ہو رنگ روے زرد
مانند گل ہو چہرۂ مردان مرد سُرخ

اُن گورے گورے گالون پہ وہ سبز سبز خط
تشبیہ کو وقار ملا لاجورد سُرخ

خون دل سے لوح سینہ پر ہے کھینچی آہ سُرخ
لکھی ہے شنجرف سے یہ مصحف پہ بسم اللہ سُرخ

رنگ گرگٹ کے سے بدلے مہر تیرے روبرو
گاہ زرد و گہ سیاہ و گاہ سبز و گاہ سُرخ

گر نہین پائون کے لائق کفش بوسی ہی سہی
خون سے اپنے کرون اُسکی گلی کی راہ سُرخ

ذکر شکوہ کو کجا میرا دہن اے ہمنشین
شکر کی باتون مین جب رُخ اُسکا ہونا گاہ سُرخ

بار برقع سے ہے روے نازنین یون لال لال
جیسے ہوتا ہے گہن سے ایک مہر و ماہ سُرخ

تجربہ مین اپنے ہے یہ بات مدت سے وقار
زرد رو بدخواہ کا ہو روے دولتخواہ سُرخ

ہے رنگ روزگار سفید و سیاہ و سُرخ
مانند چشمِ یار سفید و سیاہ و سُرخ

دانتوں پہ مسی ملکے جو اُس بت نے کھائے پان
آئی نظر بہار سفید و سیاہ و سُرخ

پست و بلند وسط سخن کو رول سے دور
اعمی نہ دے قرار سفید و سیاہ و سُرخ

لیکر ہمارے نام کبوتر کسی کے پاس
جاتے ہیں ہر نہار سفید و سیاہ و سُرخ

ہیں چشمِ پُر خمار کا کُشتہ ہوں چاہیئے
سنگِ سرِ مزار سفید و سیاہ و سُرخ

زلفِ دو سر کا تیری نہیں ایک میں بھی زہر
دیکھے اگرچہ مار سفید و سیاہ و سُرخ

دندان و زلف و رُخ کے تصور میں اے وقار
اشکوں کا میرے تار سفید و سیاہ و سُرخ

نہ پھیرو ہم سے تم اے جانِ جاں رُخ
کہ پھیرے مثلِ مژگاں یک جہاں رُخ

نہ ڈال ابرو میں خم اے تیرِ قامت
بُرائی ہے جو کر جائے کماں رُخ

کبودی چشم کو اُسکے جو دیکھے
کرے وہ پھر نہ سوے آسماں رُخ

نشست ماہ ہو ہالے میں جیسے
وہ یوں آئینہ کے ہے درمیاں رُخ

گُل خورشید ہم ہیں تو ہے خورشید
نہوں کیوں تیری جانب ہر زماں رُخ

نکلتا جو نہ یوسف چاہ سے تو
نہ کرتا مصر کو پھر کارواں رُخ

وقار اُس بت کا قد ہے رشکِ طوبیٰ
مگر ہے غیرتِ باغِ جناں رُخ

تلخ کامِ کوہکن را عشقِ شور انگیز کرد
پُر غلط گویند شیرین کرد یا پرویز کرد

آن بعین گریہ با چشمِ دمِ آخر نمود
بادِ صرصر ہر چہ با کشتی در آبِ تیز کرد

نوکِ خارِ خشک مہمیزِ سمندِ شعلہ است
پندِ بے تاثیر ناصح آتشِ ما تیز کرد

عاشقش گم دید شیخ و سبحۂ صد دانہ داد
بہرِ رندان دادنِ تسبیح دست آویز کرد

ترکِ عشقش باعثِ آزارِ من شد اے وقار

ورنہ صحت آشنا بیمار را پرہیز کرد

لاغری بسکہ تنِ من دارد
بسرم گریۂ دشمن دارد

عشوہ و ناز کہ میدارد دوست
این ہمہ بہرِ دلِ من دارد

دلِ او راست چنان سخت خمیر
غم نرمی بخود آہن دارد

ہر کرا رخصت گلچینی نیست
آن کسے بہر چہ دامن دارد

چون سر کشتنم آورد ست وقار
سرِ من شکوۂ گردن دارد

عشق کی سرکار مین خدمت کا ہے انجام بد
نیک کارون کا ہے کافر نے نکالا نام بد

اُنمین سو دھڑکے ہین دلکو اور اسمین ایک ہے
نیک راتین ہجر کی ہین وصل کے ایام بد

ہین وہ شیرینی و ترشی کے مزے سے بے خبر
جو کہ کہتے ہین کہ بوسہ نیک ہے دشنام بد

پختہ مغزون کی ہوا صحبت سے پیدا تر دماغ
میرے حق مین ہو گیا میرا خیالِ خام بد

کہنہ زنجیریِ گیسو مو بمو آزاد غم
واقعی ہے نو گرفتارون کو قید دام بد

چشم حق بین سے جو دیکھے مین نے وہ رخسار و زلف
زشت ہے صبح ازل اور ہے ابد کی شام بد

خط کے آتے ہی اُڑی ہے خاک روے یار پر
واقعی آغاز بد کا ہے وقار انجام بد

کاش کرے دستِ تیغ سر پہ وہ قاتل بلند
مثل شفق موج خون ہو دمِ بسمل بلند

اشک کا میرے بلند اس طرح ساحل سے موج
بحر کا جیسے رہے موج سے ساحل بلند

ابروِ پُر خم سے ہے پشت مہِ نو کی قدر
مہر کا رتبہ نہین خال سے اک تل بلند

صور کی آواز ہو پست سے بھی پست تر
آہ و فغان گر کرے عاشق بیدل بلند

دید لیلی کی خاک آب دہِ چشم قیس
دستِ جنون نارسا پردۂ محمل بلند

بستۂ گیسو کا پست نادم اسرا رہے
قیدی طرہ کا ہو شور سلاسل بلند

رمز انا الحق سے آج کھل گیا مجھپر وقار
حُسن کا ایوان ہے پست عشق کی منزل بلند

عارض سے ترے بہار مقصود
ہے خط سے بنفشہ زار مقصود

اُڑ اُڑ کے غبارِ عاشق آیا
کوچہ مین جو تھا مزار مقصود

کعبہ سے غزال کو وتا آئے
ہو اُنکا اگر شکار مقصود

گیسو سے غرض ہے خاص کر لیں
رخسار سے ہے نہار مقصود

نرگس ہے چمن کی دیدۂ شوق
ہے آپ کا انتظار مقصود

دل کی نہ کلی شگفتہ ہو گی
گل سے نہ رکھے ہزار مقصود

داغون کا وقار سینۂ مشتاق
ہے کوہ کا لالہ زار مقصود

ہجر مین یان دیدۂ یعقوب گریان ہے سفید
وان جمالِ یوسفی سے چاہِ کنعان ہے سفید

ہے ہما حیران کہا ہے کسکو لیجاے کسے
استخوانِ کشتگان سے کوے جانان ہے سفید

شکلِ رُخ روشن ہوئی افشانسے وہ زلفِ سیاہ
صورتِ صبحِ وطن شام غریبان ہے سفید

جو صفا باطن ہو کیون دلپر کدورت اُسکے آئے
سینۂ بے کینہ میرا آئنہ سان ہے سفید

ہے یہ پرتو حُسن بالا دست کا تیرے صنم
چہرۂ آئینہ شکلِ ماہتابان ہے سفید

جو چلا راہِ خدا مین آنکھ روشن ہو گئی
چشمِ قربانی کی روزِ عید قربان ہے سفید

بسکہ رونے پر مرے رویا کیا شام و سحر
اے صنم چشمِ سیاہِ ابر گریان ہے سفید

تیرے جلوہ سے ہوا عالم شعاعِ مہر کا
چشم روشن ہو گئی ہر موے مژگان ہے سفید

شہر مین زلفِ سیہ بیڑی ہے کبتک اے وقار
بخت روشن ہے تو پھر راہِ بیابان ہے سفید

گردش ہے تری چشم کی پیمانہ کے مانند
ہر ایک جو ہشیار ہے مستانہ کے مانند

تو بزم مین ہے حُسن کی اک شمع دل افروز
کیونکر نہ پھرون گرد مین پروانہ کے مانند

ہے دل مین بسا شوخ صنم نور کی مورت
یارب مرا کعبہ ہوا بتخانہ کے مانند

سرسبز نہونگا چمنِ حُسن مین تیرے
اے گل ہون مین اک سبزۂ بیگانہ کے مانند

ہے نشہ ٹپکتا تری دیوار شرہ سے
بس نرگسِ مخمور ہے میخانہ کے مانند

شمشیرِ تغافل کا جو کشتہ ہے تمھاری
ہے شورِ قیامت اُسے افسانہ کے مانند

آباد ہوئی زلف وقار اُس کے جو دل مین
گھر اپنا ہوا ہُو مجھے ویرانہ کے مانند

چھوٹے نہ ہاتھ سے وہ شوخ سیمبر کاغذ
ہمارے خط کا مطلا بھی ہو اگر کاغذ

کیا ہے خانہ نشین ضعف دلنے یون مجکو
کہ جس طرح کسی تصویر کا ہو گھر کاغذ

دیا تو نامہ ہے قاصد کو پر ہے اب یہ سوچ
کہ دے نہ اور کسی کو وہ بھولکر کاغذ

ہمارے خط کے جو اُسنے اڑائے ہین پرزے
پھرے ہے کوچہ مین اُڑتا اِدھر اُدھر کاغذ

لکھون وقار مین کس طرح خشکی لب کو
کہ آبِ اشک ہے بھیگا ہے سربسر کاغذ

جیسے ہین دندان و لب دلبر لذیذ
شیر ایسا ہے نہ ہے شکر لذیذ

جب نمک سے زخم لذت یاب ہو
کیون نہو اُس ترک کا خنجر لذیذ

چاٹتی ہے خون دل کب تیغ یار
ہے زبان کو اُسکی خون سر لذیذ

خواہشِ قتلِ دگر کرتے ہین ہم
بسکہ ہے آبِ دمِ خنجر لذیذ

ہاتھ سے اُس شوخ شیرین کار کے
قند کے کوزے سے ہے بہتر لذیذ

بھوک کے غلبہ مین نانِ سرد و خشک
نان گرم و تر سے ہے بڑھکر لذیذ

کب شرابِ گرم سے ہے اے وقار
آبِ سردِ چشمۂ کوثر لذیذ

ہر ایک باغبان کو ہے گلزار پر گھمنڈ
زیبندہ ہے حضور کو رخسار پر گھمنڈ

سودائے خام شیخ و برہمن کا پختہ ہے
ہے اپنے اپنے سبحہ و زنار پر گھمنڈ

کرتے ہین کوے یار پہ عاشق فغان غرور
مرغانِ خوش نوا کو ہے گلزار پر گھمنڈ

کھاے چکور ٹھوکرین انسان ہو پائمال
ہے اس چلن کو یار کی رفتار پر گھمنڈ

پہونچا صداے نالہ کے ہمراہ جسم زار
تھا یار کو بلندی دیوار پر گھمنڈ

خالق نے قسمین کھائی ہین لیل ونہار کی
زیبا ہے اُنکو کاکل و رخسار پر گھمنڈ

اُنکے خرامِ ناز کا دیکھا نہین چلن
بیجا نہین ہے کبک کا رفتار پر گھمنڈ

دیوار جو شکستہ ہو اُسکا بھروسا کیا
کیجیے نہ آپ کاکلِ خمدار پر گھمنڈ

نام ہنر ہے عیب وقار اس زمانہ مین
نادان ہین جو کرتے ہین اشعار پر گھمنڈ

جما ہے حُسن کا عشق اسطرح گیسو کمندون پر
کہ جیسے قیدِ بندِ کفر ہے زنار بندون پر

قدِ طوبیٰ کے کُل اشجار پر ثابت ہے بالائی
مگر غالب نہ آئیگا وہ ان بالا بلندون پر

جسے دردِ قلق سمجھے ہو تم وہ راحتِ جان ہے
نگاہِ مہر بدتر قہر سے ہے دردمندون پر

دلِ عشاق کیا آرام پائین اُسکی زلفو نمین
مثل ہے ہون قیامت سخت راہین مستمندون پر

یہ صورت والے دل لیکر نہ بوسہ دین نہ دل پھیرین
چلے عشاق کا بس خاک ایسے نادہندون پر

وقار آسان کشا مثلِ حباب جو دل اپنا ہے
ہمیشہ مشکلین پڑتی رہین مشکل پسندون پر

سرو ہو جائے گا سیدھا قدِ جانان دیکھکر
سرکو نیہوڑا ایگی نرگس چشمِ فتان دیکھکر

لعل سُرخی سے گرا لب ہاے جانان دیکھکر
آب اُتری موتیون کی سلک دندان دیکھکر

یاد حورون کی گئی دل سے جو وہ آئے نظر
گلشن جنت کو بھولا اُنکا ایوان دیکھکر

مین وہ ہون ہمزاد ڈر کر بھاگتا ہے سایہ سے
کیون گریزان وہ نہو حالِ پریشان دیکھکر

گاہ گریان گاہ نالان ہون گہے خاموش ہون / خندہ زن وہ شمع ہے ہر ایک عنوان دیکھکر

چال بھولا کبک کھائین ٹھوکرین طاؤس نے / تیری رفتار آج اے سرو خرامان دیکھکر

ہے چمک پر طالعِ بیدار اپنا آج کل / اُٹھتے ہین ہر صبح ہم وہ روے تابان دیکھکر

نام میخوارون نے رکھا رہبرِ ماہِ صیام / خوش ہو کیا ساقی ہلالِ ماہِ شعبان دیکھکر

کھا نہین سکتا ہے قسمت کا کسیکے گر کوئی / رشک کیون کھاتا ہے پھر انسان کو انسان دیکھکر

زلف برہم کا جو دن سے دلمین بیٹھا تھا خیال / سوتے سوتے چونک اُٹھا خواب پریشان دیکھکر

ہو مرتب جلد دیوان دوم بھی اپنا وقار
کہتے ہین دیوان اول کو سخندان دیکھکر

بُری ہو زہرہ کی گت آپ ناچین گائین اگر / غش آئے مشتری کو آپ ادا بتائین اگر

جو اصل بد ہو تو کیا نیک تربیت سے ہو / نہو گا ایلوہ میٹھا شکر ملائین اگر

بنین سیاہی ابھی اُنکے مردمِ دیدہ / ہمارے سینہ پہ تیرِ مژہ لگائین اگر

زبان ہو خشک دہن مین جو ذکرِ عشق آئے / ضرر ہو جی کا یہ ہے نفع دل لگائین اگر

جو بیٹھا در پہ کسی بت کے مار کر آسن / نہ پھر اُٹھون گا ملک بھی مجھے اُٹھائین اگر

لحد مین سوئین جو قیدِ فراق سے چھُٹ کر / نہ چونکین شورِ قیامت کے بھی جگائین اگر

نہ بیٹھین پھر جو خدا بھی بٹھائے کرسی پر / وہ آستانے سے اپنے ہمین اٹھائین اگر

نزاکت اُنکی جدا ہے وقار عالم سے
عرق مین غرق ہون وہ میرے پھول اُٹھائین اگر

زہد ہے اسطرح شراب سے دور / شبپرہ جیسے آفتاب سے دور

ہو نہ سیماب سے جدا شوخی / صبر ہے میرے اضطراب سے دور

دل کو آیا نہ اُنکا ناز پسند / یہ کبوتر رہا عقاب سے دور

نہ لگے ماہ کو گہن کا داغ / رخ رہے سیلی نقاب سے دور

زلفِ پُرخم کا رات دن ہے خیال
دل رہے کیسے پیچ وتاب سے دور

چاہیئین شوخیان حسینون مین
قدر کیا بو جو ہو گلاب سے دور

بات دل کی وقار پختہ ہو
دیکھ خامی رہے کباب سے دور

شبِ ہجران جو سر مارا زمین پر
نشان پڑ پڑ گئے میری جبین پر

ہوا ہے آئنہ عاشق مری جان
ترے رخسار حیرت آفرین پر

ہمارے قتل کے محضر یہ ہین مُہر
لہو کے داغ تیری آستین پر

ترے کوچے سے کی ہے خاک برباد
صبا کا زور چلتا ہے ہمین پر

نہ کاٹے گو کسی نے لب تمہارے
ولیکن نام کندہ ہے نگین پر

ہمارے تن کی ہردم جھڑتی ہے خاک
مثالِ شیشۂ ساعت ہمین پر

محبت بھی وقار اُسکی ستم ہے
نہین ہے منحصر کچھ بغض وکین پر

اُٹھا کر جو دل اُسنے مارا زمین پر
رہا لوٹتا جیسے پارا زمین پر

ہلال اور انجم کا جلوہ دکھایا
قدم تیرے مرکب نے مارا زمین پر

سُنا ٹوٹنا شیشۂ دل کا میرے
بہا آب سا سلکِ خارا زمین پر

ستمگر ہے وہ ماہ بے مہر ایسا
فلک کو ہے گویا اُتارا زمین پر

نہ گردش سے ہرگاہ اُسکو سکون ہو
بھلا خاک ہو پھر گذارا زمین پر

ترا اس طرح عکس ہے آئنہ مین
گرے ٹوٹ کر جیسے تارا زمین پر

وقار اُسکا کوچہ مگر کہکشان ہے
ہر اک نقش پا ہے ستارا زمین پر

لبِ معجز نما اپنا دکھا کر
کیا زندہ مجھے عیسا نے اگر

یہ بت سحر البیان نام خدا ہین — غضب کرتے ہین وہ باتین سُنا کر
کبھی تو وصل کا وعدہ خدارا — وفا کر او بتِ کافر وفا کر
ہمارے زخمِ دل دیکھے جو خندان — وہ قاتل رہ گیا کچھ مسکرا کر
بنادے او پری مجکو سلیمان — انگوٹھی ہاتھ کی اپنی پہنا کر

ہوا وصلِ بتِ کافر سے مسرور
وقار اب سجدۂ شکر خدا کر

قتل کا وہ خط بندھا ہے بال پر — جو کبوتر کا ہے خون مین لال پر
لگ کے اُس دیوار سے رویا جو مین — رخنے رخنے کا ہے خندہ حال پر
اُس سے آگے ہاتھ بھر نخوت مین ہے — آئنہ آرائشِ تمثال پر
مزرعۂ کُلفت مین اشکِ دانہ دار — خاک ریزان ہے سرِ غربال پر
باغ سے طاؤس جائے گا کہان — دام کا حلقہ ہے ہر اک بال پر
نقد بوسہ کی توقع مٹ گئی — زلف عارض پر ہے افعی مال پر

اشک گلگون سے شب فرقت وقار
ہین چمن اندودیان رومال پر

جلنے کو شمع رخِ جانانہ پر — دل نکالے صورتِ پروانہ پر
خطِ ساغر حکم بیہوشی کا ہے — ہے نظر اک نرگسِ مستانہ پر
یادِ ساقی مین جو پی جھنجھلا کے مے — زخم دندان ہین لبِ پیمانہ پر
میرے دم سے لگ گئے پر دشت کو — صدقے ہین آبادیان ویرانہ پر
ہے خودی مین بیخودی کی کیفیت — آنکھ ہے جب سے رہِ میخانہ پر
توڑ کر زنجیر لی جنگل کی راہ — تنگ تھا زندان دلِ دیوانہ پر

ہوش اتنا ہے جنون مین اے وقار

گوش مجنون ہے مرے افسانہ پر

نگاہِ یار کی ہے اندنون بیداد گردن پر
مگر رکھے ہوے تلوار ہے جلاد گردن پر

جو ہوئی یک سرمو بارِ خاطر اُلفت شیرین
نہ لیتا بوجھ ہرگز کوہ کا فرہاد گردن پر

گلِ شاداب مین ہے پنکھڑی جو خونسے رنگین
اُسے سمجھین عنادل خنجرِ فولاد گردن پر

بہارِ گُل تو آنے دے کہ اپنے جی سے جائیگی
وبالِ خونِ بلبل تو نہ لے صیاد گردن پر

سر اک آدھی رگڑ مین اُڑ گیا دھڑ سے وقار اپنا
پڑی ہے تیغِ قاتل کی عجب اُفتاد گردن پر

قتل کا دوست کے ہو جسکا ارادا مِل کر
ایسے دشمن سے کرے کوئی بھلا کیا مِل کر

چشمِ بیمار کے بیمار کو ہوگی نہ شفا
گر مداوا کرین لقمان و مسیحا مِل کر

راہ سے عشق و محبت کی ہے تو بھی آگاہ
ایک دن پوچھین گے ہم خضر سے تنہا مِل کر

ٹپکے ایک ایک جو آنکھونسے شبِ ہجر مین اشک
گنگا جمنا سے بہین دو ابھی دریا مِل کر

اے عزیزو نہ کہو عشق کو مصری کی ڈلی
دیکھو رسوا ہوئی یوسف سے زلیخا مِل کر

زعمِ یکتائی سے جو آئنہ دیکھے نہ کبھی
کس طرح بیٹھے مرے پاس وہ یکجا مِل کر

روٹھے ملتے ہین یہ معمولِ زمانہ ہے وقار
پر نئی رسم ہے اُسکی کہ وہ روٹھا مِل کر

زلفِ شبگون سے ہوا وہ رخِ انور باہر
آ گیا کوچۂ ظلمت سے سکندر باہر

جسم کو سر نے کیا جھک کے سلامِ رخصت
ابھی نکلا ہی نہ تھا میان سے خنجر باہر

نہین ممکن ہے گذر یک نظر کا اے ترک
اتنی لاشین ہین پڑی کوچہ کے اندر باہر

خلوت و جلوت جانان کی یہ رعنائی ہے
جو کہ اندر ہے نظر وہ نہین ہیتو رہا باہر

آستین دیکھی سدا تیری چڑھی اے قاتل
مثلِ مژگان کے رہا میان سے خنجر باہر

چشمِ پُر نور ہے دل شاد ہے وصلت سے ترے
بھر گیا دولتِ دنیا سے مرا گھر باہر

دور دفنائیو دل کو مرے مجھسے یارو
ورنہ دیکھوگے مرا قبر سے بستر باہر

وہ قدم رکھنے نہین دیتے ہین گھر کے اندر
مثلِ پرکار پھرا کرتا ہون باہر باہر

حلقۂ ناف صنم کی نہ کرو چاہ وقار
کوئی گرداب سے نکلا ہے شناور باہر

وائے قسمت جسکے عاشق ہم ہون قاتل دیکھکر
دست بے رحم ہو وہ نیم بسمل دیکھکر

ملک دل آخر اُجاڑا عشق نے ایسا کہ بس
پالیا اول امانی سیر حاصل دیکھکر

رشک سے زاغِ سیہ کا ہوگیا ہے مُنھ سفید
چاند سے رخسار پر اُس شوخ کے تل دیکھکر

بارِ غم سے گڑ گیا ہون مین زمین مین سربسر
آج طفلِ اشک اپنا پاے در گل دیکھکر

اُس بتِ سنگین کا دل مائل اگر ہوگا کبھی
سینہ پر رکھ لونگا مین بھاری سی اک سل دیکھکر

کشتِ دل پر جا گری برق نگاہِ شوخِ یار
ہوگیا لیکھا مرا باقی و فاضل دیکھکر

شمع ہے فانوس مین پھبتی کہی مین نے وقار
روے روشن پر نقاب سُرخ حائل دیکھکر

کبھی اے اشک تر آنکھون سے ڈھل پڑ
کبھی اے آہِ دل مُنھ سے نکل پڑ

نہ اے پاے تصور اتنا شل پڑ
کبھی تو لامکان سے آگے چل پڑ

ہوا وہ بت نہ دو دن بھی کبھی رام
جہنم مین تو اے علم و عمل پڑ

وہ رقصان بزم مین ہین تو بھی اے دل
کبھی تو وجد مین آکر اُچھل پڑ

کسی دن تو کبھی اے ابر رحمت
مرے بیت الحزن مین بھی اُنڈل پڑ

گُلِ عارض پہ اُنکے مثل بلبل
کبھی او طفل دل تو بھی مچل پڑ

مرے آگے کبھی ہاتھ اپنے دھوکر
رقیبون کے بھی پیچھے اے اجل پڑ

بہے گو عالمِ امکان پر اے چشم
کبھی تو صورتِ زمزم اُبل پڑ

نہیں اک پل کبھی جس سے نہ اے دل
اُسی سرکش کے پھر قدمون پہ چل پڑ

کبھی تو شعرِ وصفِ ساعدِ یار
مرے خامہ کے بھی سانچے سے ڈھل پڑ

وقار اُس بزم مین تو بھی صدف وار
دہانِ پاک سے موتی اُگل پڑ

تھی ہجر مین جس گُل کے طبیعت مری ناساز
مین ہو گیا اچھا جو وہ آنکلا خدا ساز

بیمار کا ہو پیرِ مغان اپنے معالج
دارو کدہ میخانہ ہو ساقی ہو دوا ساز

جو بات ہے پردہ کی وہ کہدیتا ہے اُس سے
رکھتا ہے مقررِ دلِ خودرا اے مرا ساز

ان دُھری بلاؤن سے بچے کسطرح کوئی
اُس آفتِ جان کا ہے بلا رقص بلا ساز

تھرّانے لگے گاوِ زمین گاوِ فلک بھی
اُس شوخ شکاری کی کمر مین جو بندھا ساز

گلگون و صبا نام ہے گھوڑے کا تمھارے
خوشبو سے گلِ ورد کی لائے گی صبا ساز

تھوڑا سا وقار اسمین جو ہو حُسنِ تردد
ہے آئینۂ دل کے لئے عشق جلا ساز

سبز ہے خطِ روے یار ہنوز
ہے خزان جلوۂ بہار ہنوز

ہو گئے خاک ہم مگر اُس کے
شیشۂ دل مین ہے غبار ہنوز

وہ صنم ہے نظر مین اسپر بھی
ہے کُھلی چشمِ انتظار ہنوز

گو اُڑائے غبار خط نے خاک
حُسنِ عارض ہے آبدار ہنوز

دشت نخچیر سے ہوا خالی
یار ہے مائلِ شکار ہنوز

قول ہارا ہے وصل کا وہ شوخ
میرے دلکو نہین قرار ہنوز

سب کو چھوڑا ہے جسکے پیچھے وقار
اُس سے صحبت نہین برار ہنوز

جام سے ہے الگ شراب ہنوز
ہین جدا ماہ و آفتاب ہنوز

رُخ سے سرکا نہین نقاب ہنوز
ہے تہ ابر آفتاب ہنوز

گردشِ چشمِ مست شوخ سے ہین
زاہد و محتسب خراب ہنوز

یاد مے نے کباب دل کے تلے
ہاے ساقی ہے مستِ خواب ہنوز

خط بھی رُخ کا لفافہ کھول چکا
نامہ کو ہے سرِ جواب ہنوز

خط بگڑ کر بھی کچھ بنا نہ سکا
ہے وہی رُخ کی آب و تاب ہنوز

ہے ہر اک بال خط کا خط رو
حُسن ہے بر سرِ حساب ہنوز

سوزِ دل سے وقار ٹپکے اشک
واقعی خام ہے کباب ہنوز

چشم مین ہین اپنے اشک تر ہنوز
سیپ سے باہر نہین گوہر ہنوز

خاک لیجاتی ہے کوے یار مین
ہے وفادار اپنی اک صرصر ہنوز

اُسکے خال و خط و چشم و زلف سے
چار پہلو کا ہے غم سر پر ہنوز

موے مژگان کا خیالستان ہے دل
ہے رگِ جان مین چھپا نشتر ہنوز

تختہ تختہ ہو نہ کشتی چشم کی
اشک ہے دریاے بے لنگر ہنوز

نخل اُلفت کیا پھلے پھولے وقار
پردہ مین ہے وہ صنوبر بر ہنوز

اسقدر اُگی ہوا گلزار سبز
سایۂ بلبل ہے طوطی وار سبز

جب سے دیکھا سبزۂ گوشِ صنم
مثل سبزہ ہے نظر کا تار سبز

تیرے حُسنِ سبز کے حق مین ہوا
سبزۂ خط کا قدم اے یار سبز

گر تو کل برق حاصل سوز پر
کشتِ دل مین تا ہو تخم کار سبز

ہے برستا ابر جوہر اے وقار
زنگ سان اُسکی ہو تلوار سبز

توقیر کیا سخن کی ہے اہلِ سخن کے پاس
سچ ہے کہ قدر نافہ نہین ہے ہرن کے پاس

ایسا ہون ناتوان کہ ہین دوبکے مر رہون
تارِ نگاہِ یار جو پہونچے بدن کے پاس

اگر دیکھیے تو سبحہ و زنار کے سوا
کچھ پاس شیخ کے ہے نہ ہے برہمن کے پاس

دیکھی لپک کمر کی نہ چیتے کے پاس یار
دیکھی نہ تیری آنکھون کی وحشت ہرن کے پاس

پکڑا ہے شانہ بینی سے دزد اپنا اے وقار
دل ہے ہمارا زلف شکن در شکن کے پاس

اسطرح ہے خط سبز اُنکے دہن کے آس پاس
ہو حنا کی جسطرح ٹٹی چمن کے آس پاس

ہین دلِ سوزان بلاگردان رُخِ پُرنور کے
پھرتے ہین پروانہ شمع انجمن کے آس پاس

حُسن کی ہے راہداری کا یہ پروانہ مگر
خوش نما ہے گرچہ خط اُسکے ذقن کے آس پاس

پھر جلے گا عشقِ نو سے دل مرا مثلِ چراغ
کچھ رطوبت سے ہے پھر داغِ کہن کے آس پاس

بھرزر جیسے گدا سلطان کے ہون گرد و پیش
بوسہ خوار اسطرح ہین اُس سمن کے آس پاس

اپنی نکہت مین ہے ڈوبا عقدۂ زلفِ سیاہ
اُڑتی ہے بو نافہ کی مشکِ ختن کے آس پاس

زلف و رُخ نے یار کے تلپٹ کیا عالم وقار
کفر و دین رہتا ہے شیخ و برہمن کے آس پاس

نہین ہے دلمین ہوا و ہوس کی گنجایش
ہمارے گھر مین کہان خار و خس کی گنجایش

غمون سے سینہ مین دل تنگ ہے کہان کی آہ
صدا کی کیا ہو نہو جب جرس کی گنجایش

بھرے ہین حسرت و اندوہ ہجر سینہ مین
نہین رہی ہے سر مو نفس کی گنجایش

دیارِ عشق کی ہے راہ اسقدر باریک
نہین ہے جسمین خیالِ عسس کی گنجایش

بہار آئی ہے اس زور سے وقار امسال
رہی نہ باغ مین اصلا قفس کی گنجایش

گُل ترے رُخ سے ہے بہار فروش
ہاتھ سے ہے صبا نگار فروش

سُرمۂ چشم چرخ ہو جو صبا
اُسکے کوچے کی ہو بہار فروش

کون نقصان پذیر رکھے شے | اُنکا فقرا اک ہے شکار فروش
یاد رکھیے یہ حرفِ حق منصور | کہ الف ہے انا کا دار فروش
ہاتھ پستان پہ غیر کا پہونچا | آپ بھی اب ہوے انار فروش

چشم بد دور گوندھ کر گلِ اشک
ہوئی چشم وقار ہار فروش

بھڑکے دل کی مرے اگر آتش | پھر سقر کی نہ کھنچے سر آتش
یون ہے آزارِ عشق دلمین نہان | جیسے پتھر مین ہے شرر آتش
اُسکی تلوار کی جو دیکھے آنچ | کانپے کہ اُٹھے الحذر آتش
مین وہ ہون سرد دل جو چھو کر دون | برف ہو جائے شعلہ ور آتش
عشق کی آگ مجکو ہے گلزار | ہے سمندر کا خاص گھر آتش
ابروِ دلکشا گلال آلود | دل جلون کو ہے نعل در آتش

ہین غزل مین وقار مضمون گرم
کہ ہے دخمہ مین جلوہ گر آتش

میرے سینہ کو داغ ہے مخصوص | بہرِ خانہ چراغ ہے مخصوص
گیسوؤ خط سے ہو گیا ظاہر | ضد کو طوطے کے زاغ ہے مخصوص
یون گلی یار کی ہے میرے لیے | جیسے بلبل کو باغ ہے مخصوص
ہجر مین ہے کباب لختِ جگر | چشمِ تر کا ایاغ ہے مخصوص
کیون نہ سونگھون ہر ایک گل کی بو | اپنے گل کا سراغ ہے مخصوص
تازہ کرتی ہے جان بوے یار | عطر بہرِ دماغ ہے مخصوص
دل گرفتہ ہے غنچہ وار اے گل | واسطے میرے باغ ہے مخصوص

حُسن سے کہہ وقار عشق کا حکم

بر سوالان بلاغ ہے مخصوص

عام سب محبوب ہین اور ساقیِ گلفام خاص
خاص قولِ خاص ہے یہ نیز قولِ عام خاص

عام چلتی چکیان افلاک پر ہین رات دن
پیسنے کو ہے ہمارے گردشِ ایام خاص

عارض و گیسو کو اُنکے کیون نہ ڈھونڈون روز و شب
وہ بنارس سحر ہے یہ اودھ کی شام خاص

قبر مین بھی چین کب ممکن ہے اسکے ہاتھ سے
دل ہے پہلو مین ہمارے دشمنِ آرام خاص

عشق کے اول ہے ذلت اور آخر مرگ ہے
عام یہ آغاز اسکا اور وہ انجام خاص

زلف پیچا پیچ میگون ساقیِ بدمست کی
پھانسنے کو میرے مرغِ دل کے ہے گلدام خاص

چشم پر اُسکے جو بادامِ سیہ ہے اے وقار
جب چڑھی عینک تو ہے پھر وہ گلِ بادام خاص

ہمسے رکھتا ہے وہ صنم اخلاص
رکھتے ہین اُسکے غم سے ہم اخلاص

قد سے رکھتی ہے راستی اُلفت
اور زلفِ سیہ سے ہم اخلاص

ہے یہ زنار سبحہ سے ظاہر
رکھتے ہین کفر و دین بہم اخلاص

ورد ہر دم ہے قل ہو اللہ کا
تا بڑھے اُنکا دمبدم اخلاص

جو نہ دے بوسہ اور کہے کہ دیا
اُس سے ہوتا ہے متہم اخلاص

تیرِ مژگان سے تیرے رکھتا ہے
مو بمو آہوِ حرم اخلاص

جانتا ہے خداے پاک وقار
اُنکا یہ جھوٹ سچ قسم اخلاص

غیر سے بیش ہمسے کم اخلاص
یہ بھی ہے اُنکا مغتنم اخلاص

خار کو آبلون سے ہے کاوش
اُنکو اُنسے ہے ہر قدم اخلاص

ہاے سمجھے تو سمجھے پھپلے کو
شمع و پروانہ مغتنم اخلاص

خط کو اُنکے نہو جو خونِ دل
کیا رقم سے کرے قلم اخلاص

وصل مین ہجر کی ہے کیفیت
اے وقار انکا ہے ستم اخلاص

جو برق وار کرے سر پہ تیغ قاتل رقص
قضا کا پانون پہ ہو میرے مثل بسمل رقص

گیا جو سیرِ چمن کو وہ رشکِ گل میرا
صبا بکھر گئی کرنے لگے عنادل رقص

خیال ہے ترا سینہ مین کودتا ہے دل
مگر ہے ناقۂ لیلے کا زیر محمل رقص

زمین پہ انس فلک پر ملک کی ہے بُری گت
تمہارے رقص پہ کرتا ہر اک کا ہے دل رقص

جو کھولا زلفِ مسلسل کو تم نے دریا مین
تو موج کی طرح کرنے لگے گا ساحل رقص

نصیب مین جو خوشی ہے تو عید قربان کو
کرینگے ہم تری قربانیون کے شامل رقص

جو گائے کوہ پہ فرہاد اس غزل کو وقار
تو مثل قبلہ نما کر اُٹھے ہر اک سل رقص

ہے قلزم دل کی آرزو غواص
رکھتا ہے نفس دراز غواص

عشاق کے خونِ سر مین یکسر
قاتل کی ہے تیغ ناز غواص

ہو آنکھ نہ بحر فکر مین وا
رکھتا نہین چشمِ باز غواص

ہے مسلکِ حُسن و عشق دیگر
محمود ہے بحر ایاز غواص

مضمون پہ وقار کو ہے غرا
کرتا ہے گہر پہ ناز غواص

جب رقیبون کو ہو نہ زر سے فیض
پھر ہو کیا وصلِ سیمبر سے فیض

آگیا بال شیشۂ دل مین
یہ ہوا الفتِ کمر سے فیض

اشک سے یون ہے ابروے چشم
جس طرح سیپ کو گہر سے فیض

سچ ہے حرکت کے ساتھ ہے برکت
طالب زر کو ہے سفر سے فیض

پیر گردون کی چشم تنگ ہوئی
جیسے پایا تری نظر سے فیض

گہ قفس مین ہون گاہ دام مین ہون
یہ ہوا اپنے بال و پر سے فیض

شکر لب سے مورِ خط محروم
ہو نہ بلبل کو گل کے زر سے فیض

گرد سُرمہ غبار کوچہ ہے
راہ کو ہے ترے گذر سے فیض

دل نے رسوا کیا وقار مجھے
مین نے پایا ہے اپنے گھر سے فیض

سمجھے ہون کی بندگی ہر عشق باز فرض
بندہ کے واسطے ہے خدا کی نماز فرض

روشن فروغِ دل سے ہو تارِ نفس ابھی
عاشق جو سمجھے شمع سان سوز و گداز فرض

رہتا ہے قیس دشت مین فرہاد کوہ پر
لازم نشیب عشق مین ہے اور فراز فرض

کیسی جفا کہان کی وفا شکر و شکوہ کیا
واجب ہے اُن پہ ناز تو ہم پر نیاز فرض

پتھر مین آگ لوہے مین گل جسطرح نہان
عشاق کو ہے اسطرح اخفاے راز فرض

خون جوش کھا رہا ہے شہیدانِ ناز کا
پھرتا نہین ہے اب تہ دامن دراز فرض

مشکین کسی ہین گیسوے مشکین نے اے وقار
سمجھے ہے قتل نرگس جادو طراز فرض

گرچہ چلتی نہین ہے میری نبض
تم چھوو تو ابھی ہے چلتی نبض

میری میت کا ہاتھ تھام کے وہ
بولے اسکی ہے اچھی خاصی نبض

تیرے عاشق کی ہے گھڑی ساعت
اب کہان کی شفا کہان کی نبض

ہو گیا خود طبیب کو سکتہ
تیرے عاشق کی جب نہ پائی نبض

گرچہ مردہ ہون مین جو تم دیکھو
ہے ابھی پھر حضور چلتی نبض

اُنکے بیمار کی مسیحا نے
دیر تک ہاتھ سے نہ چھوڑی نبض

تھا جو عاشق کمر کا اُنکی وقار
نہین ملتی کسی کو اسکی نبض

خود غلط وہ قول و فعل اونکا غلط
خط غلط انشا غلط املا غلط

رو دیا سچے جھوٹے کے حضور
جو صحیح و راست تھا ٹھہرا غلط

دیر کی لی راہ مسجد چھوڑ کر
عاشق بت کر گیا رستا غلط

بات پیشانی کی پیش آتی ہے یار
ہو نہ قسمت کا کبھی لکھا غلط

خط ہے طوطی آئینہ ہے روے یار
اے وقار اسمین نہین اصلا غلط

بیت تازہ کا ہو دل سے جسطرح مضمون محیط
خط پشت لب کی خوبی دہر کے ہو یون محیط

وشت مین جب روئے غم مین ہم ترے اے بحر حسن
آب گریہ ہو گیا ہے صورت جیحون محیط

گرد ناقہ کے ترے اے لیلی محمل نشین
ہے بگولا یہ کہ خاک حضرت مجنون محیط

چھا گئی دو پہر مرے یون یار کی زلف سیاہ
جس طرح سطح زمین پر ہو گیا گردون محیط

جس طرح ہو گرد عامل اسم اعظم کا حصار
یون ہے چشم پرفن دلدار کے افسون محیط

غفلت سرشار سے کہدو ذرا ہشیار ہو
جام و مینا پر ہین اونکے دیدۂ میگون محیط

کارگاہ خلق کو ہمنے جو دیکھا اے وقار
ذرے ذرے پر ہے صنع ایزد بیچون محیط

اگر غم نامہ کی تحریر ہے شرط
تو پھر قاصد بھی خوش تقریر ہے شرط

بہار آئی ہے نکھرا رنگ وحشت
دل دیوانہ کی تدبیر ہے شرط

مجھے اس زلف کی لٹ کا ہے کھٹکا
مسلسل جعد کی زنجیر ہے شرط

خبر اوس بدادا کی کیون خبر لون
مگر الجھی ہوئی تقریر ہے شرط

تم ابرو و مژہ کو پیس رکھو
سپاہی کو کمان و تیر ہے شرط

ادا پر ہے قضا عاشق کی لیکن
نگہ کی کھینچنی شمشیر ہے شرط

کتابی رخ یہ خط کا خاکہ پہ ہو
کلام اللہ کو تفسیر ہے شرط

وقار اُس کے رُخ و گیسو کے غم مین
سحر گہ نالۂ شبگیر ہے شرط

مرغِ دل ہو گیا شکارِ خط
ہے مگر دام سبزوارِ خط

حُسن کی ہے وہان بہار خزان
ہین یہان چبھتے دل مین خارِ خط

رک گئے عاشقانِ حُسن پرست
لگ گیا جب سے اشتہارِ خط

کرتے ہین وہ جو مشق خط غبار
رُخ پہ آیا مگر غبارِ خط

یک قلم سبز نال خامہ ہو
گر لکھون وصف نوبہارِ خط

سبزۂ رُخ کا ایک بوسہ دو
مہر ہی سے ہے اعتبارِ خط

خط کے آتے ہی حُسن چل نکلا
تھا وقار اُسکو انتظارِ خط

یاد سے دل ہے شاد جان محظوظ
ذکر سے ہے ترے زبان محظوظ

تیرا خنجر گلو نواز ہوا
کیون نہ سر ہو سرِ سنان محظوظ

روز و شب اشک و آہ سے میری
ہے زمین شاد آسمان محظوظ

نام کیون غیر کا سُنے وہ شوخ
کیا کرے زاغ کا فغان محظوظ

وہ پریزاد آدمی ہو تم
وصل سے جسکے انس و جان محظوظ

مجکو تو کام نالہ سے شب بھر
گو ہنو اُنکا پاسبان محظوظ

اچھے خوش ہون تری غذا سے وقار
ہو ہما کھا کے استخوان محظوظ

مجکو یون ہے خنجرِ قاتل سے حظ
جس طرح قاتل کو ہے بسمل سے حظ

دین و دنیا سے وہ کیا محظوظ ہو
جو اُٹھاتا عشق مین ہو دل سے حظ

کیون نہ ہیان سے ہو لبِ استاد مند
ہے کریم الطبع کو سائل سے حظ

عاشق عارض ہو گیا گیسو سے خوش
بحر کے ڈوبے کو کیا ساحل سے حظ

رنج و غم بھی عشق کا آسان نہین
اسمین ملتا ہے بہت مشکل سے حظ

شارع و منصور ہین سولی سے شاد
ہر کسی کو ہے حق و باطل سے حظ

لطفِ اُلفت وصل تک ہے اے وقار
روح کو تا زیست آب و گل سے حظ

دل سے ہم رکھتے تھے تیرا حد لحاظ
حد سے زاید ہو گیا تو بدلحاظ

آنکھین نرگس سے ملائین باغ مین
کیا ہوا تیرا صنوبر قد لحاظ

بوریے پر گرچہ ہون بر کرتے ہین
اہلِ ثروت صاحبِ مسند لحاظ

وصل کی شب کھول دو انگیا کے بند
توڑ ڈالو اب بجد و کد لحاظ

شوخ چشمی اے پری ہے شرط وصل
درمیان مین ہے یہ بیجا سد لحاظ

زیر خنجر بھی نہ تڑپون گا کبھی
آدمی ہون ہے مرا مقصد لحاظ

بادۂ وحدت سے ہون مست اے وقار
دل سے کرتا ہے مرا سرمد لحاظ

نہو عاشق کو کیونکر آہ سے حظ
مسلمان کو ہے بسم اللہ سے حظ

بساط انگیز وہ کیون غیر سے ہو
جسے ہو اُس بتِ دلخواہ سے حظ

زلیخا باؤلی جب چاہ مین ہو
نہو یوسف کو کیونکر چاہ سے حظ

جہان تاریک ہے آنکھون مین بے یار
اُٹھے پھر خاک مہر و ماہ سے حظ

چمن مین عین چشم منتظر ہے
یہ ہے نرگس کو تیری راہ سے حظ

ہوا ہے خاک مین ہے مور کا اوج
سلیمان کو مگر ہے جاہ سے حظ

وقار احسنت پر مرتا ہے شاعر
ملے ہے شعر کا اک واہ پر حظ

حُسن شب افروز کی ہے اُنکے وہ پُر نور شمع
جس سے لیجاتی ہے روشن کر کے ضوئے طور شمع

جاؤ بیجا خندہ و گریہ ہے وصل و ہجر مین
ہو گئی پروانہ کے دلکی ایک دن ناسور شمع

روبروئے ساق پائے یار کانپے سر بسر
ورنہ اپنے زعم مین تھی حُسن پر مغرور شمع

شمع انگوری ہو بزمِ ساقیِ بدمست مین
چاہیے گا ہرگز نہ کافوری کوئی مخمور شمع

جیسے دیکھا اُس قمر طلعت کا حُسنِ بے نقاب
شرم سے ہے پردۂ فانوس مین مستور شمع

دیکھکر وہ صبحِ رُخ پیلے پڑے مُنھ فق ہوا
کھینچتی تھی آپ کو گو مہر آسا دور شمع

زخم میرا سوئی کا ہوگا نہ منت کش وقار
داغ کو پروانہ کے ہو مرہم کافور شمع

لو مین اُس رُخ کے ہوئی پروانہ شمع
اپنی خون گرمی کی ہے افسانہ شمع

سحر یک رنگی ہے حُسن و عشق کی
شمع پروانہ ہے اور پروانہ شمع

ہو اندھیرا جبکہ اپنے زیر پا
کیا مرا روشن کرے کاشانہ شمع

یکسر مو ہو نہ وصفِ رُخ بیان
صد زبان ہو گرچہ مثل شانہ شمع

اُسکے خط پر زہر کھایا ہم نے ہے
قبر پر ہے سبزۂ بیگانہ شمع

دانہاے اشک سے زنار مین
ہے پروتی سبحۂ صد دانہ شمع

بیٹھی ہے دلکی لگی سے اے وقار
خاک پروانہ پہ درویشانہ شمع

جب جلے پروانہ رو کر دیتی ہے آواز شمع
ہوگئی ہے سوز عاشق کی سراپا ناز شمع

جبکہ خود پروانہ ہو اپنے گداز دل کا نذر
پھر کہے کس سے زبانی ہائے سوز و ساز شمع

چھا گئی آنکھون مین چربی سر پہ پروانہ چڑھا
گل بنفشہ گون بچھا ہے زیر پا انداز شمع

تا سحر دیکھے نہ ہرگز چہرۂ انجام کو
شام سے جو زلف کا قصہ کرے آغاز شمع

بیسوا شب گردگی خواہش نہین ہے اے وقار

خوش ادائی سے دکھائے گرچہ سو انداز شمع

سوز پروانہ نور دین شمع — تارِ زنار دل نشین شمع
قطرۂ خون زچشم پروانہ — قشقۂ تازۂ جبین شمع
تم بھی دو ایک بوسہ بہر خدا — کہ ہے گلگیر بوسہ چین شمع
دانۂ اشک بو رہا ہے پتنگ — سوختہ گرچہ ہے زمین شمع
میری عرض حیات کا ہے طول — نفسِ تنگ واپسین شمع
آہ پروانہ کا پریشان دود — بن گیا زلف عنبرین شمع
قدرِ مجنون نہوگی میرے بعد — خاک جگنو ہو جا نشین شمع
روز اول سے ہین بہم مربوط — دستِ پروانہ آستین شمع

حق مین پروانہ کے ہے تیر شہاب
اے وقار آہِ آتشین شمع

رکھے گردن سے نہ پھر خنجر نزاع — تیغ مین تن کے نہو جوہر نزاع
حُسن کا کیا زور خط سے چل سکے — کیا کرے شہ جب کرے لشکر نزاع
زلف و گیسو مین ہے اُلجھن موبمو — یہ زمانہ وہ ہے ہے گھر گھر نزاع
کشمکش سے ہے فراق و وصل کے — جسم و جان کے درمیان اکثر نزاع
کیون نہو نظارہ بے آبی کے ساتھ — دل سے رکھتی ہے جو چشم تر نزاع
یاد ابرو مین نہونگے زخم خشک — زلف کو ہے مثلِ مشکِ تر نزاع

مجھسے کیون ہو رنج اُٹھوائے وقار
شیر سے کرتی نہین شکر نزاع

دشمن کے یون ہے حال پہ مہر اسے نگار منع — ناپاک کا ہے جسطرح کرنا شکار منع
جو ہین عقیل کھولتے ہرگز نہین ہین بھید — عاشق کا ہے دہن کے بنانا مزار منع

ممکن نہین کہ آمد و شد باغ کی ہو قطع
پھر کونسا ہے وقت ملاقات اے صنم
سالک ہوا ہمین یا کہ ہو مجذوب کوئی ہو

بلبل کو باغبان کرے گو ہزار منع
شام و صباح منع ہے لیل و نہار منع
دنیا ہے راز عشق کا ہے اشتہار منع

نورِ بصر کو ہاتھ سے کھو بیٹھی چشم تر
کرتے تھے اُسکو گریہ سے ہم اے وقار منع

یار نے رکھا سرِ مدفن چراغ
وہ حسین محتاج آرایش نہین
سینہ مین ہے شمع رو کا سوز ہجر
کاغذِ آتش زدہ فانوس ہے

اے خدا اُسکا رہے روشن چراغ
مہر کا روشن ہے بے روغن چراغ
داغ دل ہونگے پسِ مُردن چراغ
پرسے پروانون کے ہے روشن چراغ

زیر گیسو یون وہ رُخ ہے اے وقار
جس طرح شب کے تہ دامن چراغ

دیدہ ہاے غول ہین میرے بیابانین چراغ
آہ گرم و اشک تر سے مٹ گیا دل کا نشان
سینہ پر داغ مین یون کہنہ و نو داغ ہین
جیسے دریا مین چراغونکی ہو دونی روشنی
انگلیان یکدست اُسکی ہین شعاعِ آفتاب

لالۂ حمرا کے روشن ہین گلستان مین چراغ
واقعی ہرگز نہ ٹھہرے باد و باران مین چراغ
گل کوئی روشن کرے جیسے چراغانین چراغ
اشک کے روشن ہوے یون چشم گریانین چراغ
ہے ید بیضا کفِ موسی عمران مین چراغ

وقت پر ہے قدر و بیقدری ہر اک شی کی وقار
گرمیونمین جانگزا پیارا زمستان مین چراغ

حاصل ہوئی نہ لذت بوس و کنار حیف
ہون موجِ نبضِ بسملِ بیتاب قبر مین
آٹھ آٹھ آنسو روتی ہے اس غم سے شمع قبر

نکلین نہ حسرتین مرے دل کی ہزار حیف
تمثالِ برق ہے رگِ سنگِ مزار حیف
آئے نہ فاتحہ کو بھی تم ایکبار حیف

آیا خیال جنبشِ مژگان جو خواب مین
اک دل پہ میرے لگ گئے نشتر ہزار حیف

سودے نے تیری زلف کے دیوانہ کردیا
نکلا جدھر مین کہتے ہین سب بار بار حیف

بعد از فنا بگولون نے مجھ خاکسار کا
برباد اے صبا کیا مشتِ غبار حیف

ہے مرگ خفتہ پا و دراز عمرِ ہجرِ یار
لاکھ اُنکے ظلم اور یہ اک جانِ زار حیف

جن جن پری رخون کو دیا نقد دل وقار
کھاتے ہین آج کل وہی مجھپر اُدھار حیف

شرمِ شبِ وصال ہے لے گلعذار حیف
میری قفس مین کٹتی ہے فصلِ بہار حیف

تھا خار ہمصفیرون کے سینہ کا مین مگر
اک پھول بھی نہ قبر پہ لائے ہزار حیف

رہتی ہے یاد زلف و رُخ یار صبح و شام
کٹتے ہین کس عذاب سے لیل و نہار حیف

پامال شیب بھی ہوا میرا شباب یار
صحبت ہے پر ہنوز نہ اعتبار حیف

کیا کیا کھلے تھے گل چمن روزگار مین
کھٹکے فلک کی آنکھو مین وہ بنکے خار حیف

تم سے ہزار دوڑتے آتے ہین کیا کرون
کچھ دلبرا نہے اپنا نہین اختیار حیف

اک شوخ ہرزہ گرد کا عاشق ہوا وقار
کھویا ہے اپنے ہاتھ سے اپنا وقار حیف

سر دل ہے زلفِ دوتا کی طرف
مجھے کھینچتا ہے بلا کی طرف

نظر کر کے اپنی خدا کی طرف
جھکا اُس بتِ بے وفا کی طرف

کرے گا خدا جانے کس کس کا خون
وہ مائل ہوا ہے حنا کی طرف

دہن کے ہین عاشق وہ محروم بخت
اثر کا نہو مُنھ دعا کی طرف

کوئی بے چلے ایک دانہ نہ پاے
نظر چاہیئے آسیا کی طرف

قدم رنجہ اُسنے مرے گھر کیا
اثر آپ آیا دعا کی طرف

سبک وضع ہے بوے گل اے وقار

کہ جاتی ہے اُڑ کر صبا کی طرف

میل اُنکا ہوا حیا کی طرف
لَو لگانی پڑی خدا کی طرف

لکھین ہم زلف کو نہ مشکِ خطا
کلکِ صانع نہین خطا کی طرف

کس طرح تیرے پاس جائین ہم
درد جاتا نہین دوا کی طرف

کیون کیا دل نے عشق مژگان کا
کیون گیا ناوک قضا کی طرف

جانبِ زلف جھک گیا گیسو
اور آئی بلا بلا کی طرف

گرچہ قتل اُسنے انتہا مین کیا
ہے نظر اپنی ابتدا کی طرف

جامہ اِس درد سے وقار ہے چاک
ہاتھ اُٹھا نہ اُس قبا کی طرف

مرا شوق اُس گلبدن کی طرف
عنادل کا دل ہے چمن کی طرف

ترے خالِ عارض کی تشبیہ کو
مین دوڑا سہیل یمن کی طرف

ہر اک گل ہے آغوش کھولے ہوے
گئے ہین وہ شاید چمن کی طرف

کٹی وصل کی رات یون بحث مین
مین تِل کی طرف وہ دہن کی طرف

جھکا جو کبھی دستِ زلفِ دراز
تو اُس گل کے سیب ذقن کی طرف

نظر ہے خدائی کی اے جانِ من
ترے لعل شکر شکن کی طرف

ہمہ گوش کہسار فرہاد ہے
وقار اُسکے شیرین سخن کی طرف

ہین مجھے میرے زخم تن تکلیف
دے لپٹ کر نہ اے کفن تکلیف

دشتِ غربت مین روز دیتی ہے
مجکو یادِ شبِ وطن تکلیف

مارِ پیچان کی طرح دیتی ہے
اُسکے گیسو کی ہر شکن تکلیف

لب سے شیرین کے بہتی جوے شیر
کھینچتا کچھ جو کوہکن تکلیف

رات دن وصف زلف و رُخ مین وقار
مین سخن کو مجھے سخن تکلیف

مین کرون دل کو نذرِ نازِ عشق
شکل آئینہ ہے درون و برون
قیس و فرہاد کوہی و دشتی
جسکی آنکھون سے اُٹھ گیا پردہ
جانتے جو نہین نشیب و فراز
جبکہ مجدھار سے بھی ڈوبے وار

مرغ جان ہو جو صید بازِ عشق
جس کسی دل مین ہے گدازِ عشق
خاک پتھر ہوا امتیازِ عشق
وہ ہوا آشنائے رازِ عشق
سمجھین کیا کوتہ و درازِ عشق
پار پھر خاک ہو جہازِ عشق

عشق ناسازگارِ حُسن وقار
حُسن ازل سے ہے کارسازِ عشق

چشمِ تر بحرِ بیکرانۂ عشق
کون لیتا ہے خطِّ آزادی
ہے سواری مین توسنِ سودا
قصۂ حُسن لن ترانی ہے
سُست دل چُست طبع ہوتے ہین
تندۂ پیرہن نہین عاشق

داغِ دل در ہم خزانۂ عشق
ہم نہ چھوڑینگے قید خانۂ عشق
نالۂ تر ہے تازیانۂ عشق
رب ارنی ہے اک فسانۂ عشق
معجزہ ہے مگر فسانۂ عشق
چاہیئے خاک آستانۂ عشق

یہ کسی کا ہوا نہ یار وقار
ہم نے دیکھا بہت زمانۂ عشق

دل ہے عاشق کا تختگاہِ عشق
سر کے بل دل گر گیا یوسف وار
نوک سبزہ ہے نیشِ خار سے بیش

نالہ و آہ ہے سپاہِ عشق
ہر قدم نقشِ پا ہے چاہِ عشق
طے کسی سے ہو خاک راہِ عشق

مُنھ پہ مرہم کے تھوکے گا ہر زخم
کھائی ہے تیغ نے پناہِ عشق

گر گیا چشمِ خلق سے مین وقار
جبسے مجھپر پڑی نگاہِ عشق

رہی منزلِ عشق حد کے گمان تک
ہوا کیا گیا نالہ جو آسمان تک

وعید اور وعدہ مین رکھا ہمین کو
گئے کافر و مومن اُسکے مکان تک

ہوا لقمۂ سگ نہ طعمہ ہما کا
نہ آیا ہمارے کوئی استخوان تک

عبث شکوہ وقفہ کا ہمراہیون سے
نہ پہونچی مری گرد جب کاروان تک

نہ پہونچین گے اک ذرہ اُس مہروش کو
زمین سے اُڑین گو حسین آسمان تک

نہ میت پہ جو آئے مرقد پہ آئین
یہ جائے خبر طفل و پیر و جوان تک

گرے پر وقار اپنے اک اک قفس مین
رہائی نہ پہونچائے گی آشیان تک

ہے یہان فتنہ لقب آفتِ جان ایک سے ایک
صورتِ خوب جہان دیکھو وہان ایک سے ایک

خانۂ چشم و سرائے جگر و منزلِ دل
جسمین چاہو رہو بہتر ہے مکان ایک سے ایک

کوچۂ یار گلستان ہے عنادلِ عُشّاق
نغمۂ شوخ سے دلچسپ فغان ایک سے ایک

خنجرِ یار کے ہین زخم بدن پر جو پڑے
ہے وہ اُس بت کی محبت کا نشان ایک سے ایک

حکم اُس شوخ کا ہے اُسکو اُٹھا دو فی الفور
بزم مین بات کرے کوئی جہان ایک سے ایک

مقتلِ عشق مین تم گنجِ شہیدان دیکھو
ایک سے ایک عیان اور نہان ایک سے ایک

دل بغل مین نہین چھپتا ہے چھپائے سے وقار
ہین نظر باز جو خوبان جہان ایک سے ایک

فنونِ عشق مین فرہاد ہے ایک
ہزارون مین یہی اُستاد ہے ایک

ترے موئے کمر کے کھینچنے مین
خیالِ مانی و بہزاد ہے ایک

نہ توڑو دل کہ ہے کعبہ کا ڈھانا
یہ دو گھر ہین مگر بنیاد ہے ایک

ہزارون ناوکِ مژگان کے ہین صید
تمھاری چشم بھی صیاد ہے ایک

نہین ہے شمع و گل کو تمسے نسبت
کہ ہے اک سوختہ برباد ہے ایک

مقفل کاروان مین ہے لب داد
جرس کی بس یہی فریاد ہے ایک

شکایت اے وقار اُسکی عبث ہے
کہ لاکھون مین ستم ایجاد ہے ایک

مجنون کے غم مین دشت نے دامان کیا ہے چاک
موجِ سراب نے بھی گریبان کیا ہے چاک

جوشِ جنون مین ہاتھ اگر اُٹھ گیا کبھی
یکدست جامۂ تنِ عریان کیا ہے چاک

مانند شانہ ارۂ غم دل پہ کھینچکر
دل بھرِ جمع زلف پریشان کیا ہے چاک

تیرے دہن کو دیکھکے دامان گل کی طرح
غنچہ نے اپنی جیب مین پنہان کیا ہے چاک

تہمت عبث ہے عشق زلیخا پہ اے وقار
یوسف کا دستِ شوق نے دامان کیا ہے چاک

رِستا کسی کا دیدۂ پُرنم ہے زیر خاک
ورنہ ہر ایک ملک مین کیون نم ہے زیرِ خاک

آئینہ ہے چراغ سکندر کی گور پر
ہے جام جم کی خاک پہ اور جم ہے زیرِ خاک

غنچہ کی جیب چاک ہے دامن دریدہ گل
لاریب عندلیب کا ماتم ہے زیرِ خاک

بالاے خاک پھرتے ہین جو اینڈتے ہوے
اک روز اُنکو جانا مقدم ہے زیرِ خاک

آئینۂ دورو ہو تختہ زمین کا
جو کچھ ہے خاک پر وہی عالم ہے زیرِ خاک

دل بیخودی کو سونپا ہے ہر جان سپردہ نے
اب کوئی مردہ مردہ سے محرم ہے زیرِ خاک

بیوجہ زلزلہ یہ زمین پر نہین وقار
بیتاب گو ہے عاشق پُرغم ہے زیرخاک

دل سے وہ گلعذار ہے نزدیک
دور کا بھی شکار ہے نزدیک

دور ہے باغ پر شکستہ کو
گو بظاہر ہزار ہے نزدیک

آپ رہتے ہین مجھسے کس لیے دور
گل سے ہر ایک خار ہے نزدیک

پانون رکتا نہین ہے رونے سے
غالبًا کوئی یار ہے نزدیک

دل سے بعد اُسکا چشم سے ہے قرب
یار ہے دور وار ہے نزدیک

گو نہ کچھ کہیے آپ آئیے گا
لب سے جانِ فگار ہے نزدیک

پا بزنجیر قیس ابھی سے ہو
روزِ فصلِ بہار ہے نزدیک

عہد منصور و شمس مین نہین بعد
دورۂ گیر و دار ہے نزدیک

یار ہو پاس اور غیر ہو دور
وہ زمانہ وقار ہے نزدیک

وہ نہین چشم جو نہین نمناک
وہ نہین سینہ جو نہو صد چاک

وہ نہین دل نہین ہے جسمین غم
وہ نہین سر نہین ہے جسپر خاک

وہ نہین تیغ جو نہین جوہر
وہ نہین شوخ جو نہین سفاک

وہ نہین آنکھ ہو نہ جسمین شرم
وہ نہین ہے نظر نہین جو پاک

وہ نہین دست ہو نہ جسمین گل
وہ نہین قد کہ جو نہو چالاک

وہ نہین رُخ نہین ہے جسپر خط
وہ نہین باغ ہو نہین جہان تاک

واقعی ہے یہ اصل بات وقار
وہ نہین ہے نہین جو اُس پہ ہلاک

خاک پہونچی نہ اُسکے دامان تک
ہاتھ گیا جائے گا گریبان تک

کب تسلی ہو دل کے جانے سے
جان جب تک نجائے جانان تک

عہد مین تیرے اے کمان ابرو
تیر باران ہے آب پیکان تک

سبزۂ خط کا لب پہ ہے آغاز
خضر پہونچا ہے آبِ حیوان تک

قبر مجنون کا باندھ کر احرام
ہم برہنہ گئے بیابان تک

تیری شمشیر ناز ذبح کرے
کاش بچ جاؤن عید قربان تک

کیون نہ جنت ملے گی ہمکو وقار
جبکہ پہونچے بہشت سلطان تک

اشک تر سے زمین ادھر ہے تنگ
آہ سے آسمان اُدھر ہے تنگ

تیرے بیمار چشم کا احوال
کل سے بھی آج سر بسر ہے تنگ

دل مرا آنکھ مین کھٹکتا ہے
کسقدر یار کی نظر ہے تنگ

چشم و لب کی تری و خشکی سے
وضع پر اپنی بحر و بر ہے تنگ

کفر گیسو نہ دین رُخ ہے فراخ
شام تنگ اپنی ہے سحر ہے تنگ

غیر ممکن گذارِ پیکِ خیال
کوچۂ آمد خبر ہے تنگ

کیا وقار آئے وہ سلیمان جاہ
مور کا سا ہمارا گھر ہے تنگ

جام سے کیون رہے شراب الگ
ماہ سے ہو نہ آفتاب الگ

ماہ روشن ہے شمع بے فانوس
کیون نہ رُخ سے رہے نقاب الگ

لطف سنبل کا ہے پریشانی
زلف سے کب ہو پیچ و تاب الگ

دون مین تشبیہ ماہِ نو سے کیا
وضع مین اُس سے ہے رکاب الگ

جب سے دیکھا ہے خواب مین اُسکو
آنکھ سے ہے وقار خواب الگ

پایا وہ عقیقِ جگری نے نہ ذہبی رنگ
ایجان جو ہے لب کا تمھارے جگری رنگ

خفتہ رہے بیدار نہو خون ہمارا
اے ترک ترے تیر کی بگڑے نہ سری رنگ

ہے سبز نہ وہ سُرخ نہ وہ زرد و سیہ ہے
سب رنگ مین ہے آب مگر لب سے بری رنگ

پیسی ہوئی رفتار کی ہے چال ہزار ون
کیا اپنا جمائیگا وہاں کبک دری رنگ

جلوہ سے ترے دل ہے مرا شہر طلسمات
کیا مُنھ ہے کہ یہ پائیں کبھی حور و پری رنگ

منت کشی پھر مرغ و کبوتر کی کروں کیوں
جب اُڑ کے ہمارا ہی کرے نامہ بری رنگ

آئیگا وقار آپ خبر لینے وہ کافر
لائے گی کسی روز مری بیخبری رنگ

سبزۂ خط سے ترے سبزۂ صحرا ہے تنگ
گیسوئے پُر پیچ سے موجۂ دریا ہے تنگ

جنبشِ لب نے ترے کام نیا وہ کیا
کشورِ اعجاز میں جائے مسیحا ہے تنگ

وسعت عالم میں بھی دل نہ مرا وا ہوا
کنج قفس میں مگر بلبل شیدا ہے تنگ

بولو ہنسو جان من بیٹھو اُٹھو چپ نہو
کھول کے دل کو ملو عرصۂ دنیا ہے تنگ

غیر خموشی نہیں جائے سخن اے وقار
غنچہ کا گویا دہن یار نے پایا ہے تنگ

چیچک کا اُسکے رُخ پہ ہے ایک ایک داغِ گل
اُسپر یہ طرہ ہے کہ ہے محسود باغ گل

وہ غنچہ لب جو سیر بہار چمن کو جائے
بھر کر گل گلاب سے لائے ایاغ گل

دزد حنا جو دست نگارین میں تیرے پائے
بلبل سے کس طرح نہ چرائے دماغ گل

ابر سیاہ زلف سے چمکے جو برق حُسن
موتی کی روشنی کا ابھی ہو چراغ گل

عارض پہ تیرے تل کے نہیں متصل بدم
بیٹھا ہے لیکے چونچ میں چشمے پہ زاغ گل

تیری ہوا نے غنچۂ دل کر دیا ہے تنگ
کی گل نے عندلیب کی شمعِ فراغ گل

کھلتا نہیں ہو نہیں کہ ہیں ہاتھو نہیں اُسکے پھول
لائے ہیں تازہ شاخچہ سروِ باغ گل

دیکھا جو خندہ ریز لب اُس شوخ کا وقار
چاکِ جگر کا پا گیا اپنے سراغ گل

اوج پر ہے مگر ستارۂ گل
کہ ہے وہ ماہ اور نظارۂ گل

خوابِ راحت مین کس مزہ سے ہے / غنچہ طفلِ شیر خوارۂ گل
ہوش غارت ہوا ہے بلبل کا / زور ہے مستی گذارۂ گل
کیون مزاج آشنا نہو بلبل / کہ سمجھتی ہے وہ اشارۂ گل
گوہر اشک تم بھی مجھ سے لو / آب شبنم ہے گوشوارۂ گل
لائی بلبل ہے دانۂ شبنم / بہرِ تسبیح استخارۂ گل
منھ کا چھینٹا سرشک بلبل ہے / برق ہے گرمیِ شرارۂ گل
چاک دل بلبلون کا ہو پیوند / گر ملے جیب پارہ پارۂ گل

ہے ہوا دار اے وقار صبا
شاخ نازک ہے گاہوارۂ گل

گل کہان بیچاری بلبل اور کہان بیچارہ گل / آج بلبل دید کر لے باغ کی نظارہ گل
خالی از شر یہ چٹکنے کی صدا ہرگز نہین / صبحدم کرتا ہے اپنے کوچ کا نقارہ گل
غنچہ جب تک چپ رہا ہر طرح خاطر جمع تھی / خندۂ مفرط نے لیکن کر دیا آوارہ گل
ظاہرا باطن سبک تھا کچھ گرانی آگئی / ہوگیا بلبل کی جانب سے جو سنگِ خارہ گل

کیون نہ گذرے دمبدم بلبل کا پرچہ اے وقار
رکھتا ہے بادِ صبا کا باغ مین ہرکارہ گل

وہ غنچہ دہن ہے گلستان کا گل / و لیکن گلستان رضوان کا گل
ہوا باد دامن سے اُس شوخ کے / چراغ آج گورِ غریبان کا گل
گئے سیر کو وہ تو یہ گل کھلا / کہ پتایا اک اک گلستان کا گل
ادھر داغ سے سینہ رشک چمن / اُدھر لختِ دل شاخ مژگان کا گل
بظاہر تھا گو خار سا زار قیس / مگر عشق کے تھا بیابان کا گل
وہ ہے بزم خوبان مین یون منتخب / کہ چیدہ ہو گلچین کے دامان کا گل

مین ہون بلبلِ باغِ فکرت وقار
ہراک شعر دیوان گلستان کا گل

جو لڑ کر آنکھ سے اُسکی بچا دل
سلامت کوچۂ مژگان مین تھا دل

ہمارا فاتحہ تو دے گیا دل
کہ عاشق اُس ستمگر کا ہوا دل

ہمانا سامنا ہے موت کا وصل
کہ موسمِ گل کا ہے مرگِ عنادل

نسیمِ عشق نے اُس سروِ قد کے
چراغِ صبح سان گل کر دیا دل

لیا ہے اک لبِ شیرین کا بوسہ
اُٹھاتا ہے مزے ہردم مرا دل

جو بیٹھا ایک دم محفل مین تیری
زمانہ سے بس اُسکا اُٹھ گیا دل

ہوا مرغِ غزلخوان دام مین قید
ہمارا زلفِ پیچان مین پھنسا دل

اگرچہ سہل ہے لیکن ہے دشوار
کہ ہو دل سے تمہارا آشنا دل

کرینگے کیا دوا عیسیِٔ مریم
وقار اپنا ہے دردِ لا دوا دل

نہین ہے آئینۂ رُخ پہ تیرے مشکین خال
حلب کے ملک کا حاکم مگر ہوا ہے بلال

پٹک دون آبِ بقا سر پہ خضر کے فی الحال
پلائے ساقیِ بدمست گر شرابِ وصال

تمام شب مرے سینہ پہ سانپ لوٹین گے
رہا جو گیسوئے پُرپیچ کا تمہارے خیال

جمال و حُسن کا دعویٰ جو گل چمن مین کرے
صبا طپانچون سے مُنھ اُسکا کر دے فوراً لال

رہی جو صورتِ عشرت یہی رقیبون سے
ضرور ہے کہ ہو باہم ہمارے تیرے ملال

یہ مُنھ ہے آینہ کا دے نظیر صورت کی
جمال و ناز مین ہرگز نہین تمہاری مثال

مبادا ہو نہ کہین تشبیہ سایۂ خورشید
نہا کے کوٹھے پہ سُکھلا نہ اپنے سر کے بال

نہال سرو گلستان مین کیون ہے کیا جانے
نہ پایا آپ کا قامت نہ پائی آپ کی چال

پلائی تجکو جو گھٹی جھنانے بچپن مین
وفا نے دستِ مبارک سے میرا کاٹا نال

عوض مین رنگ کے اُچھلے کا خون ہوئی مین
ملا جو آپ کے رخسار پر عدو نے گلال

برنگ سبزہ رہیگا نہ تیرے کوچے مین
دلِ وقار ہوا مفت اے صنم پامال

گلشن مزار بلبل و ماتم سرائے گل
اے ہاے ہاے بلبل واے واے گل

ایجان حُسن و عشق مین ہم تم ہین دونون ایک
گُل ہے براے بلبل و بلبل براے گل

پروانون مین ہے شمع کی یہ بے حمیتی
بلبل کا آشنا ہوا آشنائے گل

دھانی لباس پہن کے ایجان تم چلو
ہے موج شعلہ لال بھبو کا قبائے گل

خواہش نے اُنکی مار دیا جان سے مجھے
بلبل کے حق مین بوگئی کانٹے ہوائے گل

عصمت کا جامہ گرچہ بقول ہزار ہو
صد پارہ دیکھتا ہون ولیکن ردائے گل

معشوق ہے وقار کا عاشق وقار کا
گل ہے بجائے بلبل و بلبل بجائے گل

شبنم ہزار کرتی رہے شُست و شوئے گل
تیرا سا زینہار نہو رنگ و بوئے گل

تشبیہ تیرے روے عرقناک سے مین دون
شبنم کی ایک بوند پہ ہے آبروئے گل

یوسف کے پیرہن مین اگر بو ہوئی تو کیا
اُس رشک نوبہار کے سایہ مین بوئے گل

شبنم کا دانہ رُخ پہ مہاسہ کی ہے نظیر
گریہ کا ہے مقام کہ خندان ہے روئے گل

آیا تھا جتنا دیر مین اُتنا گیا شتاب
نکلی نہ کچھ امید نہ کچھ آرزوئے گل

غیرون کا ہو ہجوم جو گرد اُسکے کیا عجب
بعضے شجر مین خار ہون ہر چار سوئے گل

شبنم نہین ہے گریہ بلبل سے باغ مین
ہے اے وقار گریہ گرہ در گلوئے گل

فصل گل آئی ہے وردِ بلبلان ہے نام گل
ساقیا بھر کر شرابِ سُرخ سے دے جام گل

لال ڈورے چشم ساقی کے ہوے زنجیر پا
ہے رگِ گل برگ ہر عندلیبان دام گل

پیچ

باغ سے گلبرگ و نکہت لائے گر باد صبا
ہو اسیرانِ قفس کو نامہ و پیغام گل

پختگی کی حُسن مین ہے یار کے دیکھی روش
ہے خیالِ بلبلِ نادان مین رنگِ خام گل

تیری غیرت سے قبا ہے پیرہن سینہ ہے چاک
گرچہ ہے صد مایۂ جانِ بہار اندام گل

یون بہارِ وصل ملحق ہے خزانِ ہجر سے
ہے برابر جسطرح آغازِ گُل انجام گل

مہد کی صورت ہے غنچہ طفل بو ہے اے وقار
دایۂ بادِ صبا ہے شاخِ بے آرام گل

مرے یوسف مہ کامل کیا تو نے مجھے بسمل
تری فرقت مین پیارے دل بہلجاے یہ ہے مشکل

تری شمشیر فرقت کے جگر پر زخم ہین اتنے
کہ رکھنے کی نہین اک تل جگہ باقی کہین قاتل

نہ لیتے نام اُلفت کا کوئی اتنا جو کہدیتا
کڑی ہے عشق کی منزل سمجھکر پانون رکھو غافل

شرابِ وصل کے ساغر بہم خلوت مین اے دلبر
پیین ہم تم اگر مل کر تو غنچے دل کے جائین کھل

ستم دوری کے کیون سہتے یہ اشک آنکھون سے کیون بہتے
دل اپنا اے وقار اُس سے نہو جاتا اگر مائل

چو باد زلفِ کسے کار دارم
مصاریع پیچان درا شعار دارم

تہی دست مردم گران جنس شعرم
چرا دکہ در کوو بازار دارم

ہوا ایم ہمان ریزۂ سنگِ کویت
ز در ہم غرض نہ ز دینار دارم

شب و روز از موجۂ اشک گلگون
جبین و مہ و مہر گلنار دارم

وقار آسمان ساکن از شرم گردد
زمین سخن بسکہ سیار دارم

اُسی کافر صنم کو جسپہ تھے سو جان سے مرتے ہم
لے آئے اپنے گھر اللہ بسم اللہ کرتے ہم

دم آخر ہوا اس حسرتِ اول کا خون دلمین
کہ آتا کھینچکر وہ تیغ سر پانون پہ دھرتے ہم

نہین دم کا بھروسا خمکدہ مین بحر ہستی کے
فقط اک جام مے پر کیا حباب آسا اُبھرتے ہم

ملاتا خاک مین گردون سراسر پائمالی سے
مثال سبزۂ نورس زمین سے جو اُبھرتے ہم

جو آتے وہ تو دیتا نذر یہ ناز و نیاز اپنا
کہ شادی مرگ کرکے جان سے اپنی گذرتے ہم

وہ آہ و نالہ و فریاد و افغان سے جو خوش ہوتا
تو ہر دم اُسکی خاطر اور بھی کیا کیا نہ کرتے ہم

نہ دکھلاوے راحت اے وقار الفت مین اُس بت کی
نہین بھرتے ہین آہین ہین کیے کو اپنے بھرتے ہم

نہ چھوڑینگے قدم اے دلربا ہم
گذر جائین نہ اپنے سر سے تا ہم

سمجھتے عید ہین تیری جفا ہم
وفاداروں مین ہین اے بیوفا ہم

جو پائی غیر پر کل تمنے ڈالا
گئے آب خجالت سے نہا ہم

تمہارے لب کے بوسہ مین ہین پاتے
سدا قندِ مکرر کا مزا ہم

گل خوشبو ہین وہ کوچہ چمن ہے
مگر ہین بلبلِ نغمہ سرا ہم

ندو تم بوسہ ہم نے تو دیا دل
نہین ہین تم سے مطلب آشنا ہم

بغل مین غیر کی بیٹھا جو وہ بت
تو اُٹھے حرفِ صد پہلو سنا ہم

جو نکلے منزلِ رشکِ قمر سے
تو آئے مہر سے رو بر قفا ہم

وقار آیا وہ آگے ابتدا مین
جو سمجھے عشق کی تھے انتہا ہم

جو دیکھے کوئی تو کس جا نہین ہم
مگر ہین ساری دنیا مین ہمین ہم

ہوے یا ہم ہین عکس و آئنہ وار
وگرنہ تم کہین تھے اور کہین ہم

زمانہ سے ہمارا اُٹھ گیا دل
ہوے جب سے تمہارے ہمنشین ہم

تن گردون پہ ہون اختر پھپھولے
جو کھینچین شب کو آہِ آتشین ہم

کف دریا کا دھوکا ابر پر ہو
اگر رو کر نچوڑین آستین ہم

غزل کے کیون نہون مضمون فلک اوج
نئی کرتے ہین پیدا اک زمین ہم

وقار اُسکا جہان نقش قدم ہو
سمجھ کر سجدہ گہ رکھین جبین ہم

کرتا ہون وصف یار کے تحریر صبح و شام
پھرتی ہے میری آنکھون مین تصویر صبح و شام

سینہ ہمارا خانۂ زنبور ہو گیا
مارے ہین اک نگاہ نے جو تیر صبح و شام

سودے مین تیرے سلسلہ جنبان جنون کا ہون
غل میرے پاس کرتی ہے زنجیر صبح و شام

لے جاتے ہین حسین مری خاکِ سوختہ
بٹتی ہے کوے یار مین اکسیر صبح و شام

میری شکست وپست کی عارض سے کرتی ہے
سرگوشیان وہ زلفِ گرہ گیر صبح و شام

بیمارِ روز رو و شبِ زلف کا مین ہون
کیونکر ملے نہ مُشک و طباشیر صبح و شام

تعجیل روز و شب ہے یہان وصل کی وقار
لیکن وہان ہے منظرِ تاخیر صبح و شام

خط کے آگے نہ اُٹھے روے گل اندام کے دام
چل گئے حُسن کے دو روز مگر چام کے دام

بدلے پیسے کے روپے بادہ گلگون کے دیے
نیک جا صرف ہوے جامۂ احرام کے دام

آپ اپنی نہ کہین سیبِ ذقن کی ورنہ
پختہ اُٹھتے نہین ہرگز ثمر خام کے دام

رُخ پہ قربان کیا تیرے زرِ کشورِ روم
زلف پر صدقے کیے مملکتِ شام کے دام

بوسۂ چشم کا جی مول ہے بیعانۂ دل
اُٹھے بادام سے زاید گلِ بادام کے دام

گرچہ اک بوسۂ و دشنام مین ہے نفع و ضرر
سود پھر اسمین یہ ہے ہون جو کھرے دام کے دام

کون صورت ہے وقار آج بچے طائرِ دل
دو طرف پھیلے ہین اُس زلفِ سیہ فام کے دام

ساقی ہے مے ہے ساغر و مینا ہے اور ہم
مطرب ہے نے ہے سیر و تماشا ہے اور ہم

عشقِ کمر مین حال یہ اپنا ہوا عیان
پنہان نگاہِ خلق سے عنقا ہے اور ہم

ابرو نے تیغ کھینچی ہے باندھا ہے زلف نے
ان ظالمون کی سختی بلوا ہے اور ہم

ہم ہین غلام خال چبائے ہین کاے تل
بہاگین گے کیون وفا سے اب آقا ہے اور ہم

ہر شب خیال زلف مین رخصت ہے خواب کی
ہر روز یادِ عارضِ زیبا ہے اور ہم

آیا اگر عیادتِ اغیار کو کبھی
پھر دیکھیو وہ رشکِ مسیحا ہے اور ہم

ظرفِ وضو کیا ہے کدوے شراب کو
ماتھے پہ ایک داغِ مصلا ہے اور ہم

ہر ایک کا گذر نہین صحراے عشق مین
ہان ایک قیس بادیہ پیما ہے اور ہم

خشکی لبون کی دشت تری چشم کی ہے بحر
ہردم وقار اپنا تماشا ہے اور ہم

بے تیغ آج بزم مین قاتل ہے اور ہم
دل جلوہ گاہِ حالتِ بسمل ہے اور ہم

یارب اثر نہ رُخ کرے صحبت کا اس طرف
دن رات کی مصاحبتِ دل ہے اور ہم

سودا ہے سر مین ڈھونڈھیے دل اُسکی زلف مین
تاریک شب ہے اول منزل ہے اور ہم

اُس سنگدل کے ہجر مین دق ہو کے زندگی
بھاری سے بھاری چھاتی پہ اک سل ہے اور ہم

چھُٹنے کی زینہار سرِ مو نہین امید
اک زلف کا خیال سلاسل ہے اور ہم

اُنکو نہین [illegible] ہماری طرف نہو
دل اپنا ایک عمر سے مائل ہے اور ہم

یا زلف موجِ بحرِ محبت کی شانہ تھی
یا مثل مردہ اب لبِ ساحل ہے اور ہم

بھر بھر کے منھ وہ گالیان دیتے ہین دونون کو
دل اُنسے نقد بوسہ کا سائل ہے اور ہم

لیلی وشون کا وصف جو لکھا ہے اے وقار
ہر ایک شعر مین سر محمل ہے اور ہم

دستِ جنون مین آج گریبان ہے اور ہم
کُل دشتِ ہولناک کا دامان ہے اور ہم

جس روز سے خیال ہے مژگان یار کا
سینہ مین دل کی جا سرِ پیکان ہے اور ہم

فصلِ بہار و جام و صراحی ہے اور وہ
زنجیر و طوق و خانۂ زندان ہے اور ہم

صحرا نوردی آبلہ پائی جنون کا ساتھ
دامن کشی و خار مغیلان ہے اور ہم

وحشت کی نیک اختری بخت سیاہ ہے ‏— کحل سواد چشم غزالان ہے اور ہم
جسکے کمان ابرو مین زہ ہے مژہ کا تیر ‏— دل اسکے ناز و عشوہ کے قربان ہے اور ہم

پروانے جل جلا کے ہوے خاک اے وقار ‏— اب بزم مین وہ شمع شبستان ہے اور ہم

تنہا سحر سے شام تک اب گھر ہے اور ہم ‏— از شام تا بہ صبح ترا در ہے اور ہم
اس سے کہ اسکو کہتے ہین عاشق کا نامہ بر ‏— شوقون مین ایک شوق کبوتر ہے اور ہم
وہ دن گئے شباب کے پہلو مین یار تھا ‏— پیری کی پائمالی سے بستر ہے اور ہم
دن بھر ہے یار آئنہ مین محو دید رخ ‏— شب بھر خیال زلف معنبر ہے اور ہم
خالی دماغ بحر جہان مین ابھرتے ہین ‏— مثل حباب زندگی دم بھر ہے اور ہم
سرمہ کا ڈورا یار کا پھرتا ہے آنکھ مین ‏— شب بھر مطالعہ خط ساغر ہے اور ہم
کھائی ہے گرچہ اسنے قسم قتل عام پر ‏— اب خاص صلح و جنگ مقدر ہے اور ہم
چشم و نگاہ و ابرو و مژگان ہین اور وہ ‏— تیغ و عنان و دشنہ و خنجر ہے اور ہم

بوسہ لیے بغیر نہ چھوڑینگے اے وقار ‏— گو آج اسمین کچھ ہو وہ دلبر ہے اور ہم

دن کو اسکے روے روشن پر نظر رکھتے ہین ہم ‏— رات کو زلف پریشان کی خبر رکھتے ہین ہم
سرمۂ دنبالہ دار انکا ہے خط خوش سواد ‏— عین خونی جان کر مد نظر رکھتے ہین ہم
بحر غم مین قطرہ آنسو کا ہے کشتی حباب ‏— ہان بجاے بادبان دامان تر رکھتے ہین ہم
مو بمو سوداے گیسو مین ہے گو ابتر دماغ ‏— اپنا صندل سے چھپاے دردسر رکھتے ہین ہم
داغ دل گو بحر غم مین کم نہین گرداب سے ‏— خوف تیرا لیکن اے موج خطر رکھتے ہین ہم
کیون نہ سرمہ در گلو اس غم سے ہون مثل جرس ‏— پیش خاطر میل صد میل سفر رکھتے ہین ہم
[illegible] ‏— [illegible] رکھتے ہین ہم

عشق کی منزل مین بجز وصل ہے برقِ شراب
دشت غم کا بھی خودی کو راہبر رکھتے ہین ہم

داغ سینہ کے ہے نیچے زخم ابروائے وقار
ہین سپاہی تیغ کو زیرِ سپر رکھتے ہین ہم

موبمو گیسوے پیچان کی خبر رکھتے ہین ہم
یک سراسر سنبلستان کی خبر رکھتے ہین ہم

گو نہو مطلق ہمارے دل کی جانان کو خبر
شوق دل سے اپنے جانان کی خبر رکھتے ہین ہم

چشم سے آیا مژہ تک اور مژہ سے تا زمین
گریہ مین بھی اشک غلطان کی خبر رکھتے ہین ہم

توتیا ہوگا غبارِ دیدۂ مشتاق کا
اسلیے اُس گرد دامان کی خبر رکھتے ہین ہم

ہر طرح خاطر غمِ دلدار کی منظور ہے
میزبان ہین اپنے مہمان کی خبر رکھتے ہین ہم

گو معزز کارکن فرہاد و مجنون ہین مگر
شہر مین کوہ و بیابان کی خبر رکھتے ہین ہم

ہے سوادِ سرمۂ چشم بتان مدِ نظر
ہند مین بیٹھے صفاہان کی خبر رکھتے ہین ہم

آبلون سے پانون کے دیتے ہین ہر اک کو کلاہ
سر بسر خارِ مغیلان کی خبر رکھتے ہین ہم

حال ظاہر پوچھ اپنا اہلِ باطن سے وقار
مور ہین لیکن سلیمان کی خبر رکھتے ہین ہم

پھر حلقہ زن ہے زلفِ گرہ گیر اے صنم
پھر ہو گی کسکے پانون کی زنجیر اے صنم

گالون سے لگنا زلف کا بے سر نہین ہے بات
سرگوشیون مین دل کی ہے تدبیر اے صنم

دن رات صبح و شام ہے گیسو و رُخ کی یاد
پھرتی ہے تیری آنکھون مین تصویر اے صنم

متمنی وصال اگرچہ فراق ہے
پر موت مین ہے زیست کی تقصیر اے صنم

عارض کو دل کا شوق تھا کاکل کو جان کا
دونون کے دونون ہو گئے نخچیر اے صنم

تیرِ نگاہ تیر ترازو جگر مین ہے
کھینچی ہے دُھری سُرمہ نے شمشیر اے صنم

گیسو و رُخ کی یاد مین زخمی ہوا وقار
مرہم مین ڈالا مشک و طباشیر اے صنم

تلوار پر تمھاری ہوا ہے یہ جس تمام — مارے نہ دست و پا کبھی بسمل کہ بس تمام
آلودہ خون دل سے جو کوئی مژہ نہو — ہے پیش چشم مو بمو وہ خار و خس تمام
کیا کہکے تجکو یاد کرونگا مین اے خدا — نکلی نہ ایک دن کبھی دلکی ہوس تمام
بھر پایا ہجر ہی مین حساب و کتاب حشر — ہر لحظہ کام کرتا ہے میرا نفس تمام

یون لختِ دل ہین تار ہین آنسو کے اے **وقار**
جس طرح دانے سبحہ کے ہین پیش و پس تمام

ہے معجزہ اُس حُسنِ خداداد کا عالم — لگتا نہین سایہ کو پریزاد کا عالم
سنبل کا تماشا ہے وہ گیسوے پریشان — ہر قامتِ موزون مین ہے شمشاد کا عالم
بلبل کا مقولہ ہے کہ ہے رنگ مین گل کے — صیاد ستمگار کی بیداد کا عالم
دکھلادون ابھی خلق کو ہنگامۂ محشر — کہتا ہے یہی نالۂ و فریاد کا عالم
ہے جب سے تصورِ دلِ ویرانمین کسی کا — آتا ہے نظر خانۂ آباد کا عالم
ظاہر مین حسین نرم ہین باطن مین مگر سخت — ان شیشون مین ہے بیضۂ فولاد کا عالم

دل شاد نہو گل سے **وقار** ایک بھی بلبل
دیکھے جو ہمارے دلِ ناشاد کا عالم

ہے وصل کی شب اور نہین نام کو آرام — پھر آئیگا کس دن دلِ ناکام کو آرام
بیتاب اُدھر دل ہے ادھر زلف پریشان — ہے صید کو آرام نہ ہے دام کو آرام
تکلیف کو ہجران کی جو سمجھے نہین تکلیف — وہ سمجھین گے کیا وصل کے آرام کو آرام
دیکھا ہے کسی دیدۂ غلطان کا جو عالم — اک آن نہین گردش ایام کو آرام
بے چین مرا دل ہے تری زلف مین ایجان — کرتا ہے ہر اک مرغ مگر شام کو آرام
پامالیِ تکلیف مین ہین رندمے آشام — اے ساقی بدمست ندے جام کو آرام

ہے صبح کو آرام نہ ہے شام کو آرام

ضبط دم مین ہے آشکار آرام	ہو نہ صرصر تو لے غبار آرام
یار جب تک نہ راہ پر آئے	کیا کرے چشم انتظار آرام
لے گئی چین کس کی برق نگاہ	اُڑ گیا صورتِ شرار آرام
آتش ہجر پر ہوے سیماب	صبر طاقت خرد قرار آرام
ہو نہ دل کو شکیب بے گلرو	گرچہ دے کوئی سو ہزار آرام
ساحل و موج سے کہلایہ حال	لے نہ منزل پہ بیقرار آرام

اب سمجھ کر لکھو وقار غزل
ہو سرِ قافیہ نہ بار آرام

شور اُنکا شہر مین ہے میرے ویرانے مین دھوم	پڑ گئی باہم یگانے اور بیگانے مین دھوم
عارض و گیسو نے اُنکے اک قیامت ڈھائی ہے	شور ہے کعبہ مین برپا اور بتخانے مین دھوم
بزم مین مجکو حجاب آلود نظرون سے نہ دیکھ	اُلفتِ باہم کی ہوگی ورنہ شرمانے مین دھوم
خُم کے خُم یکدست مے کے کر گئے خالی حریف	کی دل کمظرف نے ہے ایک پیمانے مین دھوم

رونے والا کون ہے ہون عاشقِ بیکس وقار
قتل کی ہوگی نہ ہرگز میرے مرجانے مین دھوم

طوق سے نکلا نہ نکلا کبھی زنجیر سے کام	دل کا میرے نہ بر آیا کسی تدبیر سے کام
تھا جو بہزاد کو باریکیِ تحریر سے کام	آپڑا ہے کمر یار کی تصویر سے کام
وہ ادھورا نہ رکھین ابرو و مژگان تیرے	جو نہ پورا ہو کبھی خنجر و شمشیر سے کام
یہ نہین یاد کہ تھا کس کا تصور شب کو	دن کو ہے خواب فراموش کی تعبیر سے کام
جس طرح ہو سکے اکبار اُسے دیکھ آنا	مین تو رکھتا ہی نہین عزت و توقیر سے کام
کسی تدبیر سے اُسنے نہ کیا قتل مجھے	کیا [illegible] نکلا [illegible] جسکا کسی تصویر سے کام

قتل عالم کے لیے ابرو و مژگان کافی
کیا غرض باندھین کسی زلفِ سیہ کے مضمون

کام کچھ اُسکو کمان سے ہے نہ کچھ تیر سے کام
وجہ کیا رکھین جو ہم نالہ شبگیر سے کام

روزمرہ کی صفائی ہے سرِ وکار وقار
مصحفی سے نہ غرض مجکو نہ کچھ میر سے کام

سُن کے اُس میرے گلبدن کا نام
لے نہ مرغِ قفس چمن کا نام

بھول اُٹھین بلبلین چمن کا نام
کیون مین غربت مین لون وطن کا نام

جب سے عاشق ہوا ہون گیسو کا
سُن کے ڈرتا ہون مین رسن کا نام

چاہِ غیرت مین ڈوبتا یوسف
سُن کے تیرے چہ ذقن کا نام

ہے ہر اک بات سانپ کا منتر
یہ رٹا زلفِ پُر شکن کا نام

تیری زلفِ سیاہ کے آگے
مٹ گیا تبت و ختن کا نام

کشتہ تیغ برہنہ ہون مین
ہان نہو جسم پر کفن کا نام

شہر و صحرا مین کوہ مین فی الحال
میرا مجنون کا کوہکن کا نام

تیرے دم سے وقار زندہ ہے
اس قلمرو مین اب سخن کا نام

عاشق کو کاروبارِ جہان سے نہین ہے کام
کافی ہے ایک چشمہ لبریز چشم کا

سودائیون کو سود و زیان سے نہین ہے کام
استادہ آب و آب روان سے نہین ہے کام

کر دیجیے مزار برابر زمین کے
عاشق ہون مجکو نام و نشان سے نہین ہے کام

چشمِ سیاہ یار نے سُرمہ کھلا دیا
شور و بکا و آہ و فغان سے نہین ہے کام

تصویرِ باغ دہر کا خاکہ ہون اے وقار
فصلِ بہار و فصلِ خزان سے نہین ہے کام

پستان سے کم انار ہے یہ ہے غضب سے کم
لعل و گہر ہین یار کے دندان و لب سے کم

دیوانگانِ یار کی یہ رٹ ہے صبح و شام
کم ہے نہ زلف روز سے رُخ ہے نہ شب سے کم

جسکو شبِ فراق کے ہے رنج و غم کا شوق
ہے اُسکو ذوق وصل کے عیشِ و طرب سے کم

امساک مین رہے گی نہ پابندی منی
ہر گز نہین ہین مغبچے بنت العنب سے کم

کم تیرے رُخ سے چودھوین کا چاند ہے صنم
ہے ناخنِ ہلال بھی باریک لب سے کم

پیشِ خدا وہ خلق سے زاید ہے ہر طرح
جو شخص اپنے آپ کو سمجھا ہے سب سے کم

مانند شمع دل نہ جلا ایک بوسہ پر
پروانہ سان وقار ہے واقف ادب سے کم

جب اُسکی گلی مین جائین گے ہم
لاش آئیگی پر نہ آئین گے ہم

منھ اُنکا کبھی جو پائین گے ہم
افسانۂ دل سُنائین گے ہم

پہلو مین جو آئے گا وہ دلبر
بغلین کیا کیا بجائین گے ہم

مردہ مرا دیکھکر وہ بولے
ٹھوکر سے اسے جلائین گے ہم

ہے جوش پہ بحرِ اشک دل کو
مردہ کی طرح بہائین گے ہم

ہے اُنکی جفا و وفا سے ناخوش
کاہے کو پسند آئین گے ہم

فرقت مین اگر یہی ہے مرنا
جینے ہی سے ہاتھ اُٹھائین گے ہم

چھٹ جائین جو زلف کی بلا سے
کاکل سے نہ دل لگائین گے ہم

مرتا ہے مرے وقار کیا غم
ہندو ہے اُسے جلائین گے ہم

اک طفلِ حسین دسوین برس بیٹھ ہے دس مین
یوسف کو جھکائیگا کنوین چار برس مین

ہو جائے گا منھ بند ہر اک مرغِ چمن کا
جس روز کھُلا قفلِ زبان گنج قفس مین

ہے سوز جو سینہ مین کسی آتشین رو کا
شعلہ سا بھڑکتا ہے مرے تارِ نفس مین

واعظ ہے مجھے آرزوے کوچۂ جانان
وہ اور ہین جو مرتے ہین جنت کی ہوس مین

قط کا نہین محتاج مرا خامۂ دربار | بندھتے ہین مگر لعل سمِ ثور و فرس مین
گر ایک بھی سُن پائے مرا زمزمہ صیاد | سو دل سے بجا لائے مدارات کی رسمین
برق اپنا ذرا آج سمیٹے رہے دامن | فرقت مین کسیکی نہین نالہ مرے بس مین
رتبہ کو شرافت کے نہ پہونچے گی رذالت | پرواز نہو باز کا زنہار مگس مین

گو قافیہ ہو تنگ وقار اپنا خطا سے
پر آج عدو کے ہین مجھے کھینچنے قسمین

بالیقین کچھ شک ہے جو وہ بدگمان ملتا نہین | ہے غلط یہ وہم بہرِ امتحان ملتا نہین
آگ لگ جائے الٰہی دودمانِ حُسن کو | پیر بزمِ عشق سے وہ نوجوان ملتا نہین
اُس سے جب کہتا ہون تو مجھسے نہین ملتا ہے یار | کس صفائی سے وہ کہتا ہے کہ ہان ملتا نہین
تیرِ کج پیکان مژگان کی لڑائی یاد ہے | بھول کر بھی وہ کبھی ابرو کمان ملتا نہین
کاش ہوتا مثلِ ماہی بے زبان میرا دہن | نام کو بھی کام تجھسے اے زبان ملتا نہین
موت آتی ہے نہ آتا ہے وہ لطفِ زندگی | کوئی بھی درمان گردِ رو نہان ملتا نہین
تھی جفاکاری وفاداری کا بدلا اے صنم | سچ تو یہ ہے آپ سا بھی قدردان ملتا نہین
سرو و سنبل زلف و قد سے آپ کے ملتے نہین | غنچۂ گل کا دہن سے عطردان ملتا نہین

قافیہ بھی شائگان ملتا نہین ہے اے وقار
پھر کہون کس طرح گنجِ شائگان ملتا نہین

کیا گلہ مجھ پیر سے وہ نوجوان ملتا نہین | ہے زمین کا پست طالع آسمان ملتا نہین
عشق ہے چشمِ جنون افزا کا وحشت ہے دوچند | دشت مین آہو بچہ مجکو کہان ملتا نہین
بات کہنے مین کیا ثابت جو اُس بت کا دہن | ہنسکے فرمایا کہ تجھسا غیب دان ملتا نہین
خط نکلنے پر ملا بوسہ رُخِ محبوب کا | ہے غلط مشہور گل وقتِ خزان ملتا نہین
عارض روشن ہے داغ سینۂ ماہِ تمام | تیرے ابرو سے ہلالِ ناتوان ملتا نہین

کیون عدو آگے مرے پڑھتا ہے چلا کر غزل
نغمۂ بلبل سے کوے کا فغان ملتا نہین

اے صنم اس غم کا ہے سر پر مرے کوہِ گران
پھوڑنے کو سر کے سنگِ آستان ملتا نہین

گاہ مارا گاہ گاڑا خاک گہ برباد کی
چین تیرے ہاتھ سے اے آسمان ملتا نہین

کیون نہ اترائے وہ اپنی نوجوانی پر **وقار**
موسمِ گُل مین دماغِ باغبان ملتا نہین

اسکا کیا شکوہ وہ رشک مہوشان ملتا نہین
مین وہ وحشی ساتھ سایہ کا نشان ملتا نہین

عکس ہے اُدھڑی ہوئی مسی کا تیری لاجورد
سُرخی پان سے ولیکن رنگِ پان ملتا نہین

کہنے کو ہر چند ہون آتش زبان مانند شمع
ضبط مین پر شیشۂ پنبہ دہان ملتا نہین

ڈھل کرائے جاتی نہین ہوتا ہے جوبن کا اُبھار
اُڑ کر اس طائر کو اپنا آشیان ملتا نہین

تلخ بوسہ پر نمک خوارِ قدیمی کو کہا
اس ترش کلمے سے دل شیرین زبان ملتا نہین

وصف قد مین سرو ناموزون برائے بیت ہے
مصرعِ برجستہ اے طبعِ روان ملتا نہین

جو لچک اُسکی کمر مین ہے کمان مین وہ نہین
توڑ مین مژگان سا تیرِ بے کمان ملتا نہین

یان ہے سر پر داغ سوزان مہراوجِ عشق ہے
وان مزاجِ حُسن اگر تا فرقدان ملتا نہین

روز عاشق تازہ وہ ڈھونڈھین نیا معشوق ہم
جوڑ ایسا بھی بربِّ دوجہان ملتا نہین

جبسے اُس عنقا دہن کو خط لکھا ہم نے **وقار**
ایک پر کا بھی کبوتر کے نشان ملتا نہین

ہل جائین کیون نہ طفل نصاریٰ کے رنگ مین
آزادگی ہے دہر کی قیدِ فرنگ مین

چھپتا نہین ہے دلمین کبھی راز عشق کا
یہ آگ وہ ہے جسکو نہین تاب سنگ مین

کیون گوشۂ کمان مین نہو تیر کی کجی
ہے راستون کی خاک نشینی خدنگ مین

رکھا ہے بحرِ عشق مین جس آشنا نے پانون
وہ کام اولین مین ہے کامِ نہنگ مین

کی تیغ کینہ نے نہ بغل آشتی کی وا
اک ہاتھ بھر کا فصل رہا صلح و جنگ مین

اے رشک گل شگوفہ کھلے گا کوئی نیا
ہے پھندنے دار تیر تمہارے تفنگ مین

کیا خاک چشم اپنی سمائی کی ہو وقار
سرمہ کی جبکہ ہو نہ جگہ چشم تنگ مین

امیدوار لطف و فضل خدا سبھی ہین
محتاج اُس غنی کے شاہ و گدا سبھی ہین

منصور و شمس کیا ہین کچھ بک گئے جو منھ سے
جلتے ہین عاشق اُنکے وہ خود نما سبھی ہین

گیسو و زلف و کاکل ابرو و خال اُس کے
مثل مسی و سرمہ کالی بلا سبھی ہین

تمسا نہین ہے کوئی روشن جبین و گرنہ
مہتاب مہر پروین جوزا سُہا سبھی ہین

سکتہ مین آینہ ہے ہے محو ماہ گردون
حیران تیرے رُخ سے اہل صفا سبھی ہین

جو ایک جانستان ہو نام اُسکا مین بتاؤن
غمزے کرشمے عشوے نازش ادا سبھی ہین

دیکھا وقار ابتک ہمنے نہ کوئی کامل
کہنے کو یون تو شاعر ما و شما سبھی ہین

مہِ تمام کے رُخ سے ترے مثال نہین
وہ ماہ ہے ترا چہرہ جسے زوال نہین

ترے فراق مین او بجرِ حسن ماہی وار
شبانہ روز مجھے خواب کا خیال نہین

ہمارے قلب کو بخشی مفرح یاقوتی
چبا کے جو دیا پان اُسنے وہ اُگال نہین

یہ شاخ قد کی لگی ہے جو سرو اکڑتا ہے
خدا گواہ تمہاری سی چال ڈھال نہین

شبِ فراق کے صدمے اُٹھانے مشکل ہین
وگرنہ دل کا لگانا تو کچھ محال نہین

خیال مین خطِ عارض کے اُسکے دل کس دن
برنگِ سبزۂ نورستہ پائمال نہین

دیارِ عشق مین یہ مسئلہ ہے مفتیٰ بہ
بجز حرام کی رغبت کے کچھ حلال نہین

نہ کھیلے گنجفہ کب آپ بدتماشون سے
کہ ابتر یون کے مین دانتون کا خلال نہین

وقار شاہ نہو وہ جو دو نہ دے معنے ہو
دکھاتا نقص کبھی جلوۂ کمال نہین

عشق مین مر کے نام کرتے ہین
سچ ہے عشاق کام کرتے ہین

غم مین رُخ کے الم مین گیسو کے
صبح سے رو کے شام کرتے ہین

پابگل ہوتے ہین صنوبر و سرو
جبکہ خوش قد خرام کرتے ہین

تیر مژگان سے یہ کمان ابرو
کارِ عاشق تمام کرتے ہین

ہے تکبر سے سرکشی پہ جواب
ہمتو جھک کر سلام کرتے ہین

تیغ ابرو بنا رہے ہین وہ
قتل کا اہتمام کرتے ہین

قطعہ

عید جب میرے شوخ رعنا کی
سب خواص و عوام کرتے ہین

شیخ جی ہین خدا خدا کرتے
برہمن رام رام کرتے ہین

سونگھ کر بوے زلف یار وقار
ہم بھی تازہ مشام کرتے ہین

بگولہ وار ہون مین اُنکے خاکسارونمین
چھپا جو رہتا ہون سرتاپا غبارونمین

جہان پسینہ گرے ہم وہان بہائین لہو
کچھ ایسے ویسے نہین تیرے خاکسارونمین

یہ مُنھ ہے کسکا جو اُس بزم مین زبان کھولے
کہین جو بات بھی آنکھین مگر اشارون مین

ہوا ہے وصل مین دیتے ہین عاشق اُنکے جان
کہ فصل گل مین وبا پھیلی ہے ہزارون مین

موے جو اُنکی ہوا مین ہوے گلی کی وہ خاک
نہ مرگھٹون مین پتا ہے نہ ہے مزارون مین

سفید ہوگئین آنکھین جہان سفید ہوا
یہ انتظار کھنچا تیرے دوستدارون مین

نمود اُنکی حسینونمین یون ہوئی ہے وقار
فروغ ماہ کو ہے جس طرح ستارونمین

ظلم و جفا و جور ہین اُنکی عنایتین
کفرانِ نعمتی ہے کرون گر شکایتین

انصاف شرط بوسہ نہ لین کسطرح سے ہم
مصحف ہے چہرہ آپکا ابرو ہین آیتین

اے شیخ وقت تجکو مبارک ہو زہد خشک
تردامنی کی رکھتے ہین ہم بھی حمایتین

قصے نے تیرے عشق کے منسوخ کین تمام — فرہاد و قیس و وامق و نل کی روایتین

نامِ خدا وقار ہے وہ شعر ہیچ و پوچ
لفظی و معنوی نہون جس مین رعایتین

لگ چلنے کی اب اُس سے یہ تمہید کرون مین — ہر بات مین ہر امر مین تائید کرون مین

بد سے نہ رکھون کام نہ کچھ نیک سے مطلب — عالم کی مگر آینہ سان دید کرون مین

ہے موسمِ گل وحشتِ دل رنگ نہ پکڑے — زنجیرون کی احباب کو تاکید کرون مین

جوہر ہے مرا برق تڑپ اُسکی غرض ہے — شعلہ کی بھڑکنے مین نہ تقلید کرون مین

طوطی ہون اگر مین تو وقار آینہ وہ ہے
معدوم نہ کیون باتون کی امید کرون مین

ہین زن و مرد خریدار ترے کوچے مین — گرم ہے مصر کا بازار ترے کوچے مین

کب نہین مرتے ہین دو چار ترے کوچے مین — کب نہین چلتی ہے تلوار ترے کوچے مین

ناتوانی سے نہین ملتے ہین شکل تصویر — چشمِ بیمار کے بیمار ترے کوچے مین

ہے تر و تازہ گلِ باغِ جنان کی صورت — خشک بھی ہے جو کوئی خار ترے کوچے مین

پنکھڑی پارۂ دل کی ہے لہو کے گل ہین — نئی رنگت کا ہے گلزار ترے کوچے مین

گو کہ آنے کی قسم کھاتا ہون لیکن اے یار — کھینچ لاتا ہے دلِ زار ترے کوچے مین

مین نے مانا کہ نہین رابطہ کچھ تجھسے وقار
پھر وہ کیون آتا ہے اے یار ترے کوچے مین

لب مین جو سُرخی ہے وہ یاقوت احمر مین نہین — آب جو دانتو مین ہے تیرے وہ گوہر مین نہین

کوچۂ دلدار مین جلتے ہین پر جبریل کے — نامہ لیکر جاے یہ طاقت کبوتر مین نہین

کیا مین دیوانہ ہون جو شکوہ رقیبون کا کرون — وصل تیرا اے پری میرے مقدر مین نہین

جسپہ دل آئے وہ بیشک شاہ ملک حسن ہے — عشق کی تفریق مفلس اور تونگر مین نہین

شمع سے رخ پر نہیں ہے کون پروانہ ترے
باغ میں بلبل نہیں ماہی سمندر میں نہیں

کیا اٹھائیں ہاتھ ہم عشقِ میانِ یار سے
ضعف اٹھانے کی طاقت جسمِ لاغر میں نہیں

زود گوئی کی نہیں تعریف ہرگز اے وقار
کچھ صبا سے افضلیت بادِ صرصر میں نہیں

ہوا ہے عشق جب سے زلف و رخ کا ہوں مصیبت میں
پریشانی میں شب کٹتی ہے دن کٹتا ہے حیرت میں

وہ ہے تو ایک عالم میں نہیں ہے دوسرا تجھسا
لطافت میں صباحت میں نزاکت میں وجاہت میں

حقیقت کیا ہے شکر کی وہ لب قندِ مکرر ہیں
مزہ میں ذائقہ میں خوشگواری میں حلاوت میں

نہیں ہے چار سوئے خلق میں محبوب اب تمسا
وفا میں مہر میں عاشق نوازی میں مروت میں

پری و حور کو سبقت نہیں ہے آپ پر ہرگز
چلن میں چال میں انداز میں صورت میں سیرت میں

رفاقت سے کبھی پھیرا نہ منھ تیرے تصور نے
شبِ ہجراں میں زنداں میں وطن میں رنج غربت میں

قسم ہے حسن کی تبلا دو مجھسا عشق پیشوں میں
بکا میں نالہ میں فریاد میں گریہ میں حسرت میں

وقار انسان کو لازم ہے نام اپنا کرے پیدا
مروت میں فتوت میں شجاعت میں سخاوت میں

خواب میں کب زلف نے شکل اپنی دکھلائی نہیں
ہائے کب یہ روسیہ سر پر بلا لائی نہیں

غم نہیں گر وصلِ جاناں رنگ نسبت فصل ہے
کب مجھے گھیرے بلائے دردِ تنہائی نہیں

کیوں تری چشمِ فسوں پرداز کو نرگس کہوں
اپنی آنکھوں سے ہے دیکھا اسمیں بینائی نہیں

گو برا ہی دیر ہو دس پانچ دیکھیں صورتیں
کعبہ میں تو ٹوٹی مورت بھی نظر آئی نہیں

مرغِ دل میرا نہیں پھانسا ہے کس دن دام میں
کونسی شب زلف ڈھلکر تا کمر آئی نہیں

میں ہوں وہ اک شمع پہ جلتا ہوں چپ پروانہ وار
کون بلبل ورنہ غم میں گل کے غوغائی نہیں

مجھ مریضِ عشق نے بوسہ نہ مانگا تم سے کب
کب طبیعت گل شکر پہ میں نے دوڑائی نہیں

پاسخ نامہ کا میرے کیوں ہے پھر خط غبار
گر کدورت کوئی دل میں یار کے آئی نہیں

کیون مرون لیلی وشون عذرا عذارون پر وقار
قیس سا مجنون نہین وامق سا سودائی نہین

جو وہ گیسو نہون رُخ پر پریشان
تو کیون ہو دل مرا یکسر پریشان

ترے دندان سے دُر افشان مری چشم
ترے طرہ سے دل اکثر پریشان

رہے جاری یونہین اشک مسلسل
نہون یارب مرے گوہر پریشان

چمن بندی رہے زخمون کی تن پر
نہون اُس تیغ کے جوہر پریشان

لبِ نازک اگر دیکھے تمہارے
گلِ رنگین کا ہو دفتر پریشان

تری طبعِ پریشان جمع ہو یار
ہوئی خاک اپنی اب جل کر پریشان

خدارا اے وقار اپنی زبان روک
نصیحت سے نہ کر اب سر پریشان

اکبار تو کر زلف کو اے یار پریشان
گو جمعیت دل ہو مری سو بار پریشان

ہو محتسب شہر کی اے ساقیِ کوثر
میخانہ مین یکبار تو دستار پریشان

گلشن مین کسی شوخ کی کیا جعد کھلی ہے
ہے کاکلِ سنبل کا جو ہر تار پریشان

جمعیتِ دل قسمتِ مفلس مین لکھی ہے
رہتی ہے مگر خاطرِ زردار پریشان

دیکھے ہین کھلے بال وقار آج کسیکے
لازم ہے سر آغاز مین گفتار پریشان

وہ آئے ترے تیر سے ہوش مین
جو نخچیر تھے خوابِ خرگوش مین

چمن پوش ہے آبلون سے بدن
یہ خون گرمیان ہین مرے جوش مین

تری ہمکناری کا تھا جسکو شوق
وہ بغلی لحد کی ہے آغوش مین

جو دیتا ہے بوسہ تو گالی بھی دے
ارے غمزۂ نیش ہو نوش مین

رہا عمر بھر مین تو پا در ہوا
سرِ گیسوِ حنانہ بردوش مین

تصور مین اُنکے رہین غفلتین — کٹی عمر یادو فراموش مین

چھپی آب تیغِ دودم ہے وقار
لبِ حسرت افزاو خاموش مین

جب وہ مے بے بہار پیتے ہین — پانی ہم وار وار پیتے ہین
یاد مین خط و چشم و خال کی ہم — بنگ مے کو کنار پیتے ہین
نہین پچتی ہے دل مین لُترے کے — بات کو بردبار پیتے ہین
خال رُخ کا ہے داغ سینہ مین — خونِ دل لالہ وار پیتے ہین
گرمیِ عشق کی ہے سردی شرط — آب بعد خمار پیتے ہین
یار ہنستا ہے دل مین رکھ کے غبار — اشک ہم خاکسار پیتے ہین
جو کہ ہین اُنکے تشنۂ دیدار — قطعہ — آب وہ بار بار پیتے ہین
پر گلے سے ٹٹیری کے مانند — ہے نکلتا ہزار پیتے ہین

کیا غرض اے وقار اُس گل کو
خونِ دل ہم ہزار پیتے ہین

وہ رشکِ مہر ہو تم ایک اُن حسینون مین — کہ جنکی ٹھوڑیون مین تارے مہ جبینون مین
نہین ہے داغِ الم عاشقون کے سینون مین — کیئے ہین دفن درم شاہون نے خزینون مین
تمام سال کی کیا رُوئداد اُس سے کہون — نظر جو آئے مہ عید سا مہینون مین
ہمارا شیشۂ دل مُنھ کی بھاپ سے ٹوٹا — بندھی ہوا نہ کبھی ایسے آبگینون مین
ہوا ہے جیسے کہ اس تیرھوین صدی کا دور — رہا نہ فرق کچھ اشراف اور کمینون مین
بھرا ہے خانۂ مردم مین آب سیل سرشک — کبھی تو بیٹھو مری آنکھون کے سفینون مین
جو جلد چہرہ مین کچھ اُسکے کیسری پن ہے — نہ بھینا بھینا لگے کیون وہ رنگ بھینون مین
ہو جسکے نامِ حرارت سے زہرۂ سنگ آب — کوئی نکلتی ہین ایسی تپین پسینون مین

سواد کند مرا کھولا اس غزل نے **وقار**
بندھی نہ ہاے ہوا ایک دن ذہینون مین

مین پاشکستہ کہان طفل نے سوار کہان
پھر اُسکی گرد کہان اور مرا غبار کہان

تمھارے وصل سے ٹھہرے گا یہ دل بیتاب
بغیر آئنہ سیماب کو قرار کہان

بہت دنون سے ہون آمد کا اپنی چشم براہ
تمھارا لے گیا اے یار انتظار کہان

جو سرد مہری سے ٹھنڈا ہوا اُسکے لے مہرو
رگون مین خون کہان نبض مین بخار کہان

نکل کے سینہ سے جا پہونچے طور سینا پر
گئی چمکنے مری آہِ پُر شرار کہان

جو سمجھین تیرے دم تیغ کو طریق اپنا
بتادے دہر مین ہین ایسے سرگذار کہان

فلک کی صلح کو سمجھے رہو **وقار** جدال
بنے بھی دوست جو دشمن تو اعتبار کہان

جسکو پاس اُسنے بٹھایا ایک دن
اُسکو دنیا سے اُٹھایا ایک دن

وصل کی شب دیکھتے اُس ماہ کو
سال مین بھی وہ نہ آیا ایک دن

صبح نومیدی ہماری شب کی ہے
عمر گذری وہ نہ آیا ایک دن

کام مین میرے ہمیشہ یار نے
ایک ساعت کا لگایا ایک دن

مثلِ برق اک شب ہنسایا آپ نے
ابر کی صورت رُلایا ایک دن

یاد زلف و رُخ مین بھولے خواب و خور
ایک شب سوئے نہ کھایا ایک دن

وہ تپ لرزہ کا دورہ ہوگیا
ایک دن آیا نہ آیا ایک دن

یاد جس خورشید رو کی ہے **وقار**
بھولکر بھی وہ نہ آیا ایک دن

رہتا ہے میرے دلمین ترا نور رات دن
اک شعلہ برق زن ہے سرِ طور رات دن

مانند مہر و ماہ حسینون مین ہے فراق
کیون ایک ایک سے نہ ہے دور رات دن

ہمنے ملائے آنکھ یہ مُنھ ہے سحاب کا
جاری ہے زخم چشم کا ناسور رات دن

تیرے لیے مثال مہ و مہر و نجم چرخ
پھرتے ہین لنج و لنگ و کر و کور رات دن

کچھ غم فراق کا ہے نہ کچھ وصل کی خوشی
ہون اُسکے ذوق و شوق مین مسرور رات دن

مُنھ کس کا میرا ذکر کرے اُسکے روبرو
رہتا ہے ورنہ خلق کا مذکور رات دن

خواہش ہر آئنہ ہے ادھر بھی نظر رہے
گو آئنہ نظر کے ہے منظور رات دن

دل مین جو بس رہی ہے کوئی نازنین حسین
پھرتی ہے میری آنکھو مین اک حور رات دن

سوزش ہے داغ ہجر مین اُس سے سوا وقار
بھرتا ہون جتنا مرہم کافور رات دن

مبتلا ایک بت کا ہوتا ہون
آج ایمان اپنا کھوتا ہون

تیغ ابرو کے تیر عشق مین یار
جان سے اپنی ہاتھ دھوتا ہون

جان لیگی یہ مفت کی بیگار
بار رنج فراق ڈھوتا ہون

غوطے کھاتا ہون بحر الفت مین
حال پر اپنے آپ روتا ہون

ایک جھوٹے کے وصف دندان مین
سچے موتی سدا پروتا ہون

دل لگاتا ہون اُنکی مژگان سے
اپنے حق مین یہ کانٹے بوتا ہون

غم مین اک ماہوش کے اشکون سے
دامن آسمان بھگوتا ہون

بخت خفتہ کا ہون دل بیدار
کون شب اے وقار سوتا ہون

حسنِ صورت مین گرچہ بود نہین
پر کہان عشق کی نمود نہین

نیستی جلوہ گر ہے ہستی مین
کچھ عدم کا مرے وجود نہین

ہم نے اول سے دیکھا آخر تک
ذات حق کی نبود و بود نہین

تیرے حُسنِ ملیح کے قربان
کسکے ورد زبان درود نہین

میرے ساقی کے پیش ساغر چشم
شیشۂ کوکب سحر سجود نہین

داغ سوزان ہے جسم مین وہ عضو
سنگ آفت سے جو کبود نہین

باغ ہے داغ گر نہو لالہ
بزم وہ کیا ہے جسمین عود نہین

بسکہ ہے کند ناخن مژگان
عقدۂ اشک کی کشود نہین

ہم جو کہتے تھے تم سے روز وقار
جز ضرر عاشقی مین سود نہین

کسی سے دل کے سوا ارتباط مجکو نہین
بشرط خاص سر اختلاط مجکو نہین

بقید وقت پڑھی مین نے پنجگانہ نماز
شراب پینے مین کچھ احتیاط مجکو نہین

گناہ سرزدہ ہے دست بر کتف بستہ
سوار توبہ ہون بیم صراط مجکو نہین

فراق یار کا ہے درد و غم مقدر مین
نصیب وصل کا عیش و نشاط مجکو نہین

بساط کھل گئی اپنے سخن کی جبسے وقار
قسم خدا کی سر انبساط مجکو نہین

کیون کہون وہ مرے حضور نہین
دل سے جو پاس ہے وہ دور نہین

کچھ سمجھکر کہا انا لیلے
ورنہ مجنون تو بے شعور نہین

عشق مین ناصحا نصیحت کیا
گھسنا دانتون کا کچھ ضرور نہین

آتشین حسن کیون دکھاتے ہو
دل ہے عاشق کا کوہ طور نہین

کون ابھرتا نہین ہے مثل حباب
کس کے سر مین بھرا غرور نہین

دمبدم کا یہ پھر قلق کیسا
بے ترے دل جو ناصبور نہین

اچھی صورت کو چاہتا ہے خدا
اسمین میرا ہی کچھ قصور نہین

اُسکو دیکھے گی کس نظر سے وقار
چشم نرگس مین خاک نور نہین

لاؤن کہان سے تار گریبان ہی نہین / کیا روؤن آستین کو دامان ہی نہین
ارمان گفتگو کا ہوا میرے دلمین خون / رکھکر سُنے وہ کان یہ امکان ہی نہین
خاطر نہ کیجیے جمع وہ کس طرح زلف سے / جسکا دل ودماغ پریشان ہی نہین
رُخ کو ترے کہون جو نہ مین مصحفِ مجید / شرع مین دوستی کے یہ ایمان ہی نہین
پڑتی ہے آنکھ تمپہ حسینان باغ کی / نرگس کچھ ایک باغ مین حیران ہی نہین
رونا رونا اُسکا ہے یکسان مثال ابر / سینہ مین برق آہ کے گرشان ہی نہین

وہ پاس میرے بیٹھ کے کل کہہ اُٹھا وقار
سمجھا مین اسکو کیا کہ یہ انسان ہی نہین

ایسی نہین سُنی ہے کسی کی کہین نہین / ہان ہان نہین ہے لب پہ ترے جز نہین نہین
دستِ جنون کو ہاتھ مین اُلجھاؤن کس طرف / ثابت کہین سے جیب نہین آستین نہین
کھائی قسم ہے اُسنے نہ ملنے کی غیر سے / مین وہ ہون بدگمان کہ ہرگز یقین نہین
فرمائین گر حضور کہون جھوٹ سچ ابھی / لیکن جو باتین پہلی یقین وہ اب رہین نہین
دیکھا ہے جب سے ایک مہ چاردہ کا حُسن / کس رات نالہ تا فلکِ اولین نہین
ہر بل ہے خوف آنکھون کا رکنے سے اشک کے / ناسور کے مثال یہ کب سے بہین نہین

جیسی شگفتگی سے مضامین نکالے ہین
ورنہ وقار ایسی شگفتہ زمین نہین

جو زخم دل کسی کا نمک آشنا نہین / پایا زبانِ تیغ کا اُسنے مزا نہین
بیٹھے ہین در پہ یار کے دھونی لگا کے ہم / بستر سے موجدار دھوان کب اُٹھا نہین
جب آپ دل دیا اُسے بے مہر جانکر / اپنے سوا پھر اور کسی کا گلا نہین
بازار روزگار مین ہر ایک چیز ہے / لیکن دکان دل مین بتون کی وفا نہین
کیون اسکو ہدیہ کیجیے کیون تحفہ کیجیے / یہ خاک کوے یار ہے خاکِ شفا نہین

دل دے چکا جو یار کو پھر زندگی کہان
بچنے کا اپنے جی کے مجھے آسرا نہین

جو دم کٹے وصال مین اے دل ہے مغتنم
معلوم یہ کسے ہے کہ پھر کیا ہے کیا نہین

کیون کھینچتا ہے تیغ دوبارہ وہ فتنہ گر
کیا کام ایک ہاتھ مین میرا ہوا نہین

بگڑے شریف کعبہ سے تو غم نہ کر وقار
جا بیٹھ دیر مین کہ وہان کیا خدا نہین

اُنکا مزاج دوست تلون اگر نہین
پھر کیون زبان پر ہے ادھر ہان اُدھر نہین

شاید کہ سوزِ آہ سے جلکر ہوا ہے خاک
آنسو مین آج بوے کبابِ جگر نہین

دیکھون شبابِ حُسن کو کیا اُس حسین کے
سورج پہ دوپہر کو جو جمتی نظر نہین

سر پر بجائے شورِ قیامت نے گرچہ ڈھول
پر تیرے مست چشم کو ہرگز خبر نہین

جز کارِ آہ و نالہ نہین کوئی کاروبار
دل پر اثر کچھ اُسکے مگر کارگر نہین

مانند موج جاتی ہے کیون عمر اے وقار
انسان کو ہر نفس جو فنا کا سفر نہین

یاد مین زلف کی پریشان ہون
غم مین دندان کے گوہر افشان ہون

کیون سرِ زلف مین ہون تیرہ شام
عشقِ عارض مین صبحِ خندان ہون

وہ مہ چاردہ سے کہتے ہین
حُسن مین تجھسے مین دوچندان ہون

عشق تا پا رسیدہ زلف کا ہے
اپنے طولِ امل کا پایان ہون

برقِ خندان اگر ہے وہ محبوب
پیش خود مین بھی ابرِ گریان ہون

پائمالی مین ہے سرافرازی
مین تو اک دامنِ بیابان ہون

بزمِ خود آشنائی کا ہون شمع
میزبان آپ آپ مہمان ہون

عشق اک پردگی کا دل مین ہے
اپنی رسوائیون کا سامان ہون

بوسہ آتش عنان ہے اُن کا اگر
مژدہ اے دل کہ برقِ جولان ہون

گل ہوا غنچۂ امید وقار
صورتِ باغ چشم خندان ہون

قیدیِ زلف پُرشکن ہون مین — دست و پا بستۂ رسن ہون مین
عاشقِ شاہدِ سخن ہون مین — بخدا اوستادِ فن ہون مین
گور مین ہون برہنہ مادر زاد — دست وحشت سے بے کفن ہون مین
آرزو خواہ دشت غربت ہے — خار ہون گو گل وطن ہون مین
یاد مین اُسکے قد و عارض کی — طالب سرو و نسترن ہون مین
دھوپ مین رکھ قفس نہ اے صیاد — سایہ پروردۂ چمن ہون مین
بہرِ شکرِ زبان تیغ اے ترک — ہر بن مو سے اک دہن ہون مین

ہو گیا ہون وقار لطف سخن
گرمی شمع انجمن ہون مین

جسکی گات اچھی نہو وہ گلِ تر کچھ بھی نہین — گر شجر مین نہون خوش رنگ ثمر کچھ بھی نہین
عاشقانہ جو نہو مصرع تر کچھ بھی نہین — درد انگیز نہو نالہ اگر کچھ بھی نہین
موتیا بند نہین مجکو کہ تشبیہ لکھون — برق دندان سے تو خوش آب گہر کچھ بھی نہین
منزلِ ملک عدم دیکھیے کیونکر طے ہو — راہ دشوار ہے اور زادِ سفر کچھ بھی نہین
وعدۂ وصل سرِ شام وہ کرتا ہے سدا — خواب کی طرح مگر وقت سحر کچھ بھی نہین
ٹیم ٹام آئنہ کی جو ہے وہ سب منھ پر ہے — عالمِ ہو کے سوا گھر مین مگر کچھ بھی نہین
ساتھ دولت کو اگر لے گیا قارون تو کیا — جو نہ انسان کے کام آئے وہ زر کچھ بھی نہین
اے صنم لفظ کا ہے حسن شگفتہ معنے — جس دہن مین نہو خندہ کا اثر کچھ بھی نہین
اُنکے طالع مین جو ہین لالہ رخون کے عاشق — جز دلِ سوختہ اور داغ جگر کچھ بھی نہین
یاد دندان سے تجھے آتش فرقت کیونکر — آب گوہر سے جگر سیپ کا تر کچھ بھی نہین

آتش ہجر مین اک بت کے جلا ہون برسون / خوف تیرا مجھے اے نار سقر کچھ بھی نہین

جیسے دیکھی گلِ عارض کی بہار اُنکے وقار
باغِ رضوان کی فضا پیش نظر کچھ بھی نہین

سادہ رُخ معشوق جو پُرفن نہین / گرچہ آئینہ ہے پر روشن نہین
لب مسّی آلودہ لب کے روبرو / گُل چراغِ غنچۂ سوسن نہین
آہِ دل دشمن ہے داغ سینہ کی / جلوہ گاہِ برق کب خرمن نہین
ہجر مین ہے یاد مژگان کی ترے / موے جسم اپنا کم از سوزن نہین
داغ سینہ کب نہین سوزش فروش / کب چراغان قطعۂ گلشن نہین
لاش خون گرمی سے کی ہے پائمال / بار خون اُسکے سرِ گردن نہین
فکر بخیہ ناصحِ مشفق عبث / جیب کا کب چاک تا دامن نہین
مجکو سودا ہے بیابان مرگ کا / فکر تجہیز و سرِ مدفن نہین

کیا ہو تابِ آتشِ ہجران وقار
دل ہمارا موم ہے آہن نہین

چشمِ خونبار مین کیون لختِ جگر جمع کرین / غنچۂ گُل کی طرح کاہے کو زر جمع کرین
قتل کے بعد ہوا حکم کہ لاشین اُٹھ جائین / قید تفریق سے مقتولون کے سر جمع کرین
یار نے خط و کبوتر کے کیئے ہین ٹکڑے / پرزے کاغذ کے کرین جمع کہ پر جمع کرین
فکر مین گیسو و رخسار کے دل کے خاطر / شام ہوتی ہے پریشان جو سحر جمع کرین
ہم رہے دہر مین جبتک تو رہے پابرکاب / پر نہ یہ ہو سکا اسباب سفر جمع کرین
دونون عالم سے نہ کیون بند وہ آنکھین رکھین / تیرے نظارے کے خاطر جو نظر جمع کرین

یک قلم پنج صد و چار ہون دیوانکین غزل
ہم کلام اپنا وقار آج اگر جمع کرین

طولِ امل ہو زلف کا جو قصہ سر کرین ... گر ہو مطول اُسکو تو ہم مختصر کرین
مژگان اگرچہ جوہرِ آئینہ بن گئین ... پر آپ میرے حال پہ بھی اک نظر کرین
رو رو کے مثل ابر نہ کاٹین جو وقت ہم ... تو عمر بھر زمانے مین کیونکر بسر کرین
دے دے نہ مارین در پس دیوار کیون نہ سر ... اُنکا جو ہو گذار تو ہم در گذر کرین
کردین شبِ فراق سرِ شام گل چراغ ... ناحق ہم انتظار نسیمِ سحر کرین
واللہ پھر پھرا کے پھر آئے ہین وہ شوخ ... نالے ہمارے دلمین جو اُسکے اثر کرین

مفلس کیا وقار ہمین قحط عشق نے
لازم ہے ملکِ حُسن کی جانب سفر کرین

کس طرح ہم دلِ مغموم کو پھر شاد کرین ... بھولے بھٹکے ہوے بھی جبکہ نہ وہ یاد کرین
کعبہ و دیر مین رہنے سے بتون کو حاصل ... کاش ویرانۂ دل کو مرے آباد کرین
دل اُنھین دون کہ ندون بوسہ بھی مین لون کہ نہ لون ... کیا کرون کیا نہ کرون یہ بھی تو ارشاد کرین
دین و ایمان اگر لے گئے وہ خوب کیا ... جو لیا خیر لیا کفر تو امداد کرین
مکتبِ عشق مین دین درس جو ہم مجنون کو ... ہاتھ یکدست مگر تسمۂ اُستاد کرین
کہ کنی اُسمین ہے اور سینہ خراشی اسمین ... تیغ ناخن پہ فدا تیشۂ فرہاد کرین

دادرس کوئی نہو جبکہ وقار اپنا تو پھر
کس لیئے حشر کے ہنگامہ مین فریاد کرین

رخسار آپکے مہ تابان سے کم نہین ... سچ تو یہ ہے کہ مہرِ درخشان سے کم نہین
روتا ہون مین جو یاد مین دندانِ یار کی ... ہر قطرہ اشک کا دُرِ دندان سے کم نہین
ظاہر مین ہے جو دوست تو دشمن ہے پردہ مین ... دل اپنا اپنے سینہ مین پیکان سے کم نہین
دیکھا ہے جب سے روے مصفاے یار کو ... آئینہ میرے دیدۂ حیران سے کم نہین
کاٹا ہے اپنے ہاتھ سے اُس ترک نے جو سر ... انصاف شرط یہ بھی تو احسان سے کم نہین

چھڑکا ہے پاس درد نمک ہمنے اسقدر ‌ ایک ایک زخم سینہ نمکدان سے کم نہین
مردہ پڑی ہین دل کی تمنائین بیشمار ‌ سینہ ہمارا گورِ غریبان سے کم نہین
انگشت حیف رکھی ہے لب پر جو بعدِ قتل ‌ اے ترک یہ بھی خنجرِ بران سے کم نہین
صحرا ہے ہولناک جنون مین مرے وقار ‌ چیونٹی کی آنکھ ملکِ سلیمان سے کم نہین

عاشقِ گیسوِ دوتا ہون مین ‌ آپ اپنے لیئے بلا ہون مین
کیا شکایت اگر نجانے یار ‌ خود نہین جانتا کہ کیا ہون مین
مثلِ گل ہنسکے مین کبھی نہ کھلا ‌ غنچہ سان زیست سے خفا ہون مین
مین تو ایجان ہون برے سے برا ‌ میرا یہ منھ کہون بھلا ہون مین
دل ہے آئینہ دو رو اپنا ‌ دوست دشمن سے ایک سا ہون مین
تیرا عاشق ہون اے بتِ رعنا ‌ غیر ہون مین کہ آشنا ہون مین
مجکو تسلیم ہے جفائے یار ‌ ہر طرح تابعِ رضا ہون مین
موجِ نکہت مرا جنازہ ہے ‌ کشتۂ خنجرِ ادا ہون مین
پھر چبھا دلمین خار غم ہے وقار ‌ پھر کسی گل کا مبتلا ہون مین

دلمین دل جب وہ ڈال لیتے ہین ‌ جان تک پھر نکال لیتے ہین
گوندھ کر جعد اپنے سر پہ یہ بت ‌ بال باندھا و بال لیتے ہین
سن کے آواز گوش شب کو ہم ‌ اُسکے آنے کی فال لیتے ہین
ہے اجارا اُجاڑتے ہین یہ شوخ ‌ جسکے دل کا محال لیتے ہین
مجھ فتادہ سے ہاتھ اُٹھاتے ہو ‌ گرتے کو تو سنبھال لیتے ہین
دے کے چشمِ سیہ کو سرمہ وہ ‌ سر پہ خونِ غزال لیتے ہین

ہجر مین ڈھونڈھتے ہین وصل وقار
مول خواب و خیال لیتے ہین

میرے قاتل کی آنکھین قاتل ہین
تمسے کرتے ہین ہمسری محبوب
ہے بہت دور مرتبہ اپنا
آگے آنکھون کے ہے وہ بت ہر پل
بوسہ دیتے نہین تو گالی دو

عاشقون کے نظارے بسمل ہین
ذرے خورشید کے مقابل ہین
نالۂ زار عرش منزل ہین
گو تعین کے پردے حائل ہین
کچھ ہمین دو کہ تمسے سائل ہین

ہے جو دنیا وقار خواب ہے وہ
یہ جو نقشے ہین نقش باطل ہین

میرے اُنکے دلون مین راہین ہین
دل مین رہیئے کہ آنکھو نمین رہیئے
یاد مین زلف ورد جانان کی
اے دل اُس چشم شرگین سے بچ

دست بازی کی دستگاہین ہین
آپکی دونون بارگاہین ہین
شام نالے ہین صبح آہین ہین
زہر زیر نگین نگاہین ہین

وہ پڑھی ہے غزل وقار نے آج
جسکے قربان واہ واہین ہین

خرقہ رہین شراب ناب کرون
روبرو تیرے آج اے بے دید
شرم سے آب ہو کے ٹپکے ابر
یار ہے آج شمع بزم غضب
کیون نہو دیر کام مین میرے
بخت بیدار شیب موے سفید

کوئی تو کار با ثواب کرون
خانۂ آئینہ خراب کرون
ایک پل چشم اگر پر آب کرون
دلبر اپنے بھی مین عتاب کرون
جبکہ مین حد کا اضطراب کرون
ہو گئی صبح کیون مین خواب کرون

گرم مضمون سے مقطع کو مین وقار
مطلع مہر کا جواب کرون

چور دروازہ بان کے ہم بھی ہین
اُنکو روزن سے جھانکتے ہم بھی ہین

جو عدم کو وجود سے ہین گئے
گردِ اُس کاروان کی ہم بھی ہین

فاش پردہ کرو نہ کشتون کا
نزع مین مُنھ کو ڈھانکتے ہم بھی ہین

عشق چھوٹا بنا چکا ورنہ
اک بڑے خاندانکے ہم بھی ہین

ترچھی نظرون کو سیدھا رکھین آپ
ورنہ اک ٹیڑھے بانکے ہم بھی ہین

ہے زمین کا ستایا قیس اگر
زخم چین آسمان کے ہم بھی ہین

نقش بیٹھا اُٹھے گا کس سے وقار
سنگ بوس آستان کے ہم بھی ہین

ہے بغل مین یار پر مین دور ہون
واقعی خمیازۂ مخمور ہون

کیفیت مین آئے مین مسرور ہون
مثلِ مے نشہ مین ہر دم چور ہون

پاس اگر آتے نہین ہو تم نہ آؤ
یاد رکھیے گا کہ مین بھی دور ہون

سینہ تابِ آتشِ دوزخ ہو نہین
سرمۂ چشمِ سیاہ طور ہون

روز و شب ہے ماجرائے وصل و ہجر
گاہ ہون مغموم گہ مسرور ہون

حُسن پر غرا اگر ہے آپ کو
مین بھی اپنے عشق پر مغرور ہون

بھید بر سو نہین کھلا یہ اے وقار
خود مین ہون مختار خود مجبور ہون

گاہ بسمل ہون گہے تکبیر ہون
اپنی مین تدبیر کا تقدیر ہون

میرے دم سے ہے جنون کی آبرو
پاسبانِ خانۂ زنجیر ہون

بے زُخمی پر ہے کمان تقدیر کی
گو سراپا ناوکِ تدبیر ہون

دشمنون کے ہون ضرر کا سرنوشت | دوستون کے نفع کی تقریر ہون
ہے خرابی رخنہ اندازِ بنا | قصر بربادی کا مین تعمیر ہون
قد تواضع مین ہے خم مثل کمان | راست کاری مین مثالِ تیر ہون

مین ہون اک نقاش شاعر اے وقار
کھینچتا اشعار کی تصویر ہون

رنگے اشک خونی نے تارِ گریبان | بہار چمن ہے نثارِ گریبان
کفن کو بھی نکلے نہ تار گریبان | جنون مین یہی ہے وقارِ گریبان
سلامت رہے دستِ وحشت الٰہی | کہ گردن پہ رکھا نہ بارِ گریبان
پھٹے کو سیا ہمنے پھاڑا سیے کو | اُڑاتے رہے یون ہی تارِ گریبان
نہ تکلیف دو ہتھکڑی کو عزیزو | کہ اُلجھے ہین ہاتھون مین تارِ گریبان
ہوئی سست چالاکی دستِ وحشت | اُجڑتا ہے اب کاروبارِ گریبان
ترے کنٹھے کی یاد مین مجکو اپنا | ہوا تیغ کا دم کنارِ گریبان

وقار اسمین آئی نظر خاکساری
کہ ہو دود نالہ غبارِ گریبان

ادھر ہین مثل گل مصروف چاکِ جیب و دامانمین | اُدھر مانند غنچہ شرم سے سر ہے گریبان مین
مرصع تمنے جو دانے وہان پہنے یہان ہمنے | بجائے اشک لختِ دل بھرے ہین چشم گریانمین
پسینے کی ترے خوشبو دکھا دے باغبان میرا | سمن ہین نازبو مین نسترن ہین گل ہین ریحانمین
ترے رخسار کو جو کعبہ و مصحف سے دین تشبیہ | یہ کیا معنی نہ آئے فرق اُنکے دین و ایمانمین
ہزارون عاشق ایسے دام و دد کے ہوگئے لقمے | موئے فرہاد و مجنون ہی نہ کہسار و بیابان مین
یہ سگ طینت نہین ہین تیرے در کے لائق اے پیارے | رہی ہے مین ہین تو تو رات دن اغیار و دربانمین

تو اب حج اکبر اے وقار اس شوخ نے لوٹا

تماشا رقص قربانی کا دیکھا عید قربان مین

نہ ہونگے مجرمون مین بالیقین ہم لوگ عقبا مین
کہ کچھ آئے نہین ہین خود سری سے آپ دنیا مین

نہ دل کو شہر سے اُلفت نہ جی لگتا ہے صحرا مین
پریشان ہے دماغ اپنا سر زلف چلیپا مین

مین لایا شاخ طوبیٰ بہر خامہ باغ جنت سے
سخن موزون کیا اُس حور کے جب وصف بالا مین

بلائے آسمانی اونچی چوٹی کا ہوا سودا
زمین کے جو گیا نیچے گیا تیری تمنا مین

صباح و شام تا صد سال روز و شب تجھے ڈھونڈا
حرم مین گاہ بتخانہ مین گاہے گہ کلیسا مین

موا ہون ایک بحر حسن کی مین آب دندان پر
بہا دین میرا لاشہ کہکے بسم اللہ دریا مین

وقار اب گوشۂ تنہائی مین چپ چاپ جا بیٹھو
کیا ہے ضائع نقد عمر کو صرف تماشا مین

وہ بت بول اُٹھے کسی بات مین
خدا سے یہ مانگا مناجات مین

ٹپکتا بہت خانۂ چشم سے
مکان بیٹھ جاتا ہے برسات مین

چمن مین ہے گلچین کا کھٹکا لگا
نہ صیاد سا ہو کہین گھات مین

وہان وعظ کا شور مسجد مین ہے
یہان ہاؤ ہو ہے خرابات مین

یہ دعوت عداوت ہوئی اے وقار
کہ ہو غیر داخل مدارات مین

کمر سے اگر آپ تلوار باندھین
تو ابروے دلکش سے خمدار باندھین

ٹپک جائے خجلت سے ابر آب ہو کر
شب غم جو رونے کا ہم تار باندھین

اگر جلوۂ زلف زنار دکھین
تو مثل برہمن وہ زنار باندھین

چھڑا اُونگا ہاتھون سے اب اُنکے دامن
وہ آنچل مین اب اپنا اقرار باندھین

وقار آج نو کار ہے کام اُن کا
جو مضمون کہنہ کو سو بار باندھین

خیالِ عیش سے کیا کام جان دردپرور کو
ہوا لگتی نہین ہے اوج کی پرکٹ کبوتر کو

وہ چمکاتا ہے شعلہ تیغ کا سر پر رقیبون کے
خدا جانے لگی ہے آگ کیا میرے مقدر کو

نظارہ روے آتشناک کا اچھا نہین اے دل
مثل ہے مہر کی گرمی جلا دیتی ہے تیور کو

بنایا آئینہ لیکن کیا دل کو نہ آئینہ
نہ اتنی بات سوجھی چشم بیناے سکندر کو

جو دیکھے مجکو در پردہ تو ہو کر گرم کہتا ہے
کہ ہے خیر اب اسی مین ٹھنڈے ٹھنڈے جائیے گھر کو

دہانِ زخم دل پر مکھیان ہر دم بھنکتی ہین
دبا پایا تھا جو قاتل نے لبِ شیرین سے خنجر کو

مرا دل نرم اُسکا سخت ہے ہو کسطرح چسپان
مثل مشہور ہے لگتی نہین ہے جونک پتھر کو

تمھارے جلوۂ عارض سے ہے آتشکدہ دیدہ
پلک جھلتی ہے پنکھا شعلۂ بالِ سمندر کو

کیے ہین زیر زلفِ بدبلاے یار نے سرکش
سپاہی کی نہین پروا وقار اس میر لشکر کو

سرو قدّون مین تم ہین بالا ہو
گلعذارون مین تم ہین طُرّا ہو

ہے وہی شعر جو کہ اچھا ہو
خواہ میرا ہو خواہ تیرا ہو

زخم دل مین ہو تیری ابرو کا
تیرے گیسو کا دل مین سودا ہو

ہو رہو میرے یا اُٹھین کے ہو
ہو چکے جلد وہ جو ہونا ہو

تیغ ابرو چلے جدھر اُس کی
بھیڑ چھٹ جاے صاف رستا ہو

موتیا بند ہو جو نرگس کو
آنکھ اُٹھا کر بھی ہم نے دیکھا ہو

وصل مین ہجر کا ہو رنگ وقار
روبرو آنسوؤن کا پردا ہو

کیا جفا کا تری گلا مجکو
کھا گئی ہے مری وفا مجکو

دوستون کا حساب دلمین ہے
عید ہے یار کی جفا مجکو

ہجر خود آشنا مین کافی ہے
نالۂ درد آشنا مجکو

باغ کی ہے ہوا نہ صحرا کی — نہین کھلتا ہے کیا ہوا مجکو
راہ پر جس صنم کو لاتا ہون — وہ بتاتا ہے راستا مجکو
ہجر ساقی مین مے نہین پیتا — خلق کہتی ہے پارسا مجکو
مین ہون شاعر وقار چاہتا ہون
مصرع نالہ دے خدا مجکو

قدر عاشق ذرا نہین تجکو — کیا کہون غیر مرحبا تجکو
کیون جفا اپنے دل پہ ہم نکرین — بے وفا جب سمجھ لیا تجکو
دے ہمین یار تو جو بوسۂ لب — ہم بھی خوش ہوکے دین دعا تجکو
لیکے دل جو دیا ہے داغِ فراق — کیا مرے جان مل گیا تجکو
پاس اپنے بٹھا نہ غیر کو یار
پاس ہے گر وقار کا تجکو

جو کوئی طائر شکستہ بال ہو — زیست اُسکو جال ہو جنجال ہو
مثل آئینہ ترا نظارہ گر — حُسن کی دولت سے مالا مال ہو
ہو جوانی مین ہرا باغ عمل — پر ثمر کب نخل کہنہ سال ہو
چشمِ عاشق مین نہو گا قحط اشک — موتیون کا راجہ کے گھر کال ہو
قتلِ عالم کیون نہ وہ ابرو کرے — تیغ کا سا جسمین یکسر ڈھال ہو
دستِ مجنون پاے ناقہ کا کبھی — اے خدا اے دو جہان خلخال ہو
جھائین آئینہ مین مہ مین داغ ہے — تیری نسبت کوئی تمثال ہو
جو اُٹھائے مثل سبزہ سر وقار
جورِ گردون کی وہ پامال ہو

مین کرون پیار تمھین گالیان دو تم مجکو — اسی غم نے کیا پامال تھا دم مجکو

زہر زنہار ند و بہرِ خدا تم مجکو
بس ہے ایجانِ جہان شہد تبسم مجکو

وصل سے نکلے نئی شکل خطِ توام مین
مین کرون پیار تمہین پیار کرو تم مجکو

خود فراموش کیا یادِ ئے کس کافر کی
خون رُلواتا ہے کس گل کا تبسم مجکو

حیف مٹی ہو مری قالبِ انسانمین خراب
اے خدا کیا نہ بنا جانتا تھا خم مجکو

آگیا یاد حسینون کا وہ جلسہ شب کا
دیکھکر انجمن آرائی انجم مجکو

نیش زن مثل عقارب نہ اقارب ہون وقار
نہ چڑھا ہے نہ چڑھے گا سمِ کژدم مجکو

کسکا چپ رکھتا ہے اندازِ تبسم مجکو
کسکا رُلواتا ہے پردازِ تکلم مجکو

کاش یاد دہن تنگ کرے گم مجکو
کہ کبھی پاؤ نہ عنقا کی طرح تم مجکو

مین کہون آپ تمہین آپ کہین تم مجکو
تم جتاتے نہین کس روز تحکم مجکو

دشتِ غربت مین جو وہ رشکِ قمر یاد آیا
دیدۂ غول ہوئے دیدۂ انجم مجکو

یاد ساقی مین شبِ ہجر یہ تھی کیفیت
خندۂ تیغ تھا مینا کا تبسم مجکو

ہے قسم ساقیِ کوثر کی غمِ ساقی مین
نعرۂ صور ہوا قلقل وقم قم مجکو

داد یارانِ سخن سنج کا احسان ہے وقار
کی ہے اس بزم مین تعلیم تظلم مجکو

جلوہ گر جب وہ شوخ یارب ہو
مثلِ موسیٰ نہ فوت مطلب ہو

رکھو انگیا مین تم اگر جگنو
بالیقین رشکِ ماہِ نخشب ہو

وان سبوے شراب ہو خالی
ساغرِ عمر یان لبالب ہو

صبح فرقت کا مُنھ نہ دیکھین ہم
وصل کی شب وصال کی شب ہو

ہو مخطط وہ روے سادۂ یار
جلد قرآن مرا معرب ہو

ابتو ملکِ عدم کو جاتے ہین
کون جانے کہ لوٹنا کب ہو

میرے ویرانے مین تو آے ماہ — کہ ہراک ذرہ رشکِ کوکب ہو
کر تسلی کو آج وعدۂ وصل — کل ہو اُسکی وفا و یاجب ہو
دور سگ سے ابھی ہو ناپاکی — نفس سرکش اگر مؤدب ہو

چاہیئے کلیات مین جو سخن
تھوڑا تھوڑا وقار وہ سب ہو

کعبہ کو جائین کس لیئے اور کیون کنشت کو — پہونچین یہین سے بندگیان سنگ و خشت کو
گر حُسن گندمی ترا اُنکو نہ تھا پسند — آدم نے چھوڑا کس لیئے باغِ بہشت کو
ہے میرے آگے ایک گل و خار و نیک و بد — اللہ نے بنایا ہے ہر خوب و زشت کو
بارش ضرور چاہیئے ابر فریب کی — شطرنج سان جو چاہے کوئی سبز کشت کو
لایا خدا جو اربعہ عناصر ظہور مین — قائم کیا ہے مجھسے پر اُن کی سرشت کو

لکھا خطِ شکستہ مین ہے یک قلم وقار
منشی آسمان نے مری سرنوشت کو

گو قسم سے کہتے ہو آنے کو پر کب آتے ہو — یہ تو کلمے ہین وہی جو تم سدا فرماتے ہو
نالۂ پیہم کی عادت ہو گئی ہے ہجر مین — دیکھکر بیتابیون کو تم عبث گھبراتے ہو
جیتے جی پوچھی نہ جھوٹون ایکدن بھی میری بات — قبر پر کیون پیٹتے ہو کس لیئے چلاتے ہو
تیغ سرافگن کو کیون تم تولتے ہو بار بار — غیر سا سمجھے ہو بزدل جو مجھے دھمکاتے ہو

اسقدر فکرِ سخن اچھی نہین ہے اے وقار
شعر ہی پڑھتے ہو جب تم سوتے مین براتے ہو

منزلِ ہوش و خرد جلدی کہین کوتاہ ہو — جام بادہ یا الٰہی میرا خضر راہ ہو
کشور الطاف و ملکِ ظلم کے تم شاہ ہو — قصہ کوتہ عاشقون کے ہر طرح دلخواہ ہو
تم سے کیا نسبت ہے زہرہ کو کہ مین تشبیہ دون — غیرتِ خورشید ہو ایجان رشکِ ماہ ہو

حضرتِ یعقوب کا تو دیدۂ روشن ہو کور
پھر کہان نظارۂ رخسارِ جانان جس گھڑی
سبزۂ خط کے تلے گو دب گیا حسنِ جوان

حُسن سے یوسف کے روشن چشمِ کور چاہ ہو
روبروِ آنکھون کے آبِ اشک و دودِ آہ ہو
پھر بھی بحرِ عاشقان تم آبِ زیرِ کاہ ہو

اے وقار اس بزم مین پڑھنا غزل کا ہے عبث
غیر ممکن ہے کہ لب پر دوستون کے واہ ہو

دل رہین یادِ چشمِ مست ہو
اُنکے دامن تک نہ پہونچے جب غبار
پیشِ عاشق کوہ و صحرا ایک ہے
ساتھ پیکان کے مرا کھنچ آئے دل
روبروِ آئینہ رو ہو ترا
اُسکو کیا ہستی مین خوفِ نیستی

وحشتون کا کچھ تو بند و بست ہو
کیون گریبان پر نہ دخلِ دست ہو
کیون ہمین فکرِ بلند و پست ہو
تیر ایسا سینہ مین پیوست ہو
تاکہ طوطی سان دل اپنا مست ہو
نیست مین جو مردِ ان ہست ہو

سوزِ غم سے کیون نہ تڑپے دل وقار
آگ پر اسپند گرمِ جست ہو

صیاد خلق گر کبھی ناوک گذار ہو
گریہ کی وجہ گر رُخِ رنگینِ یار ہو
اُٹھے حنائی ہاتھ کبھی بہرِ فاتحہ
ٹل جائے حشر وہ نہ ٹلے وعدہ گاہ سے
کیا مُنھ ہے ماہتاب کا ہو اُسکے روبرو
گو گردِ سرمہ چشم کو ہو مہر و ماہ کے
اے پیرِ چرخ سبحۂ انجم بے شمار

مرغِ ہوا و ماہیِ دریا شکار ہو
اک پل مین وشت داغِ دلِ لالہ زار ہو
پُرنور پنجشاخہ سے اکدن مزار ہو
جس منتظر کو یار ترا انتظار ہو
خورشید جس حسین کا آئینہ دار ہو
دامن نشینِ یار نہ میرا غبار ہو
آنکھون سے جاری اشک اگر دانہ دار ہو

وہ آئے تعزیت کو مین جی اُٹھون لے وقار

فصل خزان معاوضۂ نوبہار ہو

یاد جسکو چاند سی صورت تری اے یار ہو
عینک بلور اُسکو ہر در و دیوار ہو

شکلِ آئینہ بشر حیران روے یار ہو
ورنہ مثلِ نرگسِ بیمار خود بیمار ہو

رونقِ بازار کیون ہو مثل یوسف وہ عزیز
جسکے کوچہ مین لگا خود مصر کا بازار ہو

دل ہوا ہے دوست اُسکا اسکا اب کیا اعتماد
یار جو دشمن کا ہو وہ خاک اپنا یار ہو

لعل شکر خا کا جھوٹھا تیرے اے آئینہ رو
کھائے جو طائر وہ طوطی سا شکر گفتار ہو

شام کی مشکل سے پیدا کیون نہو سہل سحر
روز و شب جب آہ و نالہ مونس و غمخوار ہو

ہین بسے دلمین ہمارے اُنکے دندان اے وقار
مثلِ نیسان چشم گریان کیون نہ گوہر بار ہو

نہ ایجان ہر وقت ابرو مین بل ہو
کہ خامی مین یہ تیغ ضرب المثل ہو

خرد سرکشی عشق سے کیا کرے گی
نہ محکوم و حاکم مین جنگ و جدل ہو

عوض بوسہ لب کے دو ایک گالی
کبھی تو مری جان نعم البدل ہو

جسے آپ پہلو سے ایجان اُٹھائین
نہ وہ کس طرح گور سے ہم بغل ہو

ٹلے گی نہ خاک اُسکی ہرگز گلی سے
جو نشہ مین الفت کی تیری اٹل ہو

تڑپنے مین وہ رنگ ہو بیکسی کا
کہ افسوس وردِ زبانِ اجل ہو

وقار اس جگہ وصل کی کیا توقع
جہان بوسہ پر روز رد و بدل ہو

روشن تمہارے حُسن سے کیا دل کا داغ ہو
بے نور آفتاب کے آگے چراغ ہو

آئی بہار مے پئین بدمستیان کرین
ساقی و یار و مطرب و نے نہر و باغ ہو

چھائی ہے زلف یون رُخِ رنگین یار پر
جیسے گل گلاب تہ بالِ زاغ ہو

آئے گا آج بلغ مین وہ بہرِ مے کشی
شبنم سے گل کا دھویا ہوا ہر ایاغ ہو

پامالِ جستجوے کمر کا کبھی وقار
عنقا کو بھی نصیب نہ ہرگز سراغ ہو

دوستو حالِ دلِ زار ذرا اُس سے کہو
کم نہو اُسمین ذرا بلکہ سوا اُس سے کہو

بات گڑھ کر نہ کوئی بہرِ خدا اُس سے کہو
جتنا مین مُنھ سے کہون میرا کہا اُس سے کہو

یہ نہ کہیے گا کہ ہم زخمون پہ چھڑکین گے نمک
جس کسی نے کہ نہ چکھا ہو مزا اُس سے کہو

شامِ اندوہ کی شاید کہ سحر ہو جاے
مرا دن رات کا یہ شور و بکا اُس سے کہو

چشمِ بیمار نے بیمار کیا ہے مجکو
لبِ جان بخش کرے میری دوا اُس سے کہو

ہاتھ اُٹھا بیٹھے نہ وہ قتل سے میرے یارو
خون بہا مین نے بحل اپنا کیا اُس سے کہو

اک حسین پوچھتا تھا حالِ وقارِ خستہ
گو بُرا ہو مرا اتنا تو بھلا اُس سے کہو

گردون آسان کار مشکل کو
ٹھنگی تم سے پھیر لون دل کو

کعبۂ رُخ کی یاد مین جو موا
حور ہے اُس بہشت واصل کو

یاد مین غیر کی مجھے بھولے
حق پہ سمجھے مرجع باطل کو

خون بہا کس کا ہو گیا مجرم
مین نے چوما جو پاے قاتل کو

چشمِ گریان ہے دشمنِ مژگان
غرق کشتی کرے گی ساحل کو

مردمِ چشم ہے یہان لیلی
قیس نکلے تلاشِ محمل کو

ہوش مین آ کہ یار آتا ہے
دو خبر یہ وقار غافل کو

ایک سمجھین نہ شادی و غم کو
ہان موخر کرین مقدم کو

ضربِ تیغ ایسی ایک اے قاتل
زخم دیکھے نہ روے مرہم کو

مہر ذرہ کو سمجھین نجم کو ماہ
چاہیے فوق بیش بر کم کو

صبح رخ سے ہٹا دو شامِ زلف
روز شادی کرو شبِ غم کو

عین مردم ہین اشک سے غماز
راز گریہ سُناؤن ہمدم کو

ہے وہ خلوت نشین گوشۂ دل
بے خودی سے خبر ملی تمکو

روئے گا اپنی آبرو کو ابر
چھیڑ کر میری چشم پُر نم کو

عید اضحی کی ہو خوشی جو لے
ہم سے وہ عشرۂ محرم کو

ہین وہ عاشق وقار ہون جو مرون
آئینِ خوبانِ شہر ماتم کو

چھوڑ دون دہر کی محبت کو
نیک سمجھون نہ بد کی صحبت کو

بوسہ ہمکو دیا ہے حسن کی خیر
آفرین بادا اُسکی ہمت کو

آنکھ مین تیری سیل بھی نہ رہی
لگ گئی کیا نظر مروت کو

دیدِ عارض نے تیری آئینہ وار
کر دیا میرے ساتھ حیرت کو

آبرو ہے گھر کی سر کے ساتھ
ہاتھ مین رکھے مرد عزت کو

غمزہ و عشوہ اُنکا آج وقار
لے گیا دل سے صبر و طاقت کو

تم وہ عزیز صاحب حسن و جمال ہو
مثل زلیخا حضرتِ یوسف کا حال ہو

لگتی قفس مین تہمتِ پرواز ہے ابھی
سر رنج مین بھی اپنا اگر زیر بال ہو

اُسکے سوا ہے کونسا صیاد خلق مین
جسکی چھری کو صید حرم کا حلال ہو

اے رشکِ مہر تیرے مقابل وہ ماہ ہو
جسکے کمال مین لگا نقص زوال ہو

اُس چشم سرمگین کا جو دیکھے کبھی سواد
حیرت غبار دیدۂ شوخِ غزال ہو

زنہار قید خانہ مین آئینہ کے نہین
کیونکر نہ دلنواز تمھارا خیال ہو

آب بقا ہے یار کی شمشیر مین وقار

زیست اپنی عاشقون کو نہ کیونکر وبال ہو

گل کو ہزار رنگ ترے رو کی آرزو
سنبل کو بال بال ہے گیسو کی آرزو

آنکھون کو دیدہ دیدۂ بدمست کا ہے شوق
سر کو ہمارے ہے ترے زانو کی آرزو

مرتا نظارۂ رُخِ جانان پہ ہے رقیب
سرہنگ مین ہون ہے مجھے ابرو کی آرزو

دلمین بندھا ہے جبسے خیالِ طلسمِ چشم
ہے دید سحر نرگسِ جادو کی آرزو

محمل کا دشت نجد مین پردہ اُٹھایئے
نکلے تو دل سے ایک دن آہو کی آرزو

تازہ ہے گل سے بلبلِ بدمست کا دماغ
میرے مشام کو ہے ترے بو کی آرزو

دن رات اُنکے ہجر مین رہتی ہے اے وقار
نالے کے دلکو چشم کو آنسو کی آرزو

یوسف کی بھینی بھینی تھی اک پیرہن مین بو
پر عطر فتنہ کی ہے تمھارے بدن مین بو

پروانہ کے ہو جلنے کی جیسے لگن مین بو
یون پھوٹی سوز دل کی مرے انجمن مین بو

بادِ نسیم پھرتی ہے مستانہ ہر طرف
مہکی ہوئی ہے آج تمھاری چمن مین بو

قاتل کی تیغ ابرو کی تعریف لکھی ہے
آتی ہے خونِ ناب کی میرے سخن مین بو

ہے روے لالہ رنگ ترا رشکِ نوبہار
آتی ہے میرے سینہ کی داغ کہن مین بو

خون ہوگیا ہے رشک سے نافہ مین مشک تر
شاید کہ زلف یار کی پہونچی ختن مین بو

اُس گل کے کیا دہن سے ہے تشبیہ اے وقار
غنچہ کے ہے بسا ہندی آتی دہن مین بو

اے دل اسیر دام ہوا و ہوس نہو
غفلت مین یاد ہمنفسان یک نفس نہو

جب دل کا دینا بوسہ کا لینا ٹھہر گیا
لازم ہے پھر تو دونون طرف پیش و پس نہو

کرتے ادب ہین منزل صحراے عشق کا
اس راہ مین پیادہ سوار فرس نہو

اے دل اُلجھ نہ زلف سے عارض کو چھوڑ کر
جب تک بہار گل ہے اسیر قفس نہو

پھرتا ہے شانہ زلف مین اُس مہ کے رات بھر
غفلت گزین گشت شبانہ عسس نہ ہو

اے عندلیب حُسن مین گل کی ہے شان برق
خاکستر آشیان کا کہین خار و خس نہو

گو فرد فرد دیتے ہین اُسکو سوال سب
اے دل تو بارہ عام مین ہان ملتمس نہو

اُس لب کی چاشنی پہ موے کتنے تلخ کام
پابند دل مرا کہین مثل مگس نہو

ہو کاروان روان جو مرے اشک کا وقار
کیونکر فغان نالہ صدا ے جرس نہو

کس نے بیہوش کر دیا مجھکو
بادہ کا جوش کر دیا مجھکو

یاد ہر دم نے آپ کی صاحب
خود فراموش کر دیا مجھکو

چشم مخمور نے تری ساقی
مست و بیہوش کر دیا مجھکو

زلف پا بر ہوا ے جانان نے
خانہ بردوش کر دیا مجھکو

نالہ سان شوق وصل مہ رو نے
ہالہ آغوش کر دیا مجھکو

دل کی بیتابیون نے برق سے آج
دوش بادوش کر دیا مجھکو

گالیون نے کسی صنم کی وقار
ہمہ تن گوش کر دیا مجھکو

دل ہوا منزل سفر تجکو
خاک ہو میری پھر خبر تجکو

روز و شب شام و صبح ڈھونڈھتے ہین
کو بکو شمس اور قمر تجکو

تو تو مثل نظر ہے ہر جائی
کوئی ڈھونڈھے کدھر کدھر تجکو

بیٹھ آنکھون مین میری تل کی طرح
تا نہ بدبین کی ہو نظر تجکو

ہے شب وصلِ یار چپ رہنا
اُسکے رُخ کی قسم سحر تجکو

قلعہ دل جو میرا فتح کیا
تہنیت دیتی ہے ظفر تجکو

ہجر مین ہوگیا وصال اپنا
پر نہ ہرگز ہوئی خبر تجکو

رزم کو غیر کی ہین ہم موجود — پھرہے آنے مین کیا خطر تجکو

تو سلامت پھرے وہانسے وقار
سفر خشک ہوئے تر تجکو

دل مرا اُس ترک کا نخچیر ہو — پار سینہ کے مژہ کا تیر ہو
لکھون اُسکی چینی رنگت کا وصف — آب زر حاضر پئے تحریر ہو
دیدۂ حیرت ہو چشم آئینہ — نقش دل پر یار کی تصویر ہو
چل نہین سکتا فریب مدعا — کیون نہ محتاجِ دعا تاثیر ہو
چاہیے مرقد سے مرے دامن کشان — تا نہ دستِ شوق دامنگیر ہو
سر نہ پھیرونگا جنونِ عشق سے — گرچہ پانوٗن مین مرے زنجیر ہو

برقِ آفت پاسبان ہوا ے وقار
خرمن غم کی جہان تو قیہ ہو

دلِ شیخ مین کاش عشق بتان ہو — کہ ہر وقت اللہ وردِ زبان ہو
اگر نامہ بر آج میرا روان ہو — توکل فضل یزدان سے داخل وہان ہو
سرِ دست بوسہ پہ دل بیچتا ہون — بلا سے اگر فائدہ مین زیان ہو
ادا ہو نہ وصف اُنکے گیسو کا ہرگز — بیان کو ہر اک مو اگرچہ زبان ہو
ہر اک گل پہ افشان ہو گل مہندیکی سی — اگر باغ مین چشم تر خون فشان ہو
جو ہو یار و یوسف کی تصویر یک جا — زمانہ کو توام کا شک بے گمان ہو

وقار آہ کی اب ہلاتا ہون چادر
کہ دستِ تعدی سے امن و امان ہو

نہ وا غنچے سا اُس گل کا دہن ہو — کہ خالِ حرف رخسارِ سخن ہو
بطرز نو ہرا داغِ کہن ہو — گل خون سے مرا سینہ چمن ہو

کبھی وہ زلف ہو شامِ غریبان — کبھی یارب وہ رُخ صبحِ وطن ہو
اگر چشمِ سیاہِ یار دیکھے — غزالِ چین کا نشۂ ہرن ہو
جو یوسف کی طرح دون سونگھکر جان — دہن کے پاس وہ سیبِ ذقن ہو
جو پیراہن کا ہو مشتاق عاشق — لحد مین گور اُسکی بھی کفن ہو

بلا سے اے وقار ابتر ہوا احوال
اگر سودا اسے زلفِ پُرشکن ہو

عارض پہ رہی زلفِ سیہ فام ہمیشہ — پامال رہا کفر کا اسلام ہمیشہ
اک رات بھی سونا نہوا ساتھ میسر — کہنے کو رہا تمسے مین بدنام ہمیشہ
افسوس نہ چھوٹا کبھی خورشید گہن سے — چہرہ پہ رہی زلفِ سیہ فام ہمیشہ
آنکھین کبھی دکھلائین کبھی وہ ہوے برہم — دکھ دیتی رہی گردشِ ایام ہمیشہ
پائی نہ کدورت نے جگہ شیشۂ دل مین — خالی مے نخوت سے رہا جام ہمیشہ
جاسوس ہین اُنکے کہ فرشتے ہین خدا کے — دو ساتھ لگے پھرتے ہین تمام ہمیشہ
صورت بھی نہ دکھلائی جھروکے سے کسی روز — ہم تکتے رہے یار سوے بام ہمیشہ
ہے پختہ مزاجون کے لئے سنگ حوادث — رہتا ہے سلامت ثمر خام ہمیشہ
دم بھرتے ہین آہو تری خوش چشمی کا تو کیا — پستے رہے ان آنکھونپہ بادام ہمیشہ

کرتا ہون وقار آج تمھین ایک نصیحت
وہ کام کرو جسمین رہے نام ہمیشہ

جو یار ہے قدر کو تعلق قضا کے ساتھ — وہ ظلم کو ہے ربط تمھاری ادا کے ساتھ
ہے اتحاد کاکل و گیسو کا زلف سے — اے دل یہ وہ بلا ہے جو ہے دو بلا کے ساتھ
معدوم ساتھ روح کے ہوتا نہین ہے جسم — مرتا نہین سُنا ہے کوئی آشنا کے ساتھ
ضد و نقیض گو نہو پر اسکو کیا کہون — لپٹی تری جفا ہے جو میری وفا کے ساتھ

ہے باعثِ وصال فراقِ صنم وقار
آتا ہے مُنھ کو پھٹ کے کلیجہ بکا کے ساتھ

نہ کہو بات بات پر واللہ
کہ ہو مرغ سخن کو پر واللہ

تیرے ظلم حیا نے وصل مین بھی
رکھا بےچین رات بھر واللہ

ہم نشینون کا ہون ستم دیدہ
اپنے سایہ سے ہے خطر واللہ

مثلِ شبنم نہ اُٹھون بیٹھون گا
بے ثباتی پہ ہے نظر واللہ

تھی نہ بازقماش کی یہ برات
آئے شمشیر سے وہ سر واللہ

ہے رگِ برگِ گل سے نازکتر
یار کی بال سی کمر واللہ

یادگاری مین زلف و رُخ کی وقار
ہوگئی شام سے سحر واللہ

دل کا لب پر تو اپنے داغ تو دیکھ
یار آبِ بقا پہ زاغ تو دیکھ

کردے آئینہ کو چمن اندود
اے گل اپنی بہار باغ تو دیکھ

عذر ہے بدتر از گناہ اے شیخ
توڑ توبہ سے ایاغ تو دیکھ

ساز بو مشک کی نہین سر ہو
عاشقِ زلف کا دماغ تو دیکھ

کیسا پھولا پھلا ہے داغون سے
زخم سینہ کا خانہ باغ تو دیکھ

ناف سے ڈھونڈھتا ہون تیری کمر
اے پری منظر سراغ تو دیکھ

بوڑھے دل پر وقار کے ہے داغ
چاندنی رات کا چراغ تو دیکھ

اپنے عارض کا خال مجھسے نہ پوچھ
خلد مین ہے ہلال مجھسے نہ پوچھ

حیرتی آینہ ہے عارض کا
اپنا حُسن و جمال مجھسے نہ پوچھ

وصل سے ہجر پوچھ ہجر سے وصل
اپنا ہجر و وصال مجھسے نہ پوچھ

چشمۂ خضر ہے دہن تیرا
لب ہین رشک زلال مجھسے نپوچھ

پوچھ لیتا ہے دل سے تو
اے صنم میرا حال مجھسے نپوچھ

سایۂ قد ہے اُسکے گلشن مین
ہر شجر ہے نہال مجھسے نپوچھ

غم مین تیرے وقار کا اے بت
ہے دگرگون جو حال مجھسے نپوچھ

اُلفتِ شیرین کو بھاری سل سمجھ
سہل کو اے کوہکن مشکل سمجھ

گرد بادِ دشت اے مجنون ہو
تل کو لیلی چشم کو محمل سمجھ

جان نبضِ راہ دشتِ نیستی
تیغ ابرو کا مجھے بسمل سمجھ

دل کو بیت اللہ کہتا ہے جہان
اسکو اے بت منزلت منزل سمجھ

ہے جو شب بیدار تیری یاد مین
اُس فرامش کار کو غافل سمجھ

خونِ دل ہے سرخروئی کا نشان
مجھکو بسمل اپنا اے قاتل سمجھ

وہ نگاہِ گرم ہے برق اے وقار
خرمنِ ہستی کو بے حاصل سمجھ

دل مین جو حسرتِ دوستان ہو گرہ
پھر وہ ناخن سے وا کہان ہو گرہ

وہ بنے تار سبحہ و زنار
کاروبار اپنے مین جہان ہو گرہ

گل اگر دیکھے وہ لبِ رنگین
زیرِ لب خندہ غنچہ سان ہو گرہ

عقدۂ زلف کا جو کھولون حال
اندرونِ دہن زبان ہو گرہ

صاف ہرگز نہو شکستہ تار
گرچہ جوڑین تو درمیان ہو گرہ

دیکھکر تیرے جوڑے کی بندش
مار سیدھا ہو بے نشان ہو گرہ

ہو عیان خاک اُسپہ حالِ نہان
جبکہ لب پر مرے فغان ہو گرہ

اسقدر نرم ہے بدن اس کا
مثل رشتہ ہر استخوان ہو گرہ

دون گرہ بند پر قبا کی وقار
تا نشانی کی خوش نشان ہو گرہ

کھاتے ہین گل ہزارون ہے یہ بہار تازہ | زنجیر کا ہوا ہے پھر روزگار تازہ
آئی نہین کسی مین تیری سی دلفریبی | ہر روز جو لگا کر لائے شکار تازہ
اتنا دیا ہے پانی تلوون کے آبلون نے | کہسار و دشت کا ہے ہر خشک خار تازہ
اُس بیوفا کا وعدہ سچا کبھی نہ دیکھا | کرتا ہے روز جھوٹے قول و قرار تازہ

دیوان ہے ہمارا بہزاد کا مرقع
ہین اے وقار جسمین نقش و نگار تازہ

فرہاد وار غم کا وہ سر پر اُٹھائے کوہ | بیٹھے جو جھکے خاک پہ مانند پائے کوہ
پتھر کا بن گیا ہو نہین اک بت کے عشق مین | آواز دوستون کی ہوئی ہے صدائے کوہ
سینہ کو داغ داغ کو سینہ ہوا ہے وضع | ہے کوہ بہر لالہ وُ لالہ برائے کوہ

فرہاد دل ہے تیشہ ہے ناخن مرا وقار
ہر چشم جوئے شیر ہے سینہ بجائے کوہ

دمبدم بے یار دل کرتا ہے یون ہر بار آہ | جیسے اُٹھتے بیٹھتے وردِ لبِ بیمار آہ
کم نہین بانگِ جرس سے نالہ راہِ عشق مین | کاروانِ اشک مین ہے کاروان سالار آہ
شوقِ وصل دید کا دیکھا جو کثرت سے ہجوم | آنکھ سے ناراض آنسو سینہ سے بیزار آہ
آب جوئے چشم سے سرسبز نخلِ عشق ہے | مثلِ شاخِ گل نہو کس طرح حسرت بار آہ

ہے تصور تیغِ ابرو کا جو اک سفاک کی
ہے رگِ بسمل سے سینہ مین وقار افگار آہ

نہو ایسا کہ گھٹ کر غنچہ سان سینہ سے دم نکلے | پلا ساقی مے گلگون کہ دل سے خارِ غم نکلے
تم افشان چھڑکے پیشانی پہ کل جو صبح دم نکلے | چھپا سورج ستارے آسمان پر اے صنم نکلے

نصیب اپنا سا برگشتہ اگر ڈھونڈھین تو کم نکلے
جو لاوین شہد ہم بازار سے تو گھر مین سم نکلے

تمہارے عشق ابرو مین ہلال عید کی صورت
ہزارون اُنگلیان اُٹھین جدھر سے ہو کے ہم نکلے

عدم سے روح مجنون آئے اُسکی پیشوائی کو
ترا دیوانہ اور لیلی جو گھر سے دو قدم نکلے

کسی کا کیا گلہ خوبی ہے یہ اپنے مقدر کی
وہ ہون مانوس غیرون سے ہمارا اُنسے رم نکلے

غریقِ بحرِ حسرت ہون کرون مین رشک کس کس کا
ترے عاشق پری اور حور و غلمان ارم نکلے

لکھین مضمون اگر ہم میکشی کا اپنے ساقی کی
قسم جمشید کی حرفون سے شاخِ بادہ جم نکلے

حیاتِ جاودانی اپنی سمجھون لے وقار اُسکو
پھونچکر آستانِ یار پر اپنا جو دم نکلے

خامشی عشاق سیکھین طوطیِ تصویر کی
فائدہ کیا رات دن گر آہ بے تاثیر کی

لطف کیا گر کوہکن نے فکر جوے شیر کی
جان شیرین کی نہ اپنی خاک کچھ تدبیر کی

روے آتشناک سے اُنکے نقاب اُٹھے اگر
شمع رہ جائیگی بجھ کر ماہ پُر تنویر کی

مانعِ دیدارِ جانان غش ہوا وقتِ وصال
بن گئی فرعون موسیٰ کو کجی تقدیر کی

حائل پرواز ہے اُسکی ہوا مین مرغ دل
ہر مژہ پر جسکے پھبتی ہے قضا کے تیر کی

آمد خط سے اُڑے غیر اپنی چاندی ہو گئی
سبزۂ روے مطلا بوٹی تھا اکسیر کی

ہے ترقی پر فروغِ طبع عالی اے وقار
شمعِ مضمون کو مرے پروا نہین گلگیر کی

جیسے دیکھی ہم نے صورت اک بت بے پیر کی
چاہ اے مانی نہین یوسف کی بھی تصویر کی

کر دیا زندہ مجھے معمار نے مرنے کے بعد
قبر میری رہگذر مین یار کی تعمیر کی

مثل داؤد اے جنون آہن کو ہم کرتے تھے موم
جن دنون طاقت تھی تن مین دانۂ زنجیر کی

کسکے برق حُسن کی ہر گل مین سوزش ہے کہ آج
جستجو ہے باغبان گلچین کو آتشگیر کی

تشنۂ جامِ شہادت کی بجھی اک دن نہ پیاس
آبداری دیکھ لی قاتل تری شمشیر کی

کس خطا پر بن گیا ہین تو وہ تیر مژہ
کچھ بھی ثابت او کمان ابرو مری تقصیر کی

کر چلے برباد جب تخم جنون فرہاد و قیس
وادیِ غربت مین ہمنے بے تردد سیر کی

میری تربت پر وہ آیا فاتحہ پڑھنے وقار
بعد مدت قبر کے تعویذ نے تاثیر کی

یار نے وضع یہ نکالی ہے
بات پیچھے ہے پہلے گالی ہے

دے کے سر عشق زلف مین ہمنے
کیا بلائے سیاہ ٹالی ہے

ہر طرف کر کے میرے چہرے کو
مُنہ پر اُس شوخ کے بحالی ہے

تیرے گالون مین اے گل خوبی
لالہ کی پتیون کی لالی ہے

خون آلودہ جوہرون سے وہ تیغ
تازہ پھولون کی ایک ڈالی ہے

تیرے رُخ کے مقابلہ مین ماہ
کھریا مٹی کی اک سفالی ہے

گول گول اُنکی باہین ہین یکدست
سانچے مین بھی کلائی ڈھالی ہے

بیٹھتے ہی ہمارے اُٹھ گئے وہ
اُنکی جو چال ہے نرالی ہے

ہر تارِ نگاہِ شوق وقار
جنتری اُنکے در کی جالی ہے

گل غنچہ ہو گیا ترے رشکِ جمال سے
شبنم ہے آئینہ عرقِ انفعال سے

انصاف شرط قیس کو وحشت نہ کیسے ہو
بڑھکر ہے آنکھ لیلی کی چشمِ غزال سے

ہوگا وہ دیر صید کہ آہوے حرم کا ہو
مطلب اُنھین نہین ہے حرام و حلال سے

اے رشکِ ماہتاب یہ اونچی ہوئی ہے قد
ابرو کے غم مین لٹ گئے ہین ہم ہلال سے

دیکھا جو دام زلف ہوئی آرمیدگی
وحشت تھی مجکو اپنے ہر اک نقش بال سے

روڑے کی طرح ٹھوکرین کھاتا رہیگا وہ
جو سر کہ بچ رہے گا تری پائمال سے

مضمون کی نہ آئیگی بندش ہین اے وقار

باریک وہ کمر ہے ہمارے خیال سے

وہ مژہ مارتی کٹاری ہے
چشم بد دور زخم کاری ہے

آنکھین چمکا گیا وہ برق آسا
دل مرا وقف بیقراری ہے

قیس باد صبا ہے بو لیلے
شاخ گل نافہ کی سواری ہے

زلف تک گو نہ پہونچا شانہ وار
ہاتھ کو پر امید واری ہے

دل پہ چڑھتی نہین کوئی تدبیر
میری تقدیر وہ اُتاری ہے

دوستون سے ہے اُنکی عیاری
اور اعدا سے دوستداری ہے

دم سمجھتا ہے اے وقار وہ شوخ
میری رودن سے دم شماری ہے

ہو عید یا محرم ہم غم کیا کرین گے
وہ روزہ دہر دون مین ماتم کیا کرینگے

مضمون درہمی کا گیسو کے باندھینگے ہم
ہردم مزاج اپنا برہم کیا کرینگے

اُس حرف ناشنو کی فرقت مین چپکے بیٹھے
ہم اپنے دل سے باتین ہردم کیا کرینگے

کانون تک اُسکے پہونچے مانند زلف جب ہم
سرگوشیان سراسر باہم کیا کرینگے

وہ زلف و رُخ سے اپنے کافور و مشک لیکر
تیار زخم دل کا مرہم کیا کرینگے

گو تلخ وہ کہین گے لبہاے شکرین سے
ہردم دعا مگر ہم ہمدم کیا کرینگے

گو خون کا قطرہ قطرہ دل سے وقار کم ہو
لیکن سخن سخن سے ہم ضم کیا کرین گے

ہر اک کے لب نشین سخن سخت و سُست ہے
جب سے کہ عشق قامتِ چالاک و چست ہے

میرا یہ مُنھ حضور کہ لاؤن زبان پر
جو قول و فعل آپکا ہے نادرست ہے

بیمار چشم کا تری بیمار جو ہوا
تشخیص مین مسیح کی وہ تندرست ہے

ہر پل جو اشک ہر بُنِ مژگان سے ہے روان
اپنے سیاہ نامہ کی یہ شود شست ہے

وعدہ کا اُنکے کیا لکھون احوال اے وقار
برسین اگرچہ گذری ہین روز نخست ہے

کچھ تو ہے آہ اگر نہین اُٹھتی
ورنہ کیون رات بھر نہین اُٹھتی

اسقدر ناتوان ہے چشم شوق
اُسکے رُخ سے نظر نہین اُٹھتی

گردن شمع پیش روے یار
مثل نرگس مگر نہین اُٹھتی

دل سے اُٹھتی ہے یون تو ہردم آہ
کوئی بھی کارگر نہین اُٹھتی

کب ترے در سے عاشقون کی صنم
نعش وقتِ سحر نہین اُٹھتی

تیرے در پر سہارا دے دیوار
کہ سرِ مو کمر نہین اُٹھتی

مین طبیعت کو چاہتا ہون وقار
کہ اُٹھے اُس سے پر نہین اُٹھتی

مجھے غش ہو وہ دامن کی ہوا دے
مسیحائی سے مردے کو جلا دے

وصال و وصل کی فرقت ہے طالب
جو کچھ دینا ہو تجکو اے خدا دے

کباب و ساقی و محبوب و بادہ
یہ چارون اے خدا دو سرا دے

اُٹھایا ہے جو سر گریہ نے بیڈھب
نظر مین ہے کہ آنکھون کو بٹھا دے

پتنگ آسا جلا کر شمعِ رُخ سے
چراغِ زندگی میرا بجھا دے

شب وصلت ستم ہے زلف رُخ پر
تکلف لن ترانی کا اُٹھا دے

نقابِ روے زیرِ زلف اُلٹ کر
طلسم روز و شب یکجا دکھا دے

خیالِ یار مین ہے بیقراری
کہین سے کوئی مجکو صبر لا دے

لپٹ کر سو گسی شب ساتھ میرے
کبھی تو بخت خوابیدہ جگا دے

فدا ے خال رُخ بھادر پہ اپنے
برا ے قبر تل بھر مجکو جا دے

وقار اقرار کیا ہوا اس کا باور

نہ جب تک ہاتھ کا اپنے لکھا دے

تعریف لکھنی ہے کمر مو مثال کی
باریک بین ہوں کھینچنی ہے کھال بال کی

ہے نقص میں بھی اُسکے تجلی کمال کی
ہو داغ قمر کی شکل ہے چہرہ پہ خال کی

نوبت یہ پہونچی موے میان کے خیال کی
آنکھوں میں ہے کھٹک مری ہر وقت بال کی

اے ہجر حُسن حال نہ بیتابیوں کا پوچھ
دل میرا تیری زلف میں مچھلی ہے جال کی

گو دور بھاگتے ہیں مرے رنج سے حضور
مجھکو تو پاسداری ہے اپنے ملال کی

بوسہ دہن کا اُسکے نہ پائینگے اپنے لب
داغی ہے میں نے نوک زبان سوال کی

دندان کے استعارہ سے گوہر ہیں آبدار
تشبیہ لب سے یار کے سُرخی ہے لال کی

پیدا ہو شیشہ سنگ سے قدرت خدا کی ہے
صورت ہے شام ہجر میں صبح وصال کی

ہم تو کمیت خامہ اُڑاتے رہے وقار
پست و بلند کی نہ کبھی دیکھ بھال کی

اے ماہ تیرے ہجر میں نالہ بلند ہے
ہر کنگرہ پہ عرش کے میری کمند ہے

جیسے کہ عشق خالِ رخِ دلپسند ہے
یہ رشک ہے کہ آگ میں جلتا سپند ہے

ٹانکے گئے ہیں سینہ و دل کے ہمارے زخم
دیوار و در کا یار کے ہر رخنہ بند ہے

مژگان و آہ و گریہ ہیں باران و برق و ابر
نالہ ہمارا رعد سے غل میں دو چند ہے

مانند سایہ ساتھ میں پھرتا ہوں یار کے
ہموار ہے وہ راہ جو پست و بلند ہے

نازک ہے میری طبع اُٹھاتی نہیں ہے بار
وہ گل ہوں عکس خار سے جسکو گزند ہے

پھولا ہے غنچہ جیب میں دامن میں گل کھلا
سر کو مرے وقار گریبان پسند ہے

لالہ تمھاری تیغ نگہ کا شہید ہے
نرگس ستادہ باغ میں حیران دید ہے

اُس مہ کی دور سے ہی تمنائے دید ہے
دیکھوں اگر میں پاس سے عید سعید ہے

یارو ملو جبین سے مری خاکِ پائے یار
صندل سے بھی صداع کو زائد مفید ہے

شمشاد و سرو دونون تمھارے غلام ہین
سوسن بھی مثل شبو کے اک زر خرید ہے

پستانِ یار ہاتھ نہ آئے کبھی مرے
محروم ہائے بار سے نخلِ امید ہے

مانگے جو دست گردان کوئی دوست دیدہ دین
میری نظر مین دل مرا مالِ مزید ہے

سلوائی ہے رقیب سے پوشاک آپ نے
کہیے تو ہم سے نیت قطع و برید ہے

انگشتر طلائی ہین پان خوردہ تیرے لب
مسی و لیکن اُنمین نگین جدید ہے

قاضی نے ایک حلت و حرمت کو کر دیا
جیسے تمھارا عاشق گفت و شنید ہے

گنجینۂ سخن پہ اگرچہ ہون لاکھ قفل
لیکن وقار خامہ بھی اپنا کلید ہے

بسی نظرون مین زلفِ پُر شکن ہے
کہ دیدہ نافۂ مشکِ ختن ہے

عبث فانوس ہے ورنہ فقط شب
پتنگ اور شمع کی خود پیرہن ہے

مثالِ ذرہ ہائے کوچۂ یار
ہمارا ضعف سے ہر جا وطن ہے

سخن کنجی خزانہ دل ہے اپنا
مگر قفل اس خزانہ کا دہن ہے

خوشی بلبل کے گھر ہے عید کی آج
جو وہ گل جلوہ فرمائے چمن ہے

خضر سے کیون نہ دون تشبیہ تل کو
جو چشمہ خضر کا چاہِ ذقن ہے

وقار اُسکی نزاکت کیا کہے وہ
زبانِ لال رکھتی نسترن ہے

ترکش کی طرح جسم مین گر تیر کی بھرتی
اک زخم سے نیت نہین نخچیر کی بھرتی

محبوب چنندہ مری آنکھو نمین بسے ہین
وہ کب ہے مرقع جو ہو تصویر کی بھرتی

سر رکھتا مرے پاؤن پہ وہ ترک ستمگار
جو کوئی کڑی خون مین زنجیر کی بھرتی

سودا نہ وہ ہوون عارض پُر نور کا اُسکے
معجون مین ہو میرے طباشیر کی بھرتی

قاتل کی مرے کہنیون سے خون ٹپکتا
یکدست جو گہ قبضۂ شمشیر کی بھرتی

بھرنا نہین ممکن ہے کسی زخم جگر کا
جب تک کہ نہو مرہم تدبیر کی بھرتی

واللہ وقار آپ نے یہ گردنی کھائی
ہر شعر مین الفاظ ہین خوگیر کی بھرتی

اُس شوخ کے وصلت سے طبیعت نہین بھرتی
ہوکے کی یہ ہے بات کہ نیت نہین بھرتی

گر وصل نہو خیر مگر بوسہ دیے جاؤ
ہر روز کے فاقون کی مصیبت نہین بھرتی

اے دیدۂ خونبار ترے رو برو پانی
ہر بوند سے کب بارشِ رحمت نہین بھرتی

گھل گھل کے موا ہون جو کمر کے ترے غم مین
حسرت کے سوا لاش سے تربت نہین بھرتی

باڑے کے فقیرون کی طرح بیٹھے ہین عاشق
کب آکے گلی مین تری خلقت نہین بھرتی

بوسہ کے نہ دینے پہ وقار اُنکو ندو دل
اس نخل کی حامی مری ہمت نہین بھرتی

کشتہ قد کا ہون ترے اے گل تریاد رہے
میری تربت پہ سدا سایۂ شمشاد رہے

چھوڑ کر الفت عارض جو ہوے عاشق زلف
کعبے ویران رہے بتکدے آباد رہے

داد غیرون کو جو دی تمنے بلا سے اپنی
عمر بھر ہمتو صنم موردِ بیداد رہے

عشق نے قید مشقت سے رہائی کب دی
آج تک ہمتو وہی کاٹتے میعاد رہے

داغِ حسرت ہی ملے خط غلامی کے عوض
پاس میرے بھی سند اے ستم ایجاد رہے

خود گلا کاٹ کے قیدِ غمِ فرقت سے چھٹے
شکر ہے ہمتو نہ منت کش جلاد رہے

عشق مین ہم کمر یار کی اک عمر وقار
چشم مردم سے نہان صورتِ ہمزاد رہے

اسقدر زخمی حسرت دل ناشاد رہے
سینہ داغون سے سدا گلشن شداد رہے

مین وہ تھا مرغ خوش الحان کہ جسے کر کے ذبح
خاک اُڑاتے چمن دہر مین صیاد رہے

ہو جو عاشق تو کرے ضبط قلق مین پیدا — شمع سان سر ہو قلم لب پہ نہ فریاد رہے

فقط افسانے رہے دہر مین باقی اے یار — تو وہ شیرین نہ رہا ہم نہ وہ فرہاد رہے

تیری صناعی کا پھر کون موصف ہوگا — ہم جب عالم مین نہ او صانعِ ایجاد رہے

مین ہون ایجان وہ دیوانہ سلیمان رتبہ — ہاتھ باندھے مری خدمت مین پریزاد رہے

مرنے پر بھی ہے یہ ڈر پانون نہ پھیلائے جنون — بیڑیان ساتھ لیئے قبر پہ حداد رہے

دل مرا حور سے غنچہ کی روش ہوگا تنگ — گلرخو تم مجھے جنت مین اگر یاد رہے

کوہ بھی ہو تو وہ ہو کاہ سا کاہیدہ وقار
عشق کی میری طرح اُسپہ جو اُفتاد رہے

خدا دراز کرے عمر ناتوانی کی — مثالِ نقشِ قدم مین نے زندگانی کی

رواقِ چشم مین بیٹھو مثال انسان تم — جو میرے حال پہ اے ماہ مہربانی کی

تمھارے حُسن کی ہر اک پری ہے دیوانی — فریفتہ ہے مگر حور دلستانی کی

گیا جو سیر چمن زار کو وہ غنچہ دہن — ہزار رنگ سے ہر گل نے زرفشانی کی

تم اوستادِ ستم پیر چرخ ہے شاگرد — قسم ہے اُٹھتی ہوئی آپ کی جوانی کی

جو درد نامہ دیا ہم نے نامہ بر کو وقار
خلاف واقعہ تقریر کچھ زبانی کی

دل پہ آئینہ ہوا ہے صبح کے نظارہ سے — رنگ ہے مہتاب کا پھیکا ترے رُخسارہ سے

کچھ پسینے کے ہین قطرے رخ پہ ساکن کچھ روان — طرز سیکھا یار نے یہ ثابت و سیارہ سے

جیسے دیکھا ہے گلِ صد برگ دلمین ہے مرے — ایک نسخہ جمع کیجے سینۂ صد پارہ سے

عکس و آئینہ کا جادو ہے وصال اُس شوخ کا — ہو گیا ہے دل مرا حسرت کدہ نظارہ سے

آہ سرد و اشک تر ہے ابر و باران صبح و شام — لخت دل گرتے ہین گرما گرم آتشپارہ سے

پیر گردون کی ہے بیتابی سے دل میرا سکون — چین آتا طفل کو ہے جنبش گہوارہ سے

پیرزالِ دہر کیسی حسین ہین مکر و فریب — مرد سادہ کیا بنا ہے اُس زنِ مکارہ سے
غنچۂ دل ہے شگفتہ یار رخ مین مثلِ گل — دامنِ گلچین ہین آنکھین کثرتِ نظارہ سے

جامِ مے ٹوٹے کہ ٹوٹے توبۂ مے اے وقار
پر نہ ٹوٹے عہد میرا ساقیِ میخوارہ سے

مژۂ یار اشک سے نم ہے — سبزہ پامالِ طفلِ شبنم ہے
شادی و غم چمن مین توام ہے — آنکھ ہے پھول اشکِ شبنم ہے
ترکِ قاتل کی تیغ خون آلود — میرے زخمِ جگر کو مرہم ہے
بتکدہ ہو گیا خدا کا گھر — کیا ہی وضعِ زمانہ برہم ہے
جستجو مین بہشت رویون کی — چھانتی خاک نسلِ آدم ہے
وصف تیرے لبون کا کیا لکھون — ایک کوثر ہے ایک زمزم ہے

چہرۂ یار ہے عرق آلود
یا کہ گل پر وقار شبنم ہے

مے و ساقی کے غم مین دل لہو ہے — خطِ ساغر مجھے طوقِ گلو ہے
حرم ہے یا کہ بتخانہ ہے ایک — ہمارے چشم و دل مین یار تو ہے
کمر کا اُسکی کیا ہو وصف تحریر — اگر ہے واقعی تو کوئی مو ہے
غمِ چاکِ گریبان ہے عدو کو — شگافِ چوب محتاجِ رفو ہے
گردن اب پانون سے طے راہ مستی — کہ میرے ہاتھ مین دستِ سبو ہے
مری آنکھین ہوئین شمس و قمر پوش — بسا دل مین جو اک آئینہ رو ہے

نہ اُترا میرے تن سے جامۂ خاک
وقار اپنی اسی مین آبرو ہے

قامتِ یار سروِ موزون ہے — بلکہ میرا بلند مضمون ہے

لال موباف والی وہ چوٹی
عاشقون کے لئے شب خون ہے

دور ساغر ہے گردش مژگان
جیسے وہ چشم مست میگون ہے

شام غربت سے ہے مجکو صبح وطن
سایہ گاہ اپنا بید مجنون ہے

پردۂ عجز مین ہے بانگ غرور
بات کا تار تار ارغون ہے

میرا منھ قیس کو کہون مجنون
حکمت عشق مین فلاطون ہے

زلف کا اے وقار لکھا وصف
شعر مار سیہ کا افسون ہے

اُس گلی کی ہوا کی خواہش ہے
دل کو ٹھنڈی غذا کی خواہش ہے

شفقی دے شراب اے ساقی
آب آتش نما کی خواہش ہے

اُس گل تر کے پاؤن تک پہونچے
یہی رنگ حنا کی خواہش ہے

نام دار الفنا ہے اُنکو موت
جنکو دار البقا کی خواہش ہے

چاہتا دل ہے اُس ستمگر کو
دیکھیے کیا خدا کی خواہش ہے

گریہ و آہ مین رہون دن رات
یہی ارض و سما کی خواہش ہے

ابتدا مین ہوا ہون طالب وصل
اے وقار انتہا کی خواہش ہے

باغ الفت مین گل جو خودرو ہے
خون بلبل کا رنگ ہے بو ہے

عاشق جان فدا اے ابرو ہے
جو مہ عید سر بزانو ہے

فتنۂ حشر زلف عمر دراز
پر بلائے سیاہ گیسو ہے

تیری ابرو ہے تیغ اے سفاک
جوہر تیغ چین ابرو ہے

حسن اُنکا اگر ہے سنگین دل
عشق اپنا بھی سخت بازو ہے

لین نہ شور نشور سے کروٹ
وہ یہان خواب چار پہلو ہے

تولے شعر کو مرے حاسد / پاس اگر نظم کی ترازو ہے
کیون نہ وہ چشم شوق مین کھٹکے / اے پری رو کمر تری مو ہے

اُسکا عاشق ہوا ہون جسکی وقار
چشم آہو نگاہ آہو ہے

اُنکے کتے ہڈیان جسروز میری کھائینگے / رات بھر بھونکا کرینگے ایسے بولا جائینگے
خال سرمہ دیکھکر رخسار رنگین پر ترے / داغ دلپر لالہ سان خوبانِ گلشن کھائینگے
چاک کی پہونچے گی گردش خاک میری گردکو / دیکھکر چکر کو میرے کوزہ گر چکرائینگے
کہنے سُننے کی نہین ہے بات ایدل کیا کرون / آہ سے گھبرائینگے وہ نالہ سے تنگ آئینگے
بھاگتی تھی روح جیسے جسم سے ایسے ہی وہ / کلبۂ تیرہ مین میرے آنے سے گھبرائینگے
اک نہ اک دن یار سے الزام دلوائے گا دل / رنگ بیتابی کے باتون باتون مین کھل جائینگے

عشق سے ضد حسن کو ہے ابتدا سے اے وقار
مین جو تھوڑا بھی ہنسا تو وہ بہت رُلوائینگے

گر عدو تقدیر ہے تدبیر رہنے دیجیے / دوست کا دلمین ہمارے تیر رہنے دیجیے
ہین جو عاشق کام مزدورون کا وہ کرتے نہین / ذمۂ فرہاد جوے شیر رہنے دیجیے
لیلی و مجنون کی اک کاغذ پہ ہوتی ہے شبیہ / روبرو اُسکے مری تصویر رہنے دیجیے
ہے جنون فصلی کرو زنجیر تار اشک سے / طور پر میرے مری تدبیر رہنے دیجیے
سیم و زر بنتا ہے خاکِ کشتۂ دل سے آپکے / پاس اپنے جانکر اکسیر رہنے دیجیے
آستین سے ہاتھ باہر ہو نہ اے جان جہان / بس میان اندر ہی یہ شمشیر رہنے دیجیے

تیر بے پیکان نشانہ توڑتا ہے کب وقار
مُنھ کی مُنھ مین آہ بے تاثیر رہنے دیجیے

اُسکی دیوار کا جو روزن ہے / خور کا چشم و چراغ روشن ہے

لطف مفرط سے دوست دشمن ہے
بارش بیش برق خرمن ہے

گوشہ گیری مین حرص افزون ہو
صبح شبنم کو فکر رفتن ہے

عشق مین تیرے تار تار اے شوخ
جیب غنچہ کی گل کا دامن ہے

شوق مین تیری تیغ کا یکسر
شمع سان تن تمام گردن ہے

بحث کرتا ہے شیخ کعبہ سے
جو ترے دیر کا برہمن ہے

سُرخ مہندی ہوئی ہے اُسکی سیاہ
رنگ شادی مین رنگ شیون ہے

تم نے کھولے چمن مین بند قبا
بال پرواز رنگِ گلشن ہے

جو زمینِ سخن ہے اُسمین وقار
ایک مدت سے میرا مسکن ہے

زخم بستر ہے تیغ بالین ہے
تلخی مرگ خوابِ شیرین ہے

خون سر گل ہے تیغ گلچین ہے
قتل گہ تازہ باغِ رنگین ہے

دیکھتے ہین کمر جو یار کی ہم
تو وہ کہتے ہین ناتوان بین ہے

آشیانہ ہے میرا چنگل باز
میرا قصرِ حیات رنگین ہے

عین میری بہار مین ہے خزان
دل ہی گل غنچہ وار غمگین ہے

دوست زنار بند کے کیون ہون
کافر زلف دشمن دین ہے

دل جلون کی ہے موت موج نور
بال پروانہ شمع بالین ہے

صاحبان مشاعرہ کی وقار
داد صورت طراز نفرین ہے

زلف ہے مشک خال عنبر ہے
ہر طرح یار روح پرور ہے

سبزۂ خط یار نشتر ہے
موج مژگان زرین خنجر ہے

ڈھونڈھتی ہے نگاہ بستر پر
اسقدر جسم زار لاغر ہے

اُڑ بجاؤن غبارے کے مانند
کوئی بلبل کا خون بہا مانگے
گو ضعیفی ہے آہ کا لیکن
اتنا شیب و شباب مین ہے بل
آبلہ خاک قید سے چھوٹے

ضبط مین دودِ آہ کے ڈر ہے
غنچۂ گل کی گانٹھ مین زر ہے
ہر نفس زور و شور صرصر ہے
تیر قامت کمان پیکر ہے
خانۂ دل ہمارا بے در ہے

جسکا ہر پر لہو مین تر ہے وقار
وہ مرا نامہ بر کبوتر ہے

نقش پا رو شناس سودا ہے
ایسے جینے سے مرنا اعلا ہے
کوچۂ یار مین ہے بھیڑ لگی
دن لگے ہین یہ رات کو میری
آسمان ہر قدم پہ آبلہ وار
تیرے رُخ سے خجل گُل فردوس
مثلِ رنگ روان نہین ہے قرار
خط رُخ کا ہے اُسکے وہ مضمون

کسکا دیوانہ رو بصحرا ہے
خضر پھرتا بجانِ تنہا ہے
میرا مردہ کوئی تماشا ہے
چشم آہو چراغ صحرا ہے
مجکو پانون تلے رگڑتا ہے
قد سے شرمندہ نخل طوبا ہے
جسکے دل مین ہوائے دنیا ہے
جو مقدر کا اپنے لکھا ہے

پھر گذر نور کا ہو خاک وقار
جبکہ دل منزل سویدا ہے

سامنا چشم سرمہ سا کا ہے
دست و پا کا تمھارے صدقا ہے
یار کے نقش پائے رنگین مین
آینہ حیرتی ہے رُخ کا ترے

یہ بھی فتنہ مگر بلا کا ہے
ورنہ یہ رنگ کب حنا کا ہے
رنگ جام جہان نما کا ہے
محو خورشید پشت پا کا ہے

کوچۂ یار سے مگر آئی — آج خوشبو بدن صبا کا ہے
اے دل اُس سے عبث ہے چشم دید — غیر کا وہ نہ آشنا کا ہے

پانون مین دُہری بیڑیان ہین وقار
عشق اک گیسوِ دوتا کا ہے

قابو مین دل ہو تو کہین شیدا نہ کیجیے — اپنے کو اپنے ہاتھ سے رسوا نہ کیجیے
دل لیکے بوسہ دیتے نہین اور یہ کہتے ہین — اپنے پراے مین کہین چرچا نہ کیجیے
رندانِ بادہ خوار مین ہے عیب سرکشی — خم کس طرح سے گردن مینا نہ کیجیے
عیسیٰ سے اُنکی چشمِ سخن گو یہ کہتی ہے — میرے مریضِ عشق کو اچھا نہ کیجیے
مُنہ پھیریے نہ لعلِ شکرخا کے بوسہ سے — دل اپنے تلخ کام کا کھٹّا نہ کیجیے
خون ریزیان ٹپکتی ہین پاے حنائی سے — فتنہ خرامِ ناز کا برپا نہ کیجیے

آغاز عشق کو دیا انجام گریہ نے
اب کیا وقار کیجیے اور کیا نہ کیجیے

خط کی رخسار پر سیاہی ہے — چشم خوابیدہ خوش نگاہی ہے
عشق کا ہے غبارِ نالہ عروج — آسمان اوج تخت شاہی ہے
کیون نہو عندلیب گرم فغان — بوے گل ہر طرف کو راہی ہے
اشک حسرت ہے آج طوفان خیز — کشتی چشم کی تباہی ہے
ہون گرفتار آپ اپنا مین — حلقۂ فلس دام ماہی ہے
چشم جانان کا رعب ابرو ہے — تیغ سے صولتِ سپاہی ہے

مرگ میرا ہے ضبط گریہ وقار
آب آبِ حیات ماہی ہے

ناخن غم کی دستگاہی ہے — روے سینہ جو پشت ماہی ہے

روے

بادِ نخوت سر حباب مین ہے
موج مین شان کج کلاہی ہے
بوریا تخت تکیہ ہے دیوار
تیرے در کی گدائی شاہی ہے
منقبض دل کو آہ نیم شبی
غنچہ کو باد صبح گاہی ہے
کیون رُخِ صاف کو سحر لکھین
آینہ چشم کم نگاہی ہے
مثل مہمان سرائے ہے دنیا
شام کا آیا صبح راہی ہے
چشم آہو کی میرے دلمین وقار
بھر وحشت بھری سیاہی ہے

فتنہ صدقے ترے حجاب کے ہے
شور شوخی تہِ نقاب کے ہے
چشم بے خواب مین ہے آب سرشک
موج آغوش مین حباب کے ہے
حُسن یوسف ہے اور زلیخا عشق
عہد مثل خیال و خواب کے ہے
چشم ساقی سے یہ ٹپکتا ہے
کیفیت نشہ مین شراب کے ہے
تیرے مشتاق کو نہین ہے نیند
خواب کب چشم مین رکاب کے ہے
ہے برابر وقار رُخ کے زلف
سایہ پہلو مین آفتاب کے ہے

بیتاب دل ہے سینہ مین آمد ہے یار کی
مرغِ قفس کو کسنے سُنائی بہار کی
ہوگا مثال شیشۂ ساعت کے آسمان
جسدن گھڑی کھلی مرے دلکے غبار کی
رکھین حضور پائون جو تربت پہ غیر کی
چھاتی پھٹے نکیون مرے لوح مزار کی
سینہ ہر اک کا چاک تھا ہم ننگ چاک جیب
تھی شان کی جلو کسی دامن سوار کی
رکھتا ہے ہاتھ سینہ پہ وہ شوخ بار بار
عادت ہوئی خراب دل بیقرار کی
آئے حضور رہین تو ٹھہر جائین ایک دم
حسرت نکالین کچھ دل امیدوار کی
آئے جو تم نہ وعدہ پہ تا صبح شام سے
گھڑیان گنا کیا مین شب انتظار کی

پیکان ترا لہو مین جو سوفار سا ہے سُرخ
کیا چاٹ پڑ گئی اسے خون شکار کی

سینہ کا داغ بس ہے تماشہ کو اے وقار
مجھ دل جلے کو کیا ہو ہوس لالہ زار کی

پامال خرام ناز کیجے
ٹھکرایئے سرفراز کیجے

دل تمنے لیا زبان دے کر
عاشق کا نہ فاش راز کیجے

سوز تپ ہجر کا یہ ہے حکم
تن شمع صفت گداز کیجے

محمود ہوا ہے حسن صاحب
پہلے مجکو ایاز کیجے

ہو کوئی قضا جو بادہ خوار و
بھٹی پہ ادا نماز کیجے

کہتا ہے یہ ناز دلربائی
اے عاشقو جان نیاز کیجے

ناساز زمانہ کا نہین غم
ہان کار زمانہ ساز کیجے

غیرون سے تو ہے وقار بہتر
اب آپ بھی امتیاز کیجے

توہو تو پری کو بتِ نورس نہین لیتے
اکسیر کبھی صاحبِ پارس نہین لیتے

اب بوسہ ترا او بت نورس نہین لیتے
کیا ایک کے دو دیتا ہے ہم دس نہین لیتے

اک چٹکی ملے خاک جو کوچے کی تمہارے
ہم وہ ہین کہ پھر ارض مقدس نہین لیتے

کب ہاتھ وہ گجرا اسے حائل نہین ہوتے
بو کی طرح ہم پھولون مین کب بس نہین لیتے

مسجد نہین چڑھتے وہ میسر نہین چڑھتے
جو پھول پسینے مین ترے بس نہین لیتے

کب عاشقِ گیسو کو دکھاتے نہین وہ زلف
باندھی ہوئی مشکون کو وہ کب کس نہین لیتے

اسدرجہ بناوٹ سے طبیعت کو ہے نفرت
حاجت مین بھی ہم لفظ مفرس نہین لیتے

جو اجنبی معشوق ہو کیون چاہین اُسے ہم
وہ زر نہین لیتے ہین جسے کس نہین لیتے

اک جنبش ابرو ہے مرے قتل کو کافی
کیا قہر ہے یہ مفت کا بھی جس نہین لیتے

گیسو و رُخِ یار کی تشبیہ کے خاطر
ہر وقت اداؤن کے وہ ہین دیکھتے تیور

ہم شام او وہ صبح بنارس نہین لیتے
وہ کونسی ہے تیغ جسے کس نہین لیتے

اس مرتبہ ہے مجھسے وقار اُنکو تنفر
لیتے ہین اگر نام تو چوکس نہین لیتے

بڑھاؤ گیسو پیچان کو آگے شانے سے
مین پہونچا گور مین دل کو تمھارے کل آئی
خیال خواب مین مجھ خفتہ بخت کو گذرا
دھنوگے سر ابھی اپنا برنگِ شعلۂ شمع
قرار و صبر و تحمل شکیب و تاب و توان
جہان نما مین وہ جم جم سے پی رہے ہین شراب
ہوا نہ اُس بتِ سنگین کا دل کسی دن نرم
نہ پوچھو مجھسے کچھ اُس بے حیا کی بیباکی
عجیب گدگدی دلمین ہوئی خدا کی قسم
اُنھین ہو بھوے ہوئے کی پھر اپنے کیونکر یاد

سمند ناز کو چمکاؤ تازیانے سے
اُٹھاؤ ہاتھ بس اب شانے کے ہلانے سے
شبِ فراق مین اُس دلربا کے آنے سے
ہمارے دل کا کنول گل جو ہو بجھانے سے
جواب دیگئے سب ایک اُنکے جانے سے
کھُلا خلاصہ جم جام کے بنانے سے
فغان سے آہ سے زاری سے تلملانے سے
دکھائین چھاتیان انگڑائی کے بہانے سے
سوال وصل مین اُس بت کے مسکرانے سے
اُٹھا یا آینہ فرصت ملی جو شانے سے

تو عندلیب گلستان نظم ہے جو وقار
تو بند نطق عدو ہے ترے ترانے سے

غش آیا زہرہ کو اُنکے جو ناچ گانے سے
بُرا نہ مانونگا جو چاہو ظلم مجھپہ کرو
ہنسی مین بھی رہے صاحب خیال رنجش کا
چمن مین دانت انارون نے بھی نکالدیے
موا ہون حسرت دیدار قد دلجو مین

تو مشتری نے بھی سم کھالیا بتانے سے
بھلا ہو آپ کا میرے اگر ستانے سے
کہ رو بھی دیتا ہے انسان گدگدانے سے
تمھارے سرو سے قد مین ثمر کے آنے سے
اُگے گا سرو مری گور کے سرھانے سے

وہ غمزدہ ہون جو دیوار قہقہہ دیکھون
وہ ہین جوانی مین اندھے تو جانے مین بھوپچال
اُڑے ہین ہاتھو نکے طوطے گئے ہین سیٹھی بھول

تو آشنا مرے لب ہون نہ مسکرانے سے
نہ اُنکے آنے سے کچھ فائدہ نہ جانے سے
خجل ہین مرغ خوش الحان ترے ترانے سے

ہوئے ہین شیفتہ وہ اپنے زلف و رُخ کے وقار
نہ فرصت اُنکو ہے آئینہ سے نہ شانے سے

کسی کے بام سے مطلب نہ آستانے سے
یہ پکڑی ضعف نے قوت کہ جسم زار اپنا
وہ خفتہ بخت ہون چھیڑون جو داستان اپنی
سلوک دیکھو مرے بت کی سرد مہری کے
بھرون مین خاک دم اُس بت کی آشنائی کا
پکڑ کے بیٹھ گیا ہے ہمارا باز فکر
فقط گلی ہو تری اور سایۂ دیوار
لٹادے دولتِ دیدار رُخ کو اے شہ حُسن
وہ باز فکر ہمارا ہے جو کہ لاتا ہے

مجھے غرض ہے فقط اپنے آشیانے سے
مثالِ اشک نہ گر گرا اٹھا اُٹھانے سے
تو جھپکین دیدۂ نرگس مرے فسانے سے
کہ کم نہین مجھے دوزخ بھی برف خانے سے
دوتا ہے پشت فلک جسکے ناز اُٹھانے سے
اُٹھا ہے طائر مضمون جب آشیانے سے
نہ کام خیمہ سے مجکو نہ شامیانے سے
ہٹادے اژدر گیسو کو اس خزانے سے
پکڑ کے طائر معنی کو آشیانے سے

وہ عندلیب گلستان نظم ہون ہین وقار
کہ ہوش گم ہین عدو کے مرے ترانے سے

ہمارے نزع مین دانتون کے بیٹھ جانے سے
خجالت ایسی ہوئی سرو کو کہ جھک گیا سر
یہ بات تہ کی ہے اُوگے تم اندھیرے مین
جو قصد کرتے تو کیا دور تھا تمھارا بام
ریاضِ دہر مین لاکھون ہین سرو خوش اندام

اُٹھا رقیب کہ سر کی اجل سرہانے سے
نہال قد مین تمھارے ثمر کے آنے سے
وگرنہ فائدہ مُنھ زلف مین چھپانے سے
بشر تو بند نہین عرش پر بھی جانے سے
تمھین کچھ ایک نرالے نہین زمانے سے

ہمارے دل مین وہ لیتا ہے چٹکیان ورنہ
ہمین تو لوٹ لیا بس دھڑی دھڑی کرکے
ہوئی ہے نقطہ کی تقسیم ایک نقطہ مین

کسی کے پیار مین کیا کام گدگدانے سے
جما جو رنگ لبون کا مسی لگانے سے
پتا دہن کا ملا تیرے مسکرانے سے

بقول حضرت نواب نامدار وقار
وہ دل کو لیتے ہین ملجائے جس بہانے سے

جو شانے سے کاکل لٹکنے لگی
لکھے اسقدر زلف مشکین کے وصف
یہ حالت ہے اب چشم دلدار مین
مئے روح یان ساغرِ عمر سے
طبیعت بھی اُس ترک بے درد کی
وہان لال جوڑا ہے زیب بدن

کمر نازکی سے لچکنے لگی
زمین غزل بھی مہکنے لگی
مری ناتوانی سے کھٹکنے لگی
ترے غم مین ساقی چھلکنے لگی
تڑپنے پہ میرے پھڑکنے لگی
یہان آتش دل بھڑکنے لگی

بُرا حسرتِ دید کا ہو وقار
دمِ ذبح مُنھ اُسکا تکنے لگی

کبھی گیسو کو دکھلایا نہ تمنے
کبھی جوڑے کو کھلوایا نہ تمنے
نہ اُلٹا مُنھ سے اپنے رات آنچل
ہنسا کر باغ مین غنچون کو اے گل
ہزارون مرغ دل بے دام پھنستے
دھرا رہتا غرور لن ترانی
نہ لیتا قیس نام عشق لیلی

کبھی کالے کو لہرایا نہ تمنے
یہ مار بستہ کھلوایا نہ تمنے
نہ کاکل کو شرمایا نہ تمنے
ذرا بلبل کو رُلوایا نہ تمنے
ذرا زلفون کو بکھرایا نہ تمنے
رُخ اپنا ہمکو دکھلایا نہ تمنے
مرا افسانہ سنوایا نہ تمنے

وقار خستہ جان ہے شاعرونمین

کوئی شعر اُس سے پڑھوایا نہ گئے

حنا پاؤن مین وہ لگا کر چلے
مجھے ٹھنڈی آہون جلا کر چلے

ہنسی مجکو آتی ہے اس بات پر
چلے تم جو یان سے رولا کر چلے

دم نزع تم آئے مین جی اُٹھا
مسیحا بھی مُردہ جلا کر چلے

ترے ہجر مین زہر کھا بیٹھے ہم
خود اپنے مرض کی دوا کر چلے

مجھے چھوڑ کر آپ روتا ہوا
کہو تو کدھر مُسکرا کر چلے

یہان موج زن بسملون کا ہے خون
وہ سفاک دامن اُٹھا کر چلے

رہِ عشق ہے پُر خطر اے وقار
بشر پاؤن جلدی اُٹھا کر چلے

جو تم غیر کا خط دکھا کر چلے
مرا نقش ہستی مٹا کر چلے

رضا کو تری یار سونپی قضا
جو تھا فرض ہم پر ادا کر چلے

ہوا بیٹھے بٹھلائے دنیا سے کوچ
جو تم مجکو در سے اُٹھا کر چلے

شب وصل تا صبح لڑتے رہے
مگر روز شامت دکھا کر چلے

جوانان گلشن کا کرنا ہے کوچ
کہ آفت کی سج دھج بنا کر چلے

مسیحا ہو کیسے کہ مردہ مرا
نہ ٹھوکر سے صاحب جلا کر چلے

نہ عقدہ کھُلا آجتک اے وقار
ہم آئے تھے کیون اور کیا کر چلے

کبھی جو دیکھ لے زہرہ اُنھین بتاتے ہوئے
یہ گت ہو ناچنے مین کھائے سم وہ گاتے ہوئے

بلائین لے لین نزاکت نے مرحبا کہکر
اُنھین جو دیکھ لیا پائنچے اُٹھاتے ہوئے

غبار راہ ازل سے ہون خاکسارون کا
مرے قلم کو بھی نفرت ہے سر اُٹھاتے ہوئے

نہ بدلے قہر نے اُس بت کے رحم کے تیور
تمام عمر مری گذری تلملاتے ہوئے

وقار قبر پہ میری چڑھائے وہ چادر
مضایقہ ہو جسے ناک بھون چڑھاتے ہوئے

کہان یہ لطف اگر کبک کی ہے چال پری
تھین تو دیکھ کے خود ہو گئی نڈھال پری
تمہارا بوٹا سا قد ہے تمہارے گل سے گال
جو آپ جائین پرستان مین تو خجالت سے
تم ایک حسن مین ہو ہے گواہ آئینہ
جو دلفریب مولا سا قد ترا دیکھین

تمہاری آنکھ پری بھون پری ہین گال پری
بھلا اُڑ ایگی پھر خاک چال ڈھال پری
اگر ہو گلشن عالم مین تم نہال پری
بنے وہ کالی پری ہے وہان جو لال پری
نہ مثل حور تمہارے نہ ہے مثال پری
بچھائے گیسوے مشکلین کا اپنے جال پری

ہر ایک مصرع برجستہ کہ رہا ہے وقار
یہ وہ غزل ہے کہ نام اسکا ہو غزال پری

دست ساقی سے شیشہ ٹوٹا ہے
بند اُسنے نقاب کا کھولا
قتل چاہا ہے تیرے ابرو سے
چھٹ لیا مین عذاب سے تونے
سچ کا کالا کیا ہے مُنھ تونے

محتسب کا پھپھولا پھوٹا ہے
باغ جنت کا قفل ٹوٹا ہے
آہن سر دمین نے کوٹا ہے
قتل کرکے ثواب لوٹا ہے
لاکھ جھوٹون کا ایک جھوٹا ہے

اب تو بازی چڑھی وقار کی ہے
جنگ مگر مدعی کا ٹوٹا ہے

تو وہ انسان آنکھ تیری تجھ پہ مائل ہو گئی
بیٹھتے ہی یار کے میت پہ اپنی جی اُٹھا
دیدۂ نظارۂ خوبان مین مرچین لگتی ہین
موج آب اشک سے گر جائیگی تیغ خوش آب

آرسی یکدست نظارہ کی منزل ہو گئی
مجلس غم دفعتہً شادی کی محفل ہو گئی
خال روے یار مین تیزی فلفل ہو گئی
روبرو رونے مین گر ابروے قاتل ہو گئی

[illegible] ہی مری تحصیل کی شکل آئے ہم
[illegible]

یہ زمانہ وہ ہے ناقص اسکو سب کہنے لگے
علم و فن مین جسکا استعداد کامل ہو گئی

شمع کا گل خار سینہ ہے گل خورشید کا
کسکے تابِ حُسن سے پُرنور محفل ہو گئی

جوہر آئینہ لکھون یا لکھون موج گہر
جھائیون سے آب و تابِ روے قاتل ہوئی

یک قلم کی ترک فکر شعر ہمنے اے **وقار**
بات تھی بے فائدہ تحصیل حاصل ہو گئی

مر کے چھوٹے ہجر سے ہم سہل مشکل ہو گئی
پر تمنا وصل کی آہنگ بسمل ہو گئی

حق تھی اثبات دہن پر منطقیون کے دلیل
بے سخن خاموشیِ جانان سے باطل ہو گئی

موے سر مین یار کے بالون کی چوٹی وان گندھی
یان بلا چوٹی کی سر پر اور نازل ہو گئی

اک گل رعنا کے غم مین گریہ نے پکڑا یہ رنگ
سُرخی خون جگر اشکون کے شامل ہو گئی

بیڑیون کی یاد مین روئے جو ہم محبوب کی
موجِ آبِ اشک تر پا کو سلاسل ہو گئی

مین جو عاشق تھا کسی محبوب گل رخسار کا
جان نکلتے تن سے سرخیل عنادل ہو گئی

خاک میری لے گئے خوبان سیم اندامِ خلق
مفت خورون کو مگر اکسیر حاصل ہو گئی

اے صنم سنگین مزاجی پر تری پتھر پڑین
ضعف سے پہلے دل بیمار کو سل ہو گئی

مار رکھا یار کو گو ہمنے مرکر اے **وقار**
پر پریشان حسرتون کی ساری محفل ہو گئی

ہجر مین یون بسر ہماری ہے
دن کو گریہ ہے شب گزاری ہے

ہاتھ قاتل کے فیصلہ ہے آج
تیغ و گردن کی روبکاری ہے

بھولے بیٹھے ہین دو جہان کو ہم
یاد ہر دم فقط تمھاری ہے

ایک سر ہے ہزار سودے ہین
آج کل یہ مثل ہماری ہے

یہ اُٹھے درد ہجر بیٹھ گئے
مرنے مین زندگی ہماری ہے

چشم بد دور تیغ ابرو کا
دل پہ جو زخم ہے وہ کاری ہے

آرزو ہے وہ آکے پوچھین مزاج
مین کہون ہنسکے شکر باری ہے

وہ گئے پر نہ اپنی موت آئی
سخت جانی سے جان عاری ہے

چشم نرگس چمن مین کیون وا ہے
کون سے گل کی انتظاری ہے

خیر تم راہ گھر کی بند کرو
شاہراہِ عدم تو جاری ہے

تمکو دل دین جواے سبک وضعو
جان کیا اپنی ہمکو بھاری ہے

درۃ التاج مہر ہے ذرہ
اوج پر شانِ خاکساری ہے

مینھ برستا ہے گونجتا ہے رعد
ساتھ نالے کے اشکباری ہے

خیر مانگ اے دلِ پریشان آج
زلف اُس بت نے پھر سنواری ہے

ہو چکی صاحبی قیس وقار
خلق مین دھوم اب ہماری ہے

جو ہو بے قید خلوت انجمن ہے
اسیر یار کو زندان چمن ہے

تری زلف سیہ شامِ غریبان
رُخ روشن ترا صبح وطن ہے

گریبان گیر ہے وحشت کے قربان
نہ دامن ہے نہ جیب پیرہن ہے

خوشی پروانہ کو ہے شمع کی آج
لگی بزم محبت مین لگن ہے

تصور مین رُخ وگیسو کے اُنکے
حلب مسکن گہے گاہے ختن ہے

ہوے شیر و شکر پرویز و شیرین
نشان بخت تلخ کوہکن ہے

ترا قد سرو سنبل بال رُخ گل
زنخدان سیب ہے غنچہ دہن ہے

شہید آب تیغ برہنہ کو
تکلف اے صنم غسل و کفن ہے

وقار اُنکو عبث ہے طوق کی فکر
مری زنجیر گیسوے سخن ہے

شمع جب تک کہ انجمن مین رہی
روح پروانہ کی لگن مین رہی

بال چھٹر سایہ خسپ زلف یار
سیب کی آکے بو ذقن مین رہی

اُسکے قربان راست آہنگی
جو کجی زلف پُر شکن مین رہی

نہ سُنی اُسنے تا دمِ آخر
فی المثل بات من کی من مین رہی

بس گیا ہند زلف کی بو سے
مشک کی باس بس ختن مین رہی

ناک لی بیل تیری او مہ رو
میخ سی سینۂ پرن مین رہی

خشک غم نے کیا ہے اک گل کے
تازگی کچھ نہ خار تن مین رہی

اُسکی محفل مین اپنا رنگ جما
بلبل نغمہ زن چمن مین رہی

ایسی پھولی خوشی سے قتل کی لاش
جو سمائی نہ کچھ کفن مین رہی

ٹیڑھا ترچھا نہ ایک مُنھ پہ چڑھا
نوک اُسکی تو بانکپن مین رہی

جمع خاطر سے تب وہ آئے وقار
سانس باقی نہ جب بدن مین رہی

یہ صدمے جدائی کے دلپر رہے
جیے بھی تو مردے سے بدتر رہے

ہم اس باغ مین گنگ یا کر رہے
گل و غنچہ سان کام کچھ کر رہے

کسی سرو قد نے کیا ہے شہید
مری قبر زیرِ صنوبر رہے

جو دولت نہین داغ حسرت تو ہے
فقیری مین بھی ہم تو انگر رہے

منڈا خط عارض کو او بحر حُسن
غضب ہے جو زنگ آینہ پر رہے

رہے مشتعل داغ دل کا چراغ
مری گور یارب منور رہے

جو اغیار ہین یار ہو جائین گے
زمانہ موافق تو دم بھر رہے

نہو خار خارِ الم بعد مرگ
کہ تربت پہ پھولون کی چادر رہے

نہ دل سے گئی اُنکی مژگان کی یاد
رگون مین چبھے میرے نشتر رہے

ترے ہاتھ ہے چشم تر آبرو
سہے دل پہ اُس بت کے ظلم وستم

رگِ ابر ہر تار بستر رہے
برستے مرے گھر پہ پتھر رہے

وقار اُسکے فکر سراپا مین ہم
فلک پر گئے گہ زمین پر رہے

جو مثلِ شمع دل کا رازدان ہے
خموشی سے وہ گویا ہمزبان ہے

تمھاری موج گیسو چشم بد دور
سواد سرمۂ چشمِ بتان ہے

تری ہے مہربانی قہر مانی
جو تو نا مہربان ہے مہربان ہے

اگر مرکر بھی اُٹھ بیٹھون مین جی کر
تو پھر اُنکو تلاشِ امتحان ہے

مژہ پھر خاک ہو نظارہ پیوند
خدنگِ ناز اُنکا پاسبان ہے

موا ہون ایک بحر حُسن پر مین
سبک سیراب پر موج روان ہے

سیہ بختی کی اپنی یہ اُڑی خاک
کہ سُرمہ در گلو شورِ فغان ہے

نہوگی شاعری کی شمع خاموش
وقار اس بزم مین آتش زبان ہے

فرض ہے طوفِ خرابات مجھے
جانے دو قبلۂ حاجات مجھے

زلف لے کر چلی سرگوشی تو
ہٹ تو کہنے دے ذرا بات مجھے

وصل کے روز مزے لوٹے تھے
ہجر کی شب ہے مکافات مجھے

کوہکن کہتا ہے پیر و مرشد
قیس لکھتا ہے کرامات مجھے

کوچۂ یار مین کچھ لاؤن سوانگ
سوجھی یہ دیکھنے کی گھات مجھے

بلبل و گل کی اُکھڑ جائے ہوا
لے چلو باغ مین اک رات مجھے

سر مو اسمین نہین فرق وقار
مانگ ہے چشمۂ ظلمات مجھے

چین پڑتا نہین دن رات مجھے — جانیے کیا ہوا ہیہات مجھے
قہر گریہ ہے دم سرد کے ساتھ — زہر جاڑے کی ہے برسات مجھے
روز غم کاٹتا ہون ہر پھر کر — تا سحر دے ہے سزا رات مجھے
وصف قد مین لکھے مضمون بلند — بالا رکھتی تھی تری بات مجھے
کیون نہ سینے سے لگا کر رکھون — داغ ہے عشق کی سوغات مجھے
مُنھ نہ آؤ جو لیا بوسۂ لب — زہر لگتی ہے یہی بات مجھے

وصف مین چشمکِ جانانکے وقار
لکھنی ہے شرح اشارات مجھے

سرکشی ہے شمع کی پروانے سے — غیر کب ہو آشنا بیگانے سے
رات قصہ زلف کا تھا شانے سے — تھی پریشان نیند اس افسانے سے
گریۂ تر ہے سرشتِ خاک خشک — سیل جاری ہے مرے ویرانے سے
راز پنہان عشق کا ظاہر ہوا — رات محفل مین ترے شرمانے سے
ہے مثل غفلت ہے خدمت کا صلہ — ٹھہرے غمخوار و نہین ہم غم کھانے سے
چشم ساقی کے جو متوالے ہین رند — وہ نہون پیمان شکن پیمانے سے
کیا لگے گی اُنکو گورون کی نظر — کم نہین ہین خال کالے دانے سے
لیلی کاکل کے تیرے دشت مین — مثل مجنون ہین کئی دیوانے سے

پوچھتے ہین رند ساقی کو وقار
میکدہ بھی کم نہین بتخانے سے

الجھتا دل ہے اک زلف دوتا سے — بچایا یارب مجھے کالی بلا سے
نقاب اُٹھا جو اُس گل کا ہوا سے — مگر غنچہ کھلا بادِ صبا سے
مثال بوے گل تیری ہوا مین — نہ اُترے ہم کبھی دوش صبا سے

ہوئے ہم چنپئی رنگت کے غم مین
سراپا زرد رنگ کہربا سے

مرض ہے عشق کا غم دوست ہونگین
کہ دونا درد ہوتا ہے دوا سے

ہوا نا آشنا سے آشنا وہ
مگر نا آشنا ہے آشنا سے

نفس ہے کاروان سالار غم کا
نہین ہے نالہ کم بانگ درا سے

بدل دے کر مرا دل پھیر دے گا
نہ تھی امید مجکو دلربا سے

اُٹھے گا سروقد پیر فلک بھی
تری تعظیم کو پشتِ دوتا سے

وقار اُس شمع کا پروانہ ہونگین
یہی ہے لو مرے دل کی خدا سے

ہے معطر جان گل نظارہ سے
پارۂ دل لڑ گیا مہ پارہ سے

دیکھکر حالت مری فرقت کی شب
خون ٹپکا دیدۂ سیارہ سے

ہے بُنِ مژگان سے جاری آبِ اشک
بہ گیا دریا رگِ فوارہ سے

مضطرب جانی مین سوتا کون ہے
نیند بھاگی جنبشِ گہوارہ سے

دستِ وحشت مین نہین ہے گردباد
دو قدم آگے ترے آوارہ سے

اُڑ گیا دل میرا پارہ کی طرح
ملکر اک محبوب آتش پارہ سے

دل بچاؤ سخت رویون سے وقار
شیشہ ٹکراؤ نہ سنگِ خارہ سے

ہم ہین عاشق تمھارے قامت کے
دیکھنے والے ہین قیامت کے

رکھ نہ محروم ساقی بدمست
منتظر ہم بھی ہین عنایت کے

نہ کیا ایک بوسہ سے ممنون
واہ قربان اس مروت کے

بزم مین چپ ہے صورتِ تصویر
صدقے خلوت ہے تیری جلوت کے

زلف و گیسو کا اُنکے عشق ہوا
یہ بھی ہین پیچ اپنی قسمت کے

اے جنون میری بیڑیان اُترین
وہ بڑھا ہین جو طوق منت کے
شکر بتیس قفل مین ہے بند
کیا ہون دروازے وا شکایت کے

بھولے یاد خدا وقار افسوس
ایسے بندے ہوئے محبت کے

بتون سے لاکھ بچتا ہون محبت آہی جاتی ہے
شناسائی جو پہلی ہے مروت آہی جاتی ہے
خطا کیا کی لڑے تمسے جو ہم غیرونکے ملنے پر
جگر جب جلنے لگتا ہے حرارت آہی جاتی ہے
فزون تر مرثیہ سے ہے مرا افسانۂ اُلفت
سُنا جسنے برنگ شمع رقت آہی جاتی ہے
مین چاہون لاکھ دامان و گریبان کے نہون ٹکڑے
کرون کیا دستِ وحشت کی مروت آہی جاتی ہے
لبِ شیرین کے وہ دین گو کہ بوسے ترش رو ہوکر
ولیکن تلخ کامون کو حلاوت آہی جاتی ہے
دلِ بیزار کی رنجش تو کہتی ہے نہ مل اُنسے
وہ ہنسکر جب چمٹ جاتے ہین اُلفت آہی جاتی ہے

وقار اُنسے نہ ملنے کے ہزارون عہد کرتا ہون
مگر خود جب وہ ملتے ہین محبت آہی جاتی ہے

اے صنم تدبیر سوجھی ہے نئی تقدیر سے
مجکو زنجیری کرو تم زلف کی زنجیر سے
کھل گیا دل دیکھکر پیکان کو سوفار سے
زخم چین سینہ ہوا جو اُس نگہ کے تیر سے
شیر گیر آہوے چشمِ یار ہے میرا شکار
اے خوشا طالع ہوا صیاد مین نخچیر سے
خواب مین دیکھا جو شب اُس ماہ کنعانکا جمال
مہر کا مطلع ہین آنکھین صبح کی تعبیر سے
صورت و معنی مین کیا نسبت ہے ابر و برق کو
میری چشم رود بار و نالۂ شبگیر سے
ناخن ابرو ہے اُنکا موبمو کاوش بھرا
جوہر برش ٹپکتا ہے خم شمشیر سے
عشق مین اُس قد و گیسو کے اُٹھائے ہین دو رنج
مطمئن بیٹھا ہون خوفِ روز دار و گیر سے
شیشۂ آئینہ مین دیکھا نہ روے حسن و عشق
نیک و بد یکجا نہین ہوتے کسی تدبیر سے

حسن اُس محبوب کا حیرت کدہ ہے اے وقار

کم نہین ہے محویت آئینۂ تصویر سے

گل کی طرح خوشبو مین بدن اُسکا بھرا ہے
بس غنچۂ خندان کا کھلا بند قبا ہے

تھا رات وہ بت میرے تصور کا مصور
دھڑکا ہے نئی بات کا کیا جانیے کیا ہے

سو جان سے اس حسرتِ دیدار کے صدقے
جاتا درِ دلدار سے ہون رو بہ قفا ہے

وہ بزم عروسی مین نہین ناچ کی لذت
جو رقص کا بسمل کے تہِ تیغ مزا ہے

مجنون بھی جہان رکھ نہ سکے پاے تصور
اُس دشتِ مغیلان مین وقار آبلہ پا ہے

خاک بوے زندگی آئے دلِ افسردہ سے
تا شگفتہ غنچۂ مانا ہے گل پژمردہ سے

اشک پونچھے تھے جو اُسنے عین چشم مہر سے
خون ٹپکتا آجتک ہے دامنِ افشردہ سے

خاک لاکر میری کوے یار مین پھر لیگئی
اے صبا کرتا ہے کوئی یہ ادا آوردہ سے

بندشِ بندِ قبا اُسکی نزاکت کو ہے بار
کھل گیا یہ راز پوشیدہ تنِ آزردہ سے

مشک کی تشبیہ دی ہے جبسے زلفِ یار کو
بوے زندہ اے وقار آتی ہے خونِ مردہ سے

درد میرا عدوے درمان ہے
سر مین سوداے وصلِ جانان ہے

جبسے دیکھا ہے چاک جیب یار
جیب کا چاک تا بدامان ہے

کس کے ماتھے کی چمکی ہے افشان
شہر مین عالم چراغان ہے

غنچۂ دل کی تازگی نہ ہوئی
کتنا بے آب اُنکا پیکان ہے

باغ جنت سے ہند مین آئے
جرم گندم فریب شیطان ہے

پہونچے اُس خط مشک بیز کو کب
شوخ بو مین اگرچہ ریحان ہے

مستی اکثر ذکور ملتے ہین
گرچہ مخصوص بہر نسوان ہے

بارشِ ابر روز وعدۂ وصل
میری آنکھون مین تیر باران ہے

چشم بد دور یار کم سن ہے
شمع کا رو و پشت یکسان ہے

زلف سے حال دل وقار مرا
کلہم اجمعین پریشان ہے

دیکھی وہ چشم سرگین جب سے
لب پہ ہے مہر خامشی تب سے

دُرد نوشون کا کیون ہون ہم مذہب
صاف رکھتا ہون دلکو مشرب سے

سیب نقشی ہے رشک سے اے ماہ
آفتابی گزیدہ غبغب سے

رنگ بھروپیے کا بھرتا ہون
کہ وہ دیکھے ادھر کسی ڈھب سے

مثل لیلی و قیس درس عشق
لین گے ہم دونون ایک مکتب سے

یار کیا ہے خدا کا جلوہ ہے
ہے ملا سب سے اور جدا سب سے

خامشی اُنکی عین گویائی
قینچی چلتی ہے جنبشِ لب سے

گرچہ ہے وہ بُرا بُرا ہی سہی
ہے غرض ہمکو اپنے مطلب سے

انتظاری مین آپ کی صاحب
راہ تکتا وقار ہے کب سے

مژہ کی طرح نہ مُنھ پھیر کج ادائی سے
کہ لرزے موج سا دل نام آشنائی سے

اگرچہ کہنے کو ہر دل عزیز گل ہے مگر
مثال بو کے اُڑا رنگ بیوفائی سے

خدا کا قہر ملے مست ترک کو تلوار
ہوا ہے میل اداؤن کا دلربائی سے

نہین ہین لخت جگر میرے نوک مژگان پر
چڑھا ہے دار پہ منصور خود نمائی سے

جو دستِ ظلم فلک سے شکستہ دل ہے کوئی
تو اُسکو فائدہ ہو خاک مومیائی سے

ترے مریض کو ہجران کے ہو شفا بے وصل
نہو سکے کسی حکمت سے یہ شفائی سے

وہ غیر ہے اُسے مطلب ہے غیرت سے وقار
نہ آشنا سے غرض ہے نہ آشنائی سے

سر گرم سخن غیر سے وہ رشک پری ہے
یان کا نہین کچھ پھونکتی شوریدہ سری ہے

جو گل ہے وہ اس باغ سے اکدن سفری ہے
بدمست عنادل ہین مگر بے خبری ہے

جا سکتا نہین طائرِ مضمون کہین اُڑ کر
شہباز قلم مین مرے وہ تیز پری ہے

لگ جاے گہن مہر کو گر آڑ مین آئے
تیرے رُخِ پُر نور کی وہ جلوہ گری ہے

اے شمع رخو انگلیان چمکاؤ نہ اتنی
یہ روشنی حُسن چراغِ سحری ہے

لعلِ لبِ دلدار جو آنکھون مین بسا ہے
ہر دانۂ اشک اپنا عقیق جگری ہے

ہو زرد گلِ اشرفی کیونکر نہ وقار اب
کندن سے بھی رنگت مرے گلرو کی کھری ہے

باغ تک جس روز اپنے نالۂ دل جائینگے
بھول اپنی نغمہ پردازی عنادل جائینگے

ہجر مین مرنے کی شادی ہے مگر یہ غم ہے یار
حسرت و ارمان و حرمان خاک مین ملجائینگے

جانسے جائین جہانسے جائین اسکا غم نہین
پر نہ کوچے سے ترے ہم اُٹھ کے قاتل جائینگے

ذی شعور و بے ہنر خالق کے آگے ایک ہین
جائینگے جاہل بھی وان جسجا یہ فاضل جائینگے

بیش تصویر گلی سے تھے یہ قیس و کوہکن
نالہ ہم کھینچین تو کوہ و دشت ابھی ہل جائینگے

وہ گلِ رعنا ہنسے گا آکے جسدن باغ مین
چھپے بلبل کے ہونگے غنچہ سب کھل جائینگے

سخت ہین پھولون کے بگڑے خار اسکا دلمین ہے
ساعدِ نازک ترے اے رشکِ گل چھل جائینگے

حسرت و ارمان و وصل و درد و رنج ہجر دوست
یار غار اپنے ہین تربت مین بھی شامل جائینگے

دار فانی مین رہے سالم جو کچھ تم اے وقار
بحر الفت مین مقرر ہو کے کامل جائینگے

یان کسکو سزاوارئ الفت نہین ملتی
سچ ہے کہ بُری بات مین عزت نہین ملتی

دم بھر اسی غم سے مجھے فرصت نہین ملتی
ملتا ہون مین جب اُنکی طبیعت نہین ملتی

اس ماہ صفر مین ہے سفر اپنا مقرر
وہ چاند سی صورت پئے رویت نہین ملتی

لے جائے گی گولے سے بھی وحشت مین تعلیم	بے خاک نشین ہونیکے عزت نہین ملتی
بن بن کے بگڑتا ہے ہراک بات مین وہ شوخ	القط جو کرے ربط وہ حجت نہین ملتی
پوچھو تو زر و سنگ ہے بیفیض کا یکسان	قارون کی کسی شخص کو دولت نہین ملتی

کہتے تھے وقار آج یہ ہم فکرون سے اپنے
ترتیب سے دیوان کی فرصت نہین ملتی

مرغ جان کو زلف پیچان جال ہے	جال کیا اے جانِ جان جنجال ہے
آؤ حاضر سر پئے پامال ہے	جان لب پر بہرِ استقبال ہے
خاک ہو سرسبز تخمِ عاشقی	ہے زمین آس آسمان غربال ہے
حسن یوسف کا بکا بازار مین	عشق کا راعیل (زلیخا) کے اقبال ہے
جو مرے لب پر ہوا حسرت کا خون	وہ بخارِ شوق کا تبخال ہے
بولتا ہے آج کل طوطی مرا	غیر کی گلتی وہان کب دال ہے
فوج خط آئی ہے اے سلطانِ حسن	ملک رخ سے تیرا استیصال ہے
ہے نکلتی بات انکی بات سے	چال وہ چلتے ہین جسمین جال ہے

کیا لکھون وصف اچھی صورت کا وقار
جنس ناقص کے لیئے دلال ہے

وہ تعلیم کو جائین کیا مدرسے	جو ہین نشۂ جہل مین رسمسے
یہ دنیا سے دون بھی ہے مہمانسرا سے	جو شام آکے ٹھہرے سحر چل بسے
نگہ سے نہ کس کس کو ترچھا کیا	غضب نیچے آج اسنے کسے
مثل راست ہے یہ کہ معلوم ہو	بسے آدمی اور سونا کسے
بجز شبنم و ابر گریان گیے	بگورِ غریبان نیا مد کسے
پیون مے کہ پابند روزہ رہون	یہی دل مین آتے رہے وسوسے

جو تشبیہ دے زلف کی مشک سے
زبان مین وقار اُسکی کالا ڈسے

کاش جولان ترا سمند کرے
کہ مرا چور چور بند کرے

خال سُرمہ کا رکھو عارض پر
پائمال آگ کو سپند کرے

زلف طرہ کے کیا مقابل ہو
پست فطرت نہ سربلند کرے

آہ بھی حیف نہ کھینچی ہجر کی شب
اور کیا جان دردمند کرے

ارمغان دل ہے جان ہے تحفہ
لے ابھی وہ جسے پسند کرے

دیکھکر آئینہ کو وہ شبِ ماہ
حُسن مین چاند سے دوچند کرے

چار ابرو سے پھیر مُنھ اے شیخ
کہ تری قدر ریشخند کرے

دون دعا طفل اشک کو اپنے
کہ خدا اسکو ارجمند کرے

چار ابرو کا اُنکے عشق وقار
لائق فصد چار بند کرے

یار سے غیر ہمکنار رہے
کیون نہ دلمین ہمارے خار رہے

گر مرا دل پہ اختیار رہے
پھر تو وہ آپ بیقرار رہے

تم نہ دو جبکہ بوسے جی بھر کے
کیون نہ تکرار بار بار رہے

چشم ساقی کا لے لیا بوسہ
ہم نشہ مین بھی ہوشیار رہے

دشمن جان ہو جبکہ تمسا دوست
پھر بھلا کس کا اعتبار رہے

آئے بھی گھر جو وہ تو بات نہ کی
توسنِ ناز پر سوار رہے

روبرو تیرے ہو وہ آئینہ
جسکے دلمین بھرا غبار رہے

عارض یار پر نہ نکلے خط
دُور میرے چمن سے خار رہے

بات وہ کر وقار عالم مین

جسکے باعث ترا وقار رہے

غیر اُس بت سے ہمکنار رہے — حیف پہلو مین گل کے خار رہے

سینہ داغون سے لالہ زار رہے — میرے گلزار مین بہار رہے

آبرو گریہ کی اثر سے ہے — ورنہ کیون چشم اشکبار رہے

آفتاب اُنکا ہو چنور بردار — ماہتاب اُنکا پیشکار رہے

عشرتِ وصل کا ہو کالا مُنھ — ہجر کا رنج خوش گوار رہے

صدقے بلقیس کا جمال ترے — حُسن یوسف ترا نثار رہے

آج آئے گا کوئی آبلہ پا — دشت مین تیز نوکِ خار رہے

بہرِ تعظیمِ غیر جب وہ اُٹھے
پھر **وقار** اپنا کیا وقار رہے

کس کا چوگان برق جولان ہے — آسمان کس کا کوے میدان ہے

اسقدر بڑھ گئی ہے وحشت دل — صحن صحرا بھی کنج زندان ہے

رنگ لائے ہین آپ کے عاشق — دشت آباد شہر ویران ہے

شعلۂ شمع دُھن رہا ہے سر — سرکشی سے مگر پشیمان ہے

جب گھٹی زیست یہ بڑھی خجلت — پشت دست آج نذر دندان ہے

زیست اکدم مین ہو گی آوارہ — اک نفس مین سحر پریشان ہے

سیلی غم سے رنگ رُخ ہے کبود — موج اشکون کی جوش طوفان ہے

کیون زمرد سے خط کی دون تشبیہ — مین نے دیکھا ہے تنگ میدان ہے

باغ مین بزم بے مزہ ہے **وقار**
شمع گریان شگوفہ خندان ہے

آہ دل شمع محفل شب ہے — داغ سینہ چراغ کوکب ہے

جلوۂ رُخ ہے آب و تابِ زلف
پر توِ ماہ مشعلِ شب ہے

مثلِ لوح و قلم نہین ہے دوئی
قیس ولیلی کا ایک مکتب ہے

نیش زن گو ہو خالِ شانِ مگس
یار کے شہد لب سے مطلب ہے

دوست دشمن ہوا ہے جس دن سے
لب مخیم فغانِ یارب ہے

زلف ہے مار اژدہا وہ جعد
غمزۂ کج بھی نیشِ عقرب ہے

میکشی اے وقار ایمان ہے
مجھسا کون آج رند مشرب ہے

رُخ وہ بہتر گل چمن سے ہے
رنگ پاکیزہ یاسمن سے ہے

بہر غربت ہے حیلہ جو وحشت
ورنہ اُلفت مجھے وطن سے ہے

خوبتر ہے لباس عریانی
چشم پوشی یہان کفن سے ہے

شمع سے رات وہ سُنی ہم نے
بات مخفی جو انجمن سے ہے

کونسا ہے سیام جسکو وقار
آشنائی لب ودہن سے ہے

اب دین عشق رو سے ہر گھر مین ہم کرینگے
سوز نہان کو شمع دیر وحرم کرین گے

مانند خامہ بستہ اپنا لبِ بیان ہے
پھر شوقِ دل کو کیا ہم زیب رقم کرینگے

شوریدہ سر کا میرے دیکھا جنون نے کانسہ
یکدست صدمے اُسپر وہ جام جم کرین گے

ہے شبنمِ سحر کا ثابت جو بیوفا ہے
ہم برگ گل نہین ہین کیون میل نم کرینگے

تا جان کنی کی مشکل ہو اے وقار آسان
قاتل کی تیغ پر ہم بسمین دم کرین گے

قیس وہ ناتوانِ صحرا ہے
کالبد نیستانِ صحرا ہے

آتشِ عشق سے ہے سینہ گرم
جلوۂ برق جان صحرا ہے

تیرے دیوانہ کے لیے زنجیر
موجِ رنگِ روانِ صحرا ہے

غم مین کس شعلہ رو کے دودِ آہ
آتشِ دودمانِ صحرا ہے

ہے جو فرہاد دعوی کوہ
قیس بھی میہمانِ صحرا ہے

حیف پیک اپنا رہ غلط کردہ
تازہ چشم روانِ صحرا ہے

ہے ہر اک حرف چشم غول وقار
اس غزل مین بیانِ صحرا ہے

بیتاب ہے دل زلف سیہ فام کے نیچے
دم توڑتا ہے مُرغ مگر دام کے نیچے

امکان سے خارج ہے کہ سر نالہ اُٹھائے
دل دب گیا دردو غم و آلام کے نیچے

فرسودہ جو ہو چشم نہ کیون جان نکل جائے
رہتا ہے کوئی ٹوٹے ہوئے بام کے نیچے

تاریک ہے شب وزد سیہ کار ہے زنگی
ہے خال سیہ زلف سیہ فام کے نیچے

ابرو پہ رہے زلف تو موزون ہے حسابًا
ابجد مین بھی ہے نون کی جا لام کے نیچے

فاضل کی نہو جاہلون مین وقعت و رفعت
بیقدر ہے پختہ بھی جو ہو خام کے نیچے

دل کی ہے وقار اپنے عیان جسطرح مستی
ہے عکس مے سُرخ کا یون جام کے نیچے

نہ وہ قند مکرر مین نہ شکر مین وہ لذت ہے
لبِ رنگین کے بوسہ مین تمھارے جو حلاوت ہے

نہ دو تکلیف بخیہ کو اذیت دو نہ مرہم کو
نمک سے اُن لبون کے درج راحت ہر جراحت ہے

ترا ارشاد آنکھون پر نہ رووُن ناصحا لیکن
لڑکپن سے یہان تو ترک عادت سے عداوت ہے

دہانِ زخم سینہ ذکر سے پُر آب ہوتا ہے
قیامت شور پردازی کا وہ کانِ ملاحت ہے

وقار اُس بوسۂ تر کی حلاوت کیا قلم سے لکھے
لب نازک کی گالی مجکو حلوائے نزاکت ہے

تم نے جو تیغ و سپر باندھی ہے
قتل پر کسکے کمر باندھی ہے

دل مین جا ہے لب شیرین کی ترے　　گانٹھ مین ہمنے شکر باندھی ہے

شعبدہ ہو گیا ہے تار نظر　　تم نے عالم کی نظر باندھی ہے

زلف و گیسو کی ترے گانٹھ مین یار　　شام کھولی ہے سحر باندھی ہے

دل مین پھر یاد بسی اُنکی وقار　　پھر کمر بہر سفر باندھی ہے

زخم ثانی سے جو دل مایوس ہے　　زخم پیشین تک کف افسوس ہے

ہاتھ سے ساقی کے اب تو چور چور　　جام سنگ و شیشۂ ناموس ہے

شعر و دلدار کا لکھا ہے وصف　　خط ہمارا کاغذ فانوس ہے

تلوے کھجلاتا ہے میرے شوق وحشت　　خار کے سر مین سر پابوس ہے

کسکی آرایش کا مضمون ہے وقار　　جو غزل رشک پر طاؤس ہے

اپنے اب عفو پر نظر کیجے　　جرم سے میرے درگذر کیجے

حکم دل ہے کہ یاد دندان مین　　قطرۂ اشک کو گہر کیجے

زہر مین کیون بجھاتے ہو تلوار　　وصل کی شب نہ چشم تر کیجے

دست رنگین مین لو نہ آئینہ　　اُسکی حیرت پہ اک نظر کیجے

مثل مہ جائیے نہ کترا کر　　میرے گھر آج شب سحر کیجے

طرہ سے زلف کو گرہ دیجیے　　اس مطول کو مختصر کیجے

چاہتا ہے یہ شوق طبع وقار　　دل کو اپنے ہی نامہ بر کیجے

شہر عیان آج مرے اشک دمادم سے ہے　　اپنی تو خیر ہے پر خلق کے ڈر غم سے ہے

جب گلے سے نہ لگے آپ تو کیا عید کا لطف　　ماہ شوال سوا ماہ محرم سے ہے

آپ کے تشنۂ دیدار کو ہے آپ سے کام
کچھ نہ چشمہ سے غرض ہے نہ غرض یم سے ہے

ساقیِ مست کے ہے نقشِ قدم سے سروکار
جام سے مجکو نہ مطلب نہ غرض جم سے ہے

اچھی صورت ہے حسینونکی بُری خو ہے وقار
انگبین ہے یہ وہی جو کہ سوا سم سے ہے

اک اشارہ بس ہے ساقی کا مجھے
ہے غرض کب ساغر و مینا مجھے

بحرِ غم مین اک دُرِ نایاب سے
چشم کا چشمہ ہوا دریا مجھے

ماہ و ماہی کا مٹے گا تفرقہ
ہے بہانا اشک طوفان زا مجھے

ابر آسا چھا گیا طوبےٰ پہ مین
تھی جو یادِ قامتِ رعنا مجھے

غیر کہتا ہے بُرا کیا غم وقار
یار ہے سمجھے ہوئے اچھا مجھے

ہم تو اُس در پہ حق گذار رہے
توسنِ ناز کے غبار رہے

وہ گئے عمرِ رفتہ کے مانند
کیون پلٹنے کا انتظار رہے

قیس کچا سڑی تھا جھکّی تھا
یارب ایسا نہ کوئی خوار رہے

دل مین ہو خار خارِ اُس گُل کا
داغِ حسرت کا یادگار رہے

آج آئے گا باغ مین وہ گُل
گھڑی باندھے ہوئے بہار رہے

ہے یہی شرط ہجرِ مہرو کی
ہر ستارہ تہ شمار رہے

رہے سیراب کشتِ عشق وقار
سینہ داغون سے لالہ زار رہے

آئنہ روے یار کا مہ ہے
یہ سخن روشن و موجہ ہے

ایک ٹھوکر سے دو دوبارہ عمر
گرکوئی عاشق پڑا سرِ رہ ہے

جسنے دیکھا دہانِ تنگ ترا
عالم غیب سے وہ آگہ ہے

مثل میدان آز زلفِ دراز
شانہ سان اپنا دست کوتہ ہے

میکشون پر ہے ریشخند وقار
یہ جو شیشہ کے لب پہ قہقہ ہے

آب پیکان سے گو جگر ڈوبے
سینہ مین تیرا تیر پر ڈوبے

سیل اشک آشنائے چشم ہوا
مجھکو ڈر ہے کہین نہ گھر ڈوبے

اوپر اوپر یہ جائین گے غوطے
غش مین جب دل پھر پھر ڈوبے

تیرا زانو جو دیکھے آئینہ
آب غیرت مین سر بسر ڈوبے

زخم گھرا نہو نہو وہ تیغ
پشت تک خون مین مگر ڈوبے

خانۂ چشم اشک سے شبِ ہجر
کیا تعجب کہ تا سحر ڈوبے

غوطے کھانا نہ اے وقار کہین
بد ہے اُچھلا ہوا مگر ڈوبے

اک نفس بس سحر کی ہستی ہے
ہائے رونی نہین ہے ہنستی ہے

میرے رونے سے ابر کے مُنھ پر
شرم مینھ کی طرح برستی ہے

ہے حقیقی مرا مجازی عشق
بت پرستی مین حق پرستی ہے

دل کے دامون پہ مول لیتے ہو
ایسی کیا میری جان سستی ہے

ایک مدت سے چشم اوبے دید
تیرے دیدار کو ترستی ہے

پیر گردون ہے تیرا مشعلچی
ہاتھ مین اُسکے مہ کی دستی ہے

گرم رو ہو وقار مثل برق
نہ بلندی کہین نہ پستی ہے

اگر نہین وصل تو فرقت ہی سہی
دل لگی کی کوئی صورت ہی سہی

گو نہین آپ کسی سے ملتے
خیر بندہ پہ عنایت ہی سہی

منع ہے یار جو ہنسنا میرا / پھر تو رونے کی اجازت ہی سہی

وعدۂ وصل کرو قید کے ساتھ / جھوٹ سچ کے لیے مدت ہی سہی

وصل محروم ہے خندہ سے اگر / طالعِ ہجر مین رقت ہی سہی

جوہر فرد دہن یار کا ہے / میری منطق کی یہ حجت ہی سہی

چھوڑ دون دوست کو دشمن ہوکر / ترک عادت مین عداوت ہی سہی

قصۂ ہجر سُن او حُسن فروز / عشق کی ایک حکایت ہی سہی

حُسن کی خیر ذرا دیکھ لین آپ / آئینہ دیدۂ حیرت ہی سہی

نقش پاے صنم شوخ **وقار**
عینک چشم بصارت ہی سہی

باغ و بستان مین جائیے تو سہی / گل کو بلبل بنائیے تو سہی

لب کی سُرخی دکھائیے تو سہی / خون شفق کا بہائیے تو سہی

داغِ حسرت مٹائیے تو سہی / چاند سا مُنھ دکھائیے تو سہی

آپ کیا جانین رنج و راحت عشق / دل کسی سے لگائیے تو سہی

کوچ اپنا بھی ہے جہان سے آج / آپ پہلو سے جائیے تو سہی

ایک کہیے گا لاکھ سُنیے گا / لا سخن لب پہ لائیے تو سہی

بزم اغیار مین حضور نہ تھے / آنکھ مجھ سے ملائیے تو سہی

کیا عجب جی اُٹھے جو کشتۂ چشم / بوے گیسو سُنگھائیے تو سہی

پھونکتا ہے بدن ہی شعلۂ ہجر / اس لگی کو بجھائیے تو سہی

میرے آگے سوا کسی کے آپ / مُنھ کسی کو لگائیے تو سہی

ہے وفا کا وقار اُنھین دعویٰ
ایک دن آزمائیے تو سہی

کھتی ہین آنکھین ابروِ خمدار دیکھیے
سے قبضہ کاٹتی ہوئی تلوار دیکھیے

بازار اپنے دلکو دکھاینگے آج ہم
ہوتا ہے کون کون خریدار دیکھیے

ہین رند مست حضرتِ ناصح نہ سر چڑھو
زنجیر پانہو کہین دستار دیکھیے

پھر آج بوسہ دینے مین مُنھ پھیرتے ہین آپ
پھر وصل مین نکالی ہے تکرار دیکھیے

پامال ہو جہان نہ ایسے نکالو پانون
باہر چلے چلن سے نہ رفتار دیکھیے

وہ رشک مہر مشتری اک ماہ کا ہوا
یہ کجروی چرخ جفاکار دیکھیے

کل کے خلاف کی ہے موافق زبان آج
اقرار مین ہے پہلو انکار دیکھیے

اپنی بہار آئنہ مین دیکھو اپنے گھر
یہ کیا ضرور جائیے گلزار دیکھیے

جسدن سے عشق ہے قرۂ یار کا وقار
دُھن پانون کو ہے وادیِ پُرخار دیکھیے

یار کی لائے کیا خبر کوئی
زندہ آیا نہ نامہ بر کوئی

جیسے ہین آبدار میرے اشک
ایسا دیکھا نہین گہر کوئی

ظلم سے کب وہ ہاتھ اُٹھاتے ہین
پانون پر رکھے لاکھ سر کوئی

مثل خورشید روے تابان پر
کام کرتی نہین نظر کوئی

نالے شب بھر کیے مگر نہ ہوا
دل مین اُس بت کے کارگر کوئی

کوے جانان کے آنے جانے مین
ٹوکتا ہے ہمین تو ہر کوئی

ہو نہ عاشق سے جو کہ طالبِ زر
ایسا دیکھا نہ سیمبر کوئی

عشق ہے واقعی وہ شے بے عیب
نہ جہان چل سکے ہنر کوئی

شب ہے وہ زلف رُخ ہے روز وقار
شام کوئی کہے سحر کوئی

ہے ترقی آج کل آزار کی
زار حالت ہے ترے بیمار کی

نشانِ خط سے خال کی افزون ہوئی ۔ فوج سے صولت ہوئی سردار کی

عشق اگر ہے حُسن یوسف کا تجھے ۔ اے زلیخا راہ لے بازار کی

چشم کا ہے اُسکی حیران آینہ ۔ جسکو خواہش ہے ترے دیدار کی

حاملانِ عرش کو تڑپاتی ہے ۔ آرزو اُس سایۂ دیوار کی

تار دامن ہوگیا دریا کا پاٹ ۔ کی جو خدمت دیدۂ خونبار کی

یار کے فعلون سے کیا مطلب وقار
کام ہے یاری سے ہم کو یار کی

یہان کیون کسی رات تم آؤ گے ۔ جہان روز جاتے ہو وان جاؤ گے

جوان ہوکے بھی تم نہ سمجھے ذرا ۔ سمجھتے تھے یہ ہم سمجھ جاؤ گے

کرو شوق سے قتل مانع ہے کون ۔ مگر مار کر مجھکو پچھتاؤ گے

کھلے گا سرِ بزم اُلفت کا راز ۔ جو لوگون مین تم مجھسے شرماؤ گے

تصور مین ہون حیرتِ آینہ ۔ کبھی شکل بھی مجکو دکھلاؤ گے

یونہین رہنے دو کوبہ کو میرا حال ۔ سنو گے تو غصہ بہت کھاؤ گے

سرِ شام ہون صبحدم کا چراغ ۔ سحر ہوتے مجکو کہان پاؤ گے

جو اُٹھواؤ گے زیرِ دیوار سے ۔ مرے سر پہ پیارے غضب ڈھاؤ گے

ہر اک اہل مطبع ہے طالب وقار
کہان اپنا دیوان چھپواؤ گے

شمارِ غزل و تاریخ اتمام از مصنف

فضلِ یزدان سے دوسرا دیوان ۔ اب ہوا ہے مرتب و تیار

لفظ تکمیل سے ہے شمار غزل ۔ نام دیوان کا ہے نظم وقار

۵۰ [illegible]

نقاش این نقش وقار بیمقدار

بیدار ہوشانِ عالم و بیدار مغزان کو صلا - کہ جریدۂ خوش مقالی و گنجینۂ نازک خیالی - یعنی دیوان لطف آثار نتیجہ فکر جناب بیدار - حلیۂ گران بہاے اختتام طبع سے آراستہ ہوا اور اپنے جمال لازوال سے شیدائیان معنی کا دل لبھایا - یہ دیوان اپنی نظیر مین آپ ہی واقعی وہ شے ہے نہ جسکی تول ہے نہ ناپ ہے - مضامین کا چلبلا پن بندشون کا جوبن کیا کہون کہ کیا ہے اگر تماشاے ہوش ربا ہے نیرنگ کہون خوشنما و زیبا ہے - چشم بد دور اشارون کے تیور تیر جگر شگاف - زمینِ ہر غزل مانندِ زمینِ آینہ ہموار و صاف - تشبیہین قیامت انگیز - کنایے آفت خیز - محاورے خاطر فریب - صفائی غارتگر شکیب - مرصع زبانی سبحان اللہ بلمع بیانی واہ واہ - ہر مصرع برجستہ محبوب سرو قامت - معنی شوخ فتنۂ قیامت - پھڑکتے قافیے دل ہلائین - اُڑتی ردیفین پری پن دکھائین - الفاظ درست - ترکیب چست - ربط مصرعین مانند جوزا دوش بدوش - نہین نہین مثل عاشق و معشوق ہم آغوش - فصاحت کا رنگ عجیب - بلاغت کا ڈھنگ غریب - المختصر مصنف کی سخنوری معنی گستری - نہ مشتاق تعریف کی ہے - نہ آرزومند توصیف کی - بے بدلی نے ڈنکا بجایا ہے - بے مثلی نے سکہ چلایا ہے - طبع سلیم ہے - خاطر مستقیم ہے - زود گوئی نام نامی پر نازشگر ہے - پر گوئی تیغ زبان معزدار کی جوہر ہے - آپکا کیا کہنا یادش بخیر نواب مرزا داغ سلمہ کے شاگرد ہین شعر و شاعری و مضمون آفرینی مین دیدہ ہین نہ شنیدہ ہین - کجا بیدار کجا وقار کجا گل کجا خار - نہ زبان مین طاقت تقریر کی نہ ہاتھ مین طاقت تحریر کی - بس تقریظ کو دونون ہاتھ سے سلام

کرون اگر ہو سکے تو تاریخ طبع کا اہتمام کرون

ہوا بیدار کا جب طبع دیوان تب کہا مین نے	بجا ہے گر کہین گلدستۂ گلہاے رنگین ہے
وقار آیا خیال اُسکے جو سالِ طبع کا دل مین	سروش غیب بول اُٹھا یہ نیرنگ مضامین ہے

سنہ ۱۳۱۲ھ

نقل تاریخ جناب اُستادی۔ ولیعہد بہادر بندہ کی کیفیت حال سے آگاہ نہین ہین آپ نے میری طرف سے تاریخ لکھ بھیجی ہوتی یا حال بیماری کا لکھا ہوتا۔ خیر عین حالت رنجوری مین تاریخ بھیجتا ہون

قطعہ

کرون کیا مین تعریف دیوان کی | کہ یان سہل ہے سہل دشوار ہے
ہراک لفظ ہے کلبلاتا ہوا | ہمایون تخلص جو بیدار ہے
لکھون اسکو سرکار معنی اگر | تو ہر طرح مجھ پر سزاوار ہے
شگفتہ مضامین ہین اس قدر | ہراک صفحہ محسود گلزار ہے
زمین غزل کیون نہ سیراب ہو | کہ طبع ذکا ابر مدرار ہے
یہ ہے فیض تعلیم کا داغ کی | زبان نرم ہے صاف گفتار ہے
لکھون طبع کا کیا مین تسلیم سن | کہ امراض سے طبع ناچار ہے
لیا معجمہ عیسوی سال مین | مضامین کا بخت بیدار ہے
سنہ ۱۸۷۷ء

قطعاتِ تواریخ ختم دیوان جناب شیر محمد خان صاحب حشم من نتائج افکار بندہ کشن کمار وقار

حشم سے ذی حشم کا ہے دو سالہ یہ ریاض ایسا | کہ قول ہر سخنور ہے یہی ہے یہ کلام اچھا
غرض ہر مصرع ہر شعر ہے ہر وصف کے قابل | عیوب شاعری سے بھی بری ہر لفظ ہے ہر جا
وقار اس مصرعِ تاریخ کو سب صدق ہی سمجھین | ہراک جا ہے اب اس دیوان نو تصنیف کا چرچا
سنہ ۱۲۹۴ھ

ایضاً

شکر صد شکر کہ اب شیر محمد خان نے | دو برس مین دیا دیوان کو اپنے انجام
ہر غزل پر ہے یہ ہر اہل سخن کا عالم | دیتا ہے داد سخن ہوتا ہے مداح کلام
وہ فصاحت وہ بلاغت وہ تناسب کہ جسے | دیکھکر وجد مین آجاتے ہین شاعر بھی تمام

الغرض لایق توصیف ہے دیوان حشم	ہے کلام اچھا نہین اسمین ہے کچھ جاے کلام
شوق سے لکھیے وقار آپ بھی یہ مصرع سال	حُسن ہر شعر ہے مطبوع دلِ خاص و عام

قطعات تواریخ ختم دیوان شفیق قدیم محمد رحیم اللہ خان صاحب رحیم من نتائج افکار بندہ کشن کمار وقار

ہو چکا جب ختم فضل حق سے دیوانِ رحیم	کیون نہ اطراف و جوانب مین مصنف کا ہو نام
جس غزل مین دیکھیے جس شعر کو ہے منتخب	دیکھیے جس مضمون کو ہے وہ لایقِ وصفِ مدام
اے وقار اس مصرع تاریخ کو لکھیے بشوق	قول ہر منصف ہے اے دل عاشقانہ ہے کلام ۱۲۹۴ھ

ایضاً

لاڈلا اللہ کا پیارا محمد کا ہے جو	ہے خدا کے فضل سے جسکا تخلص تک رحیم
چشمۂ فیض اُسکے دیوان کا بھی بیشک نام ہے	شاعرون مین آج ہے جو رشک طوسی و کلیم
مصرع سال آپ بھی لکھیے اب اے وقار	ہے بھلی کیا مست یہ رنگ فصاحت کی شمیم ۱۲۷۷ع

افضل معیار بیان - ثناے خداوند دو جہان (۱۲۹۵ھ) - ستودگی کلام شعرا (۱۲۹۵ھ) - ہواے آوازۂ نام (۱۲۹۵ھ) - نے عمدہ سرمایۂ ابد عز و احترام (۱۲۹۵ھ) - چنانچہ ستایش دیوان صاحب معانی و بیان (۱۲۹۵ھ) - یعنی ضوے پرگو و پاکیزہ زبان (۱۲۹۵ھ) - بر بندہ مقدم علی الامور ست (۱۲۹۵ھ) - والا انصافا بدعوی بندگی قصور ست (۱۲۹۵ھ) - گیرم کہ چند سطر بآئین بیگانہ برنگارم (۱۲۹۵ھ) - لیکن معنی روشن و منیف از کجا آرم (۱۲۹۵ھ) - ہوا داری خموشی مایۂ بے زوال (۱۲۹۵ھ) - بیہودہ گوئی مد ذلت حال (۱۲۹۵ھ) - زبان کام مقیم دہان لطیفہ رنگین ست (۱۲۹۵ھ) - ورنہ دہان او بہرا اثر در آگین ست (۱۲۹۵ھ) - سال مبارک انجام یادگاری تدوین دیوان جو یم (۱۲۹۵ھ) - و در راہ کور کامیابی چون کور فہمان نپویم (۱۲۹۵ھ) - محمدی - توقیر فصاحت (۱۲۹۵ھ) - می نگارند - عیسائی (۱۸۷۸ع) - کار پردازی بلاغت - می شمارند - فارسیان - نظم فرہ دار (۱۲۴۷ فارسی) - می سرایند - دہقانیان - اوج گاہ تجلی ضو (۱۲۸۵ فصلی) - و رومی نمایند - سلسلہ داران سالباہن - شگرف روشنی دل نکتہ فہم (۱۸۰۰ اشاکی نوروز) - می خوانند - رہروان طریق بکرماجیت - جید کلام افضل علی ضو (۱۹۳۵ سمت) - میدانند - مردم بنگلہ بالفاظ - رنگ و بوے نظم (۱۲۸۴ بنگلہ)

ترانہ ریز۔ وبندہ بمصاریع این قطعہ زمزمہ انگیز

قطعہ

ضو نے تدوین کر کے دیوان کو — بزم اُردو مین شمع روشن کی
نور کی اے وقار لکھ تاریخ — ہے یہ فکر بلند ضو چمکی
سنہ ۱۲۹۵ھ

بمیقدار کشن کمار وقار

تاریخ مثنوی شفاعت ریختہ قلم گشن کمار وقار مرادآبادی ۱۲۹۵ھ

شفاعت کے بیتون کی موزونیان — حسینون کی ہین ابرو نمین کہان
کلام حسن بھی یہان گرد ہے — اس آمد کے آگے وہ آورد ہے
اگر حُسنِ مضمون پہ کیجے نظر — تو ہے چشم بد دور رشک قمر
صفائی کو بندش کی گر دیکھ لے — تو قلعی ابھی آئنہ کی کھُلے
معانی سے مملو ہین لفظ اسطرح — کہ بو مشک کی مشک مین جسطرح
نرالی زمانے سے ذو معنیان — انوکھی جہان سے زبان دانیان
لکھون کیا رعایت تناسب کا حال — زبان قلم مثل سوسن ہے لال
ضلع اور جگت بھی ہے وہ دل پسند — کہ صاحب مذاقون کے ہین نطق بند
صنائع بدائع جو مشہور ہے — وہ موجود سب حسب دستور ہے
جو مصرع ہین پریون کی پتلی کے نور — تو ہر بیت ہے بیت ابروے حور
مقرر یہ ہے آسمانی کلام — کہ معدوم ہے اسکے ثانی کا نام
وقار اپنے دلکو جو بھائے یہ طور — تو فوراً قلم لے کے بے فکر و غور
سرِ دست تحریر تاریخ کی — مقرر پسندیدہ ہے مثنوی
سنہ ۱۲۹۶ھ

قطعۂ تاریخ طبع ریختۂ خامۂ سحر پرداز و چکیدۂ قلم اعجاز طراز شاعر نازک خیال مورخ شیرین مقال
ستودۂ دہر گزیدۂ روزگار رائے کشن کمار وقار

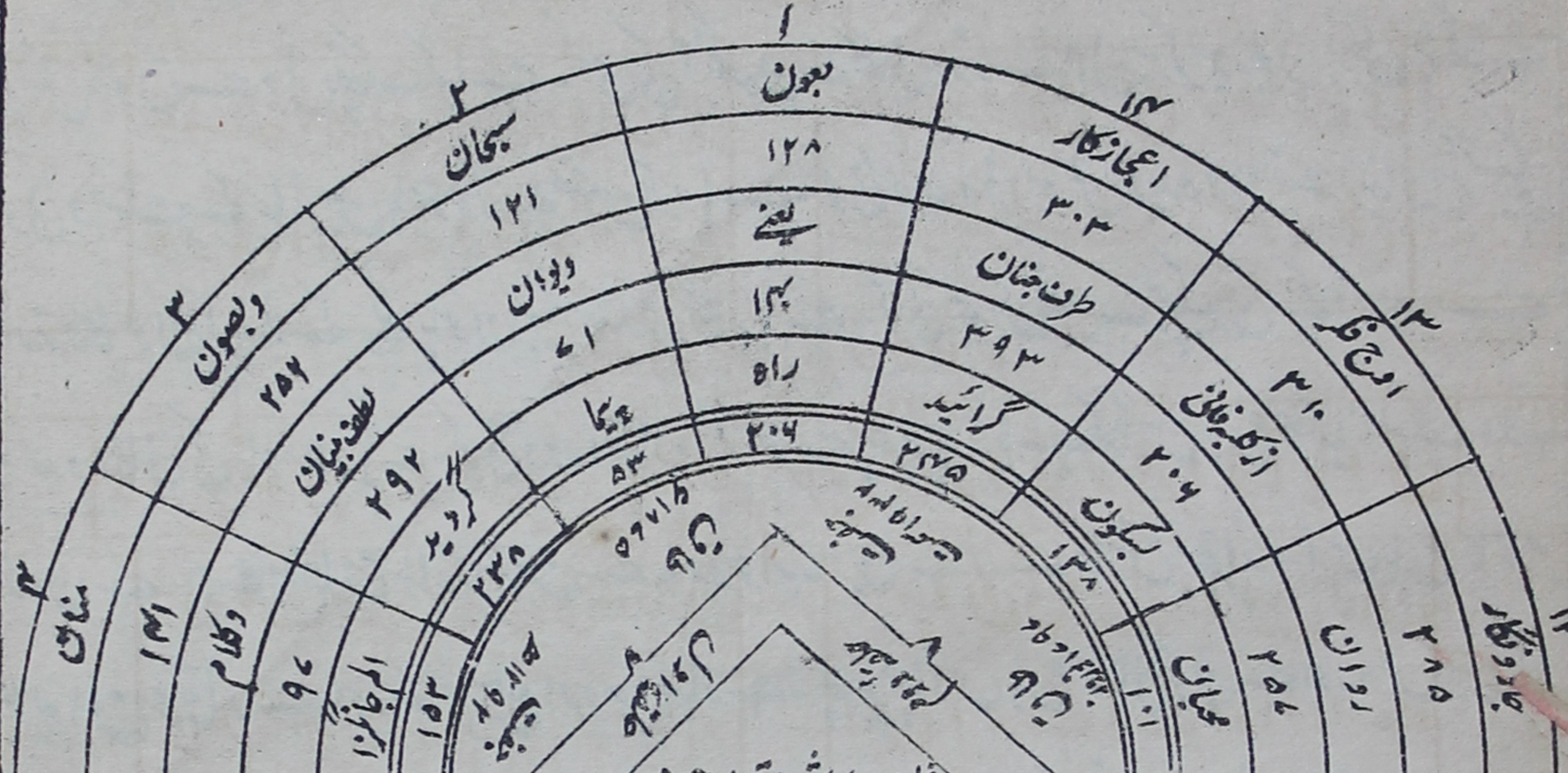

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بعد حمد و نعت صیرفیان دارالعیار سخندانی کو نوید مسرت افزا اور جوہریان رستۂ بازار معانی کو مژدۂ فرحت انتما کہ اس زمان خجستہ بنیان مین تمیمۂ بازوے الفت - حمائل گلوے محبت - باغ ہمیشہ بہار جسمین ہر طرف طاؤسان چمن کی پکار ہے - جسکے اشتیاق مین انتظار کی وہ گھڑیان گنی جاتی ہین جنکے ایک ایک سکنڈ مین ہزارون تمناؤن کا خون ہوا جاتا ہے - کسی محروم گلگشت کی لاکھون امیدون پر دلکی اضطرابی حرکت پیدا ہونے سے پانی پھرا جاتا ہے - جو اس باغ مین داخل ہوا ایسا محو تماشا ہوا کہ واپس ہونے کو

دل نہین چاہتا - جسطرف نظر اُٹھ گئی وہ سیر دیکھی کہ گلشن رضوان نظرون سے گر گیا - کہین چھیڑ چھاڑ کی باتین ہو رہی ہین - کہین دل کے ارمان نکل رہے ہین - کسی کا شرم کے مارے سر جھک گیا ہے - کسیکا آتش شوق سے دل پھک گیا ہے - کسی کی آنکھون کے گلابی دوڑے لال ہو کر تیوریون پر بل پڑ گیا ہے کوئی وحشت کے عالم مین ہاتھ جوڑے منتین کر رہا ہے - کوئی وعدہ فراموش دیدہ و دانستہ انجان بنکر کسیکی آرزو کا خون کرنے کے لیئے پانوٗن مین مہندی لگا رہا ہے - کوئی ہجران نصیب ہچکیون کے ذریعہ سے وعدہ وفائی کی یاد دلا رہا ہے - کوئی دور افتادہ نسیم سحر سے پتہ پوچھ رہا ہے کہ اُس باغ کا کیا نام ہے اور کہان ہے - جسکا مشتاق سارا جہان ہے - وہ جواب دیتی ہے ارے عاشق بیقرار - اُس باغ کا نام **دیوان وقار** ہے اور مقام مطبع اودھ اخبار ہے - پھر پوچھا اُس باغ کا بانی کون ہے اور اُس چمن کی تخم افشانی کسنے کی ہے - جواب پایا ارے غفلت شعار وہ کامل ہنر - سخن فہم و سخنور مشہور آفاق ہے - وہ محسود نخلبندان عجم و عراق ہے - اُسکا نام نامی سرو جوئبار سخنوری - دوحۂ آبسال معنی پروری - رمز شناس و نکتہ سنج - صلح کل و بیرنج - شمع ہر تاریکی - موشگاف ہر باریکی - کجکلاہ - جادو نگاہ - مستانہ خرام - غارتگر آرام - فصیح البیان - طلیق اللسان - ناظم اقلیم فصاحت - خسرو قلمرو بلاغت - مقبول دیار و امصار - جناب معلی القاب **راجہ کشن کمار** صاحب المتخلص بہ **وقار** ہے - پس ہزاران ہزار شکر و سپاس بدرگاہ باغبان قضا و قدر کہ وہ دیوان ہر دل عزیز و پُر اثر مطبع نامی **منشی نولکشور** واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی جناب مستطاب **منشی پراگ نراین** صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف سنہ ۱۸۹۹ء مطابق سنہ ۱۳۱۷ھ مین **بار اول** حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر عزیز دلہاے خاص و عام ہوا

اعلان - حق تصنیف اِس دیوان فصاحت عنوان کا از جانب حضرت مصنف ممدوح بحق نولکشور پریس محفوظ و محدود ہے

ALLAMA IQBAL LIBRARY
30223

JAMMU & KASHMIR UNIVERSITY
LIBRARY
No. 30223
Date 11.11.59

نام کتاب	قیمت
کلیات صنعت - عجیب صنعت۔	۹ر۹
دیوان شاہ تراب - کلام مشہور عارف باللہ کاکوروی۔	۱۱ر۳ ما
کلیات نظیر اکبر آبادی۔	۶ر۶
کلیات وہبی - کلام سخنور کامل منشی شیو پرشاد دو قسم کاغذ۔	
(۱) کاغذ سفید چکنا۔	۹ر
(۲) کاغذ سفید رسمی۔	۷ر
دیوان غافل - از منور خان غافل۔	۴ر
دیوان ذوق - دہلوی استاد معروف۔	۳ر۳ ما
دیوان فدا - جلد ثانی۔	۷ر
دیوان رند - مشہور از [illegible] ن رند۔	۲ر۱
دیوان غالب - از مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی۔	۳ر۹ ما
دیوان مرغوب جہان - کلام سید تجمل حسین خان۔	۱۱ر
دیوان امیر موسوم بہ مرآۃ الغیب اُستاد بینظیر۔	۱۱ر
دیوان خواجہ میر درد - دہلوی عارف [illegible]	۱۱ر

نام کتاب	قیمت
دیوان بہار عرب - کلام مولوی محمد نذیر متخلص بہ حافظ۔	۱ر۲ ما
بہارستان سخن - تین اُستاد کا کلام ہموزن و ہم ردیف ناسخ و آتش و آباد از مہدی حسین نان۔	۷ر۳ ما
دیوان لطف - از حافظ لطف علیخان بریلوی۔	۲ر
دیوان نیاز - کلام حضرت شاہ نیاز احمد بریلی۔	۲ر
شرح یوسفی دیوان حافظ - از مولوی محمد یوسف علی شاہ چشتی نظامی۔	۴ر
دیوان نعت سروری - از مفتی غلام سرور لاہوری۔	۴ر۳ ما
دیوان جـ [illegible] مرزا حسین۔	۳ر۹ ما
دیو [illegible] کنھیا لال۔	۲ر
[illegible] فضل رسول خان	
[illegible]	۸ر۲ ما
[illegible]	[illegible] ما
خواجہ محمد وزیر [illegible]	

نام کتاب	قیمت
بہارستان اشعار - از رای کشن کمار صاحب متخلص بہ وقار -	۳/
دیوان شائستہ پاسخ - یعنی ہم قافیہ وہم بحر بمقابلۂ غزلیات ناسخ لکھنوی از منشی مہرچند رائے -	۸/
دیوان حمد ایزدی - کلام مفتی غلام سرور لاہوری -	۳/
دیوان چمنستان جوش - کلام نواب احمد حسن خان -	۳/۷
دیوان بختاور - از منشی بختاور سنگھ	۴/۶
مجمع الاشعار - چیدہ چیدہ استادوں کا کلام یکجائی اردو و فارسی -	۳/۶
چمن بےنظیر - شعراء نامی فارسی و اردو کا کلام چیدہ ... میاں ... عبیر محمد ...	۱۱/۶
دیوان گو... طبع - کاغذ سف...	
رسالہ دار متخلـ...	۳/۹
ایضاً - ... صاحت عنوان کا ...	۳/۶
	۱/
	۷/

نام کتاب	قیمت
توشۂ آخرت - چیدہ قصائد و غزلیات حمد و نعت مصنفہ مولوی سید مظفر علی صاحب	۸/
دیوان سخن دہلوی جلی قلم - نہایت بلیغ و فصیح از فخرالدین حسین متخلص بہ سخن - دو قسم کا غذ -	
(۱) کاغذ سفید گندہ -	۱۲/
(۲) کاغذ سفید رسمی -	۹/
دیوان میکش - جلد اول موسوم بہ میخانۂ عشق مولفۂ سورج بھان صاحب کاغذ سفید -	۲/
دیوان شہیدی - از مولوی کرامت علیخان متخلص بہ شہیدی -	۱۲/
گلدستۂ حفیظ اللہ خان - اردو و فارسی اشعار مختلف اقسام کے مع فرہنگ جسکی خوبی دیکھنے پر موقوف ہے از مولوی حفیظ اللہ خان ساندوی -	۶/
دیوان سحر سامری - حصۂ اول و دوم یکجائی مصنفۂ منشی دیبی پرشاد متخلص بہ سحر بدایونی -	۵/

... & KASHMIR UNIVERSITY
LIBRARY
No. 30223
Date 11.11.59
SRINAGAR

ALLAMA
IQBAL LIBRARY
UNIVERSITY OF KASHMIR
HELP TO KEEP THIS BOOK
FRESH AND CLEAN.